قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی
اکیڈیمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۳ و ۱۴ ستمبر
سنہ ۱۹۲۸ع کو

بہ زبان ہندی

رائے بہادر مہامہوپادھیائے گوری شنکر ہیرا چند اوجھا
نے دئے

مترجمہ

منشی پریم چند

الہ آباد

ہندوستانی اکیڈیمی، یو - پی -

۱۹۳۱ ع

فہرست مضامین

پہلی تقریر

صفحہ

مذہب اور معاشرت

صفحہ

صفحہ

صفحہ

دوسری تقریر

صفحہ

صفحہ

صفحہ

تیسری تقریر

صفحہ

فہرست نقشہ جات

نقشہ نمبر | صفحہ

تمہید

ممالک متحدہ کی سرکار نے ھندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے ھندوستانی ایکاڈیمی قایم کرکے قابل تعریف کام کیا ھے - اس ایکاڈیمی نے مجکو سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر اِتین خطبے پیش کرنے کی دعوت دے کر میری عزت‌افزائی کی ھے - اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون ھوں - یہہ ۶۰۰ سال کا زمانہ ھندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا ھے -

اس عہد میں ھندوستان نے مذھبی ' مجلسی اور سیاسی ' ھر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی - مذھبی اعتبار سے تو اس دور کے ھندوستان کی حالت واقعی حیرت‌انگیز تھی - بودھہ ' جین ' ھندو ' اور ان مذاھب کے صدھا فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاھراہ ترقی پر گامزن تھے - کتنے ھی فرقے معدوم ھو گئے ' کتنوں ھي کا ظہور ھوا - اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج ھوا - ان مختلف مذاھب کی کشمکش ' ترقی ' یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب ھے - اِسی زمانہ میں شنکراچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا ھوے جنھوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا - اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے -

یونانیوں ، چھترپوں اور کشنوں کی سلطنت ختم ہونے کے بعد گپت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا - ہندوستان میں مختلف خاندان اپنی مقبوضات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے - دکھن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ، شمال میں بیس (ہرش) پال ، سین وغیرہ خاندان ترقی کرتے جاتے تھے - مسلمان بھی سندھ میں آ چکے تھے اور گیارھویں بارھویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم جم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا - اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے -

ان معرکۃالارا سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں - اس زمانہ کے طرز خیال ، اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں - مجلسی نظام بھی کچھ تبدیل ہو گئے - اور صرف مجلسی حالت نہیں ، اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا - اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاہی اداروں میں بھی کچھ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ، تجارت اور حرفت تینوں ہی کی گرم بازاری تھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہہ دور بہت ممتاز ہے - یوروپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے ہندوستان کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - ہندوستان محض زراعتی ملک نہ تھا ، مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں حیثیت تھی - پارچہ بافی کے علاوہ سونا ، لوہا ، کانچ ، ہاتھی دانت ، وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی پر تھیں - اس لئے ہندوستان اب سے زیادہ دولت مند اور صاحب ثروت تھا - کھانے پینے کی چیزیں ارزاں تھیں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال تھے -

ذہنی مرکز نگاہ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا - مثنویوں ، ناٹکوں ، افسانوں ، وغیرہ ادبی تصانیف کے علاوہ نجوم ، ریاضیات ، طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اہم اور مہتم بالشان موضوع پر تفصیل سے رائے زنی کرنے کے لئے کافی عرقریزی اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ہے - لیکن اس کام کو بہ حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھہ میں نہیں ہے - میری منشا تھی کہ یہہ بار زیادہ لائق آدمی کے سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ہے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور مہلت
نہ صرف کر سکا -

اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے -
پہلے باب یا تقریر میں اس زمانہ کے مذہبوں' بودھہ '
جین ' اور هندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج
اور زوال ' اور نیز اس زمانہ کی مجلسی حالات '
رسم غلامی ' طور طریق ' آداب و اخلاق' اور نظام ورن
آشرم پر روشنی ڈالی گئی ہے -

دوسری تقریر میں هندوستانی ادبیات ' یعنی لغات '
صرف و نحو' فلسفہ ' ریاضیات ' نجوم ' طب ' سیاسیات '
مالیات ' صنعت و حرفت ' موسیقی ' فن تصویر ' وغیرہ
مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ہے -
تیسرے حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت ' دیہی
پنچائتوں کی ترتیب اور اُن کے اختیارات ' نظام حرب '
اور آئین انصاف وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس
طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ہے
اور نیز اُس دور کی مالی حالت ' زراعت ' تجارت '
حرفت ' تجارتی راستے ' مالی فارغ البالی وغیرہ پر
بھی رائے زنی کی گئی ہے - متذکرہ بالا مباحث میں
هر ایک اتنا اهم اور وسیع ہے کہ اُس پر علحدہ تصنیف کی
ضرورت ہے - صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع محض اجمالی صورت میں ھی ھو سکتا ھے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ دستیاب ھوتا ھے وہ بہت قلیل ھے - خالص تاریخی تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے کیا گیا ھو انگلیوں پر گنی جا سکتی ھیں - ممکن ھے اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی ھوں اور حوادث روزگار نے اُنھیں تلف کر دیا ھو - تاھم اس دور کے متعلق مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی ھے - انھیں کتابوں کا ھم یہاں مختصر ذکر کرتے ھیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح ھون‌سانگ اور اِتسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذھبی ' تمدنی ' سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھہ اندازہ ھو جاتا ھے - چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف ھیں - اُس زمانہ کے سنسکرت ' پراکرت ' یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ تصانیف ' ناٹکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اس زمانہ کی بہت سی باتیں معلوم ھو جاتی ھیں - قدیم سکوں کتبوں اور تامب پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگیہ‌ولکیہ ' ھاریت ' وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیانیشور کی لکھی ھوئی یاگیہ ولکیہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کل امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسالہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے رمیش چندر دت کی تصنیف "اے ہسٹری آف سویلزیشن اِن اینشنٹ انڈیا" (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ) ' سر رام کرشن بھنڈارکر کی تصنیف "ویشنوازم ' شیوازم اینڈ ادر مائنر رلیجنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ویشنو اور شیو فرقے اور ہندوؤں کے ضمنی مذاہب اور خیالات) ' ونے کمار سرکار کی تصنیف "دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ہندوؤں کے سیاسی نظام اور مطلبے) ' رادھا کرشن مکرجی کی تصنیف "ہرش" ' کے ایم پنی کار کی تصنیف "شری ہرش آف قنوج" سی وی وید کی کتاب "ہسٹری آف میڈیول انڈیا" (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ) ' میکڈانل کی تصنیف "انڈیاز پاسٹ" (ہندوستان ماضی) ' نریندرو ناتھہ لا کی تصنیف "اسٹڈیز اِن انڈین ہسٹری اینڈ کلچر" (ہندوستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ) ' ہربلاس ساردا کی تصنیف "ہندو سوپیریارٹی" (ہندوؤں کی فضیلت) ' جان گریفتھہ کی کتاب "دی پینٹنگز آف اجنتا" (اجنتا کی تصاویر) ' لیڈی ہیرنگھم کی تصنیف "اجنتا فریسکوز"

این سی مہتا کی "اسٹڈیز ان انڈین پینٹنگ"، "امپیریل گزٹیر آف انڈیا" پروفیسر میکڈانل اور کیتھہ کی تصنیف "ویدک انڈکس" اور آفریکٹ کی کتاب "کیٹالوگس کیٹا لوگرم" اسمتھ کی "ہسٹری آف انڈیا" میری تصنیف "بھارتیہ پراچین لپی مالا" (ہندوستان کا قدیم رسم الخط)، "سولنکیوں کی قدیم تاریخ" "راجپوتانہ کی تاریخ"، "ناگری پرچارنی پترکا" اور "انڈین انٹیکویری" "ایپی گرافیا انڈیکا" وغیرہ رسالے خاص طور پر قابل ذکر ہیں -

ہندوستانی ایکاڈیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں -

پہلی تقریر

مذهب اور معاشرت

(۱) بودهه مذهب

سنه ۶۰۰ ع سے سنه ۱۲۰۰ ع تک هندوستان میں تین خاص مذاهب مروج تھے : ویدک ' بودهه اور جین - ساتویں صدی کے آغاز میں اگرچه بودهه مذهب کا زوال هو رها تها تاهم اس کا اثر بہت کچهه باقی تها جیسا که هیون سانگ کے سفرنامه سے ظاهر هے - اس لئے هم بودهه مذهب کی تشریح پہلے کرتے هیں -

بودهه دهرم کا آغاز اور اشاعت

هندوستان کا قدیم مذهب ویدک تها جس میں یگیه وغیره ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بهی هوتی تهیں - گوشت خوری کا رواج بهی کثرت سے تها - جینیوں اور بودهوں کے اهنسا کے اصول پہلے هی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نه تها - شاک بنسی راج کمار گوتم بدهه نے بودهه دهرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اُٹهایا اور ان کی تلقین سے عوام بهی بودهه دهرم کی جانب مائل هونے لگے جن میں کتنے هی راجے ' برهمن ' ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے - روز بروز اس دهرم کو فروغ هونے لگا اور موریه خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یگیوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) - اشوک کی کوشش سے بودھ دھرم کی اشاعت محض ہندوستان تک محدود نہ رہی ' بلکہ ہندوستان کے باہر لنکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھ گیا - بعد ازاں بودھ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذہبی جوش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت ' چین ' منچوریا ' منگولیا ' جاپان ' کوریا ' سیام ' برما اور سائبیریا کے گرغس اور کلموک تک پھیل گیا -

بودھ دھرم کے عقائد

یہاں بودھ دھرم کے اصول اور عقائد کی مجمل تشریح بے موقع نہ ہوگی - بودھ دھرم کے مطابق زندگی مایۂ غم ہے ' زندگی اور اس کی مسرتوں کی تمنا اسباب غم - اسی تمنا ' اسی ہوس کو فنا کر دینے سے غم کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک ہو جاتی ہے -

مہاتما بدھ کے قول کے مطابق بودھ دھرم وسطی راستہ ہے ' یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رہنا چاہئے اور نہ فاقہ کشی ' شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاہئے - ان دونوں کے بیچ میں رہنا ہی لازم ہے - خیرالامور اوسطہا - دنیا اور اس کی سبھی چیزیں فانی

---

(۱) اشوک کے کتبے - اس کا پہلا کتبہ -

اور غم انگیز هیں - جمله تکالیف کا باعث جہالت هے - ضبط نفس هی کے ذریعه روح کا نشو هو سکتا هے - حرص و هوس اور جمله خواهشات کو ترک کر دینے هی سے تکالیف کا خاتمه هوتا هے - اسی ترک خواهشات هی کا نام نروان هے - یهه نروان زندگی میں بهی حاصل هو سکتا هے - انسان پنچ ارکان کا بنا هوا ایک خاص قسم کا مجموعه هے جس میں طبیعات کا درجه اولی هے - اپنی زبان میں اسی کو روح کهه سکتے هیں - یهی پانچ اسکندهوں کا مجموعه اپنے فعلوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا هوتا هے - اسی کو تناسخ کهتے هیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے حقیقی عنصر میں مضمر هو جانا هی مهانروان هے -

بودهه دهرم کی سب سے بڑی خصوصیت " اهنسا پرم دهرم " کا اصول هے - کسی طرح کی هنسا کرنا گناه عظیم هے - لیکن کچهه زمانه کے بعد هندوستان کے باهر کے بودهوں نے اس خاص اصول کو نظرانداز کرنا شروع کر دیا - اخلاق ' ضبط اور سخاوت هی اولی قربانی هے - بودهه دهرم کی دوسری خصوصیت یهه هے که وه خدا سے منکر هے - عبادت الهی کے بغیر بهی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جا سکتا هے - تیسری خصوصیت یهه هے که وه هندو دهرم کی سب سے ممتاز صفت برن آشرم دهرم کو نهیں تسلیم کرتا - اس کی نگاه میں سبهی انسان ' چاهے براهمن هوں یا شودر ' یکساں طور پر اونچے سے اونچا رتبه حاصل کر سکتے هیں - انسان

کا اعتبار جنم سے نہیں ' کرم سے کیا جانا چاهئے - بودهوں کے تین رتن بدهہ ' سنگهہ اور دهرم مانے جاتے تھے -

بودهہ دهرم کا زوال

کئی راجاؤں کی حمایت پاکر یہہ مذهب خوب پهیلا مگر مختلف اوقات میں بودهہ بهکشوؤں میں اختلاف رائے هو جانے کے باعث بودهہ دهرم میں کئی فرقے پیدا هو گئے - ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے بودهہ بهکشوؤں میں مشاورت کے جلسے بهی هوتے رهے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اختلافات بهی بڑهتے گئے - چینی سیاح اِتسنگ کے زمانہ میں بودهہ دهرم میں اٹهارہ فرقے هو چکے تھے ' بعد کو راجاؤں کی حمایت و حفاظت سے محروم هو جانے کے باعث بودهہ دهرم میں بڑی تیزی سے انحطاط شروع هوا اور هندو دهرم بڑی تیزی سے فروغ پانے لگا کیونکہ اُسے فرمانرواؤں کی حمایت حاصل هو گئی تهی -

بودهہ دهرم پر هندو دهرم کا اثر اور مهایان فرقہ کی ابتدا

ترقی‌پذیر هندو دهرم کا اثر بودهہ دهرم پر بہت پڑا - بہت سے بودهہ بهکشوؤں نے هندو دهرم کی کئی خصوصیتیں قبول کر لیں - اس کا نتیجہ " مهایان مت " کی صورت میں کش خاندان کے راجہ کنشک کے زمانہ میں ظاهر هوا - اصلی یا ابتدائی بودهہ دهرم کا مشرب ترک اور ضبط نفس تها -

اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صداقتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ہے - بودھ دھرم میں ایشور کی ہستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی - مہاتما بدھ کے بعد بودھ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گرہست تو سنیاس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے منکر سنیاس ان کی سمجھ میں آسکتا ہے اس لئے انھوں نے بھگتی مارگ کا سہارا لیا - مہاتما بدھ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی - انتہا ہی نہیں، بودھی ستووں اور بیشمار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیں بننے لگیں - بودھ بھکشوؤں نے متاہل زندگی بسر کرتے ہوئے بھی بھکتی کے ذریعہ "نروان" کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا - اس بھکتی مارگ — مہایان — پر ہندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا - اس کی کچھ مثالیں نیچے دی جاتی ہیں :-

(۱) "ہین یان" کی کتابیں پالی میں اور مہایان کی سنسکرت میں ہیں -

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولیٰ مانا گیا ہے -

(۳) هین یان فرقے میں بدھ معبود کی طرح پوجے نہیں جاتے تھے لیکن "مہایان" فرقے والوں نے بدھ کو معبود بناکر ان کی پرستش شروع کر دی -

بھارت یا هندوستان میں اس مہایان فرقے کی خوب اشاعت هوئی - انتاهی نہیں، بودھ فلسفہ پر هندو فلسفہ کا اثر بھی پڑا - زوال کی طرف جاتا هوا بودھ دھرم هندو دھرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نہ رھا - هندؤوں نے بدھ کو وشنو کا نواں اوتار مان کر بودھ عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کی - دونوں مذهبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا هو گئی کہ بودھ اور هندو روایتوں میں تمیز کرنی مشکل هوئی - اس کا لازمی نتیجہ یہہ هوا کہ لوگ بودھ دھرم کو چھوڑ کر هندو دھرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سبھی طرح کی آزادیاں تھیں - بودھ دھرم کا اهنسا کا اصول اگرچہ دلفریب تھا، پر قابل عمل نہ تھا - راجاؤں کو جنگ کرنا هی پڑتی تھی - عوام بھی گوشت ترک کرنا پسند نہ کرتے تھے - هندو دھرم میں یہہ قیدیں نہ تھیں اور پھر جب بدھ کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدھ کے معتقدوں کا رجحان بھی هندو دھرم کی جانب هو گیا - نہایت قدیم زمانہ سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تھی اس کے لئے بہت عرصہ تک ذات باری کے وجود سے منکر رهنا مشکل تھا - اسی طرح بودھوں کا ویدوں پر اعتقاد نہ رکھنا هندؤوں کو بہت کھٹکتا تھا - کمارل
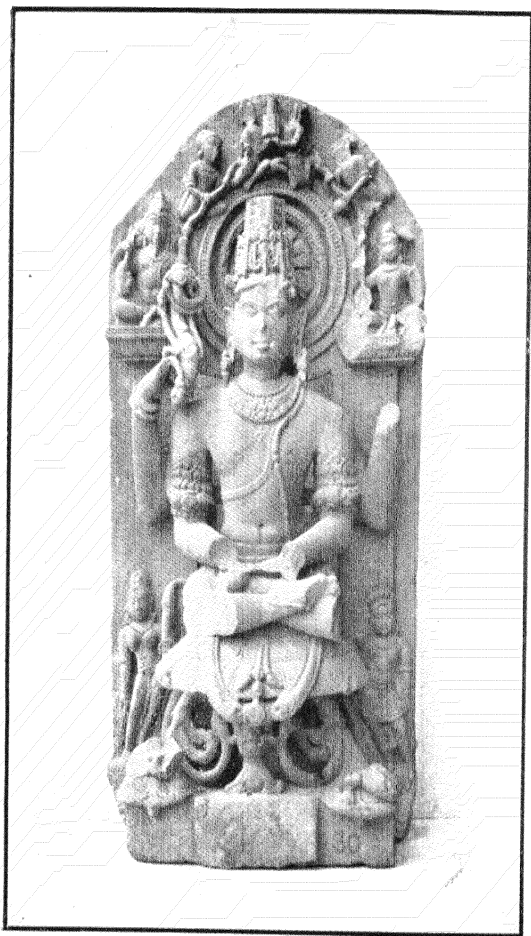
(۱) هندوؤں کا بدھ اوتار

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲

بهت اور کئی دیگر بودهه علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی - ان کی یهه تحریک بهت طاقتور تهی اور اس کا اثر بهی جامع هوا - کمارل کے بعد شنکراچارج کے ظهور نے اس تحریک میں اور بهی قوت پیدا کر دی - "شنکر دگ بجے" (۱) میں کمارل کی زبان سے شنکر کی شان میں ایک اشلوک کهلایا گیا هے جس کا ترجمه یهه هے : 'ویدوں سے منحرف بودهوں کا خاتمه کرنے کے لئے آپ نے اوتار لیا هے ' اسے میں مانتا هوں ' -

اسی طرح دیگر برهمن علما نے بهي هندو دهرم کی تبلیغ میں بهت کوشش کی - ایک تو هندو دهرم شاهي دهرم هو گیا اس سے بودهه دهرم میں زوال آیا هے - دوسرے خود بودهه دهرم میں نقائص پیدا هو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا هونے لگے - فروعات میں بهی اختلاف پیدا هوے جاتے تهے ' اس کے علاوہ بودهه بهکشؤوں کي نمود و نمائش کی کثرت هو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اٹهه گیا - اب بودهه بهکشو ویسے متقی اور اصول پسند نه تهے - ان میں بهی حکومت اور ثروت کی هوس پیدا هو گئی تهی - وہ مٹهوں اور بهاروں میں شان وشوکت سے رهنے لگے تهے ' عوام کے درد و غم میں شریک هونا انهوں نے ترک کر دیا تها - ان وجوہ نے بودهه دهرم پر مهلک اثر ڈالا ' حکومت کي اعانت پاکر بودهه دهرم جس سرعت سے بڑها تها اتنی هی تیزی سے اس کا زوال شروع هوا -

---

(۱) سنسکرت کي تصنیف هے جس میں شنکراچارج کے سوانح بیان لئے گئے هیں -

بودهه دهرم کے انحطاط کے تاریخي واقعات

موریه خاندان کے آخری راجه برهدرتهه کی وفات کے ساتهه هی بودهه دهرم کا انحطاط شروع هو چکا تها - برهدرتهه کو قتل کر کے اس کا سپه‌سالار پشیه متر جو شنگ خاندان سے تعلق رکهتا تها موریه سلطنت کا مالک بن بیٹها - اس نے پهر ویدک دهرم کي اعانت میں دو اشو میدهه یگیه کئے - غالباً اس نے بودهوں پر سختیاں بهی کیں - بودهه تصانیف میں اس کا ذکر موجود هے - في الواقع یهیں سے بودهه دهرم کا زوال شروع هوتا هے - اسی زمانه میں راجپوتانے کے راجه پاراشری پتر نے اشومیدهه یگیه کیا - علی هذا دکهن میں آندهر خاندان کے وید شری شات کرني کے زمانه میں اشومیدهه ، راجسویه وغیر یگیه کئے گئے - گپت خاندان کے راجه سهدر گپت اور واکاٹک خاندان والوں کے زمانه میں بهی اشو میدهه وغیره کئی یگیه هوے - اس کا ذکر ان کے زمانه کے کتبوں اور لوحوں میں موجود هے - اس طرح موریه سلطنت کے خاتمه سے ویدک دهرم کے عروج کے ساتهه ساتهه بودهه دهرم کا زوال هونے لگا پهر بتدریج اس کا زوال هوتا هي گیا - هیونسانگ کے سفرنامے سے معلوم هوتا هے که اس کے زمانه یعنی ساتویں صدی کے پہلے نصف میں ویدک دهرم کے پیرؤں کی تعداد بڑهنے اور بودهوں کي گهٹنے لگی تهی - بان‌بهٹ نے لکها هے که تهانیشور کے ویش خاندان کے راجه پربهاکروردهن کے بڑے بیٹے راج وردهن نے باپ کی وفات کے بعد شاهی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھہ بھکشو ہو جانے کی خواہش کی تھی اور اس کے چھوٹے بھائی ہرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا تھا، مگر کئی وجوہ سے یہہ ارادے عمل کی صورت میں نہ آئے - ہرش کو بودھہ دھرم سے بہت عقیدت تھی - ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ساتویں صدی میں اگرچہ شاہی خاندان کے لوگ ہندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھہ دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا - بکرمی سمبت ۷۴۷ (عیسوی سنہ ۶۹۰) کے شیرگڈھہ (ریاست کوٹہ) کے ایک کتبے سے واضح ہوتا ہے کہ ناگ بنس کے راجہ دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھہ مندر بنوایا تھا، جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بودھہ دھرم کا پیرو تھا - عیسوی کی بارھویں صدی کے اواخر تک مگدھہ اور بنگال کے سوا ہندوستان کے تقریباً جملہ صوبجات میں بودھہ دھرم فنا ہو چکا تھا اور اس کی جگہ ویدک دھرم نے لے لی تھی -

جین دھرم

جین دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا ہندو دھرم

جین دھرم بھی بودھہ دھرم سے کچھہ پہلے ہندوستان میں نمودار ہوا - اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھہ کے قبل ہی ہو چکا تھا - اس زمانہ کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہہ تھے :-

(۱) ویدک علم الہی ھے -

(۲) ویدک دیوتاؤں ، اندر ، برن وغیرہ کی کوشش -

(۳) یگیوں میں جانوروں کی قربانی -

(۴) چاروں برن یعنی برھمن ، کشتری ، ویش شودر کا نظام تمدن -

(۵) چاروں آشرم یعنی برھمچریہ ، گرھست ، بان پرست ، اور سنیاس کی تنظیم -

(۶) روح اور ذات مطلق کا اصول -

(۷) تناسخ اور فلسفہ کرم -

مہابیر اور بدھہ دونوں ھی بزرگوں نے پہلے پانچ عقائد کو باطل قرار دیا - مہابیر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سنیاس تسلیم کئے - مگر بدھہ نے صرف سنیاس آشرم ھی پر زور دیا - مہابیر خدا کے وجود سے منکر تھے ، اور بدھہ نے بھی اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہ کی - بودھہ دھرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا ھے ، اس لئے یہاں ہم جین دھرم اور اس کی رفتار پر اجمالی نگاہ ڈالیں گے -

جینوں کے عقیدہ کے مطابق مہابیر چوبیسویں تیرتھنکر تھے - ان کے قبل ۲۳ تیرتھنکر پیدا ہوچکے تھے - ممکن ھے یہہ روایت بودھوں کے ۲۴ بدھوں کی روایت پر مبنی ہو ، یا بودھوں نے جینیوں سے لیا ہو - مہابیر راجہ سدھارتھہ کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا ہوئے - انھوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشا لی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نفس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انھوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم کے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ، غیر ذی روح ، نجات ، عذاب ، ثواب ، ترک ، تزکیہ وغیرہ کے قائل ھیں - روح غیرفانی اور قدیم ہے - آتما ھی کرم کرتی ہے اور اس کا پھل بھوگتی ہے - مٹی ، پانی ، آگ ، ھوا ، اور نباتات یہہ سب ذی روح ھیں - زمانہ ، عادت ، تعین ، فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ھیں - انھیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ہے ، اسی سے دنیا کی تخلیق ہوتی ہے ، اور انھیں سے فعلوں کے نتیجے ملتے ھیں - روح کے ساتھہ فعل کا تعلق رہنے کے باعث اُسے بار بار عالم شھود میں آنا پڑتا ہے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ھوتی ہے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ھیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ہے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چوسٹھہ هزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مقیم ھوکر اپنے گیان میں ظاهر و باطن کو دیکھتی ھوئی غیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ہے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ، ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ہے ، ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ہے اور دنیا کی تجدید ھوتی ہے - اس وقت

ایک پہاڑ پر ہر ایک جنس کے ایک ایک جوڑی زندہ رہ جاتے ہیں - انھیں سے پھر دنیا آباد ہوتی ہے - حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باہر ' ازلی ' آزاد مطلق ' غیر مجسم ' پاک ' مبدء مسرت ' روح ہی حقیقی مختار ہے ' اس سے جدا کوئی ایشور نہیں - روح کی حقیقت سے باخبر شخص ہی الوہیت کا درجہ پاتا ہے - خیال ' قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھہ پانچ مہابرت (اہنسا ' راستی ' برہمچریہ ' دیانت اور ضبط نفس) اور عفو ' انکسار ' قناعت ' ایثار ' ضبط ' طہارت ' حق اور توکل کو عمل میں لانے والا انسان مرشد ہوتا ہے - رحم اور اہنسا جینیوں کے خاص دھرم ہیں ' وہ ویدوں کو نہیں مانتے - روزہ ' برت ' اور تپسیا یہہ جینوں میں بہت اہم سمجھے جاتے ہیں - کئی دیویوں اور دیوتاؤں کی بھی پرستش ہوتی ہے - کئی سادھوؤں کے فاقہ کشی سے مرجانے کی روایتیں بھی پائی جاتی ہیں (۱) -

بدھہ اور جین دھرم کا فرق

بودھہ اور جین دھرم میں اتنی یکسانیت ہے کہ اکثر مغربی علما کا خیال ہے کہ ان دونوں کا مخرج ایک ہی ہے اور بدھہ مہابیر کے شاگرد تھے ' پیچھے سے دونوں دھرم جدا ہو گئے - مگر واقعتاً یہہ خیال غلط ہے - دونوں دھرم علحدہ ہیں ' ہاں یہہ ممکن ہے کہ بدھہ نے جین دھرم کے کچھہ

---

(۱) ماخذ از آرٹ لائنس آف جینزم مصنفہ جگ مندرلال جینی ' ص ۷ - ۶۶ -

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے ہوں ' کیونکہ گھر سے نکلنے
کے بعد وہ عرصہ تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھہ تپسیا
کر رہے تھے ' ممکن ہے یہہ سادھو جین ہوں اور ان کی
صحبت اور تعلیم کا اثر بدھہ پر پڑا ہو -

جین دھرم کے فرقے

بودھہ دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے ہیں :
(۱) دگمبر (۲) سویتامبر دگمبر سادھو برھنہ رھتے ہیں -
سویتامبر - سفید یا زرد کپڑے پہنتے ہیں - ان دونوں فرقوں
کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ہے - دگمبر لوگ عورتوں
کی نجات کے قائل نہیں ' سویتامبر قائل ہیں - دگمبر
تیرتھنکروں کی پوجا تو کرتے ہیں پر سویتامبروں کی طرح
پھول ' دھوپ اور زیورات سے نہیں - ان کا قول ہے تیرتھنکر
علائق سے آزاد تھے ' اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزلہ
گناہ ہے - یہہ تقسیم کب ہوئی اس کے متعلق تحقیق کچھہ
نہیں کہا جاسکتا -

جین دھرم کیوں مقبول نہیں ہوا ؟

جین دھرم کی ابتدا بودھہ سے پہلے ہوئی پر اس کی اشاعت
اتنی زیادہ نہ ہوئی - اس کے کئی وجوہ ہیں - بودھہ دھرم کے
اصول آغاز میں ہی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم
کے اصول بہت عرصہ تک سینہ بہ سینہ محفوظ رہے - ایسا مانا
جاتا ہے کہ پانچویں سنہ عیسوی میں دیوردھی گن چھماشرمن

نے ولبھی کے مذھبی جلسہ میں انھیں قلمبند کرایا - بودھہ بھکشوؤں کی زندگی جین سادھوؤں کی زندگی سے زیادہ سادہ سہل اور آزاد تھی ' اس سے بھی لوگوں کا میلان بودھہ دھرم کی طرف زیادہ ہوتا تھا - اس کے علاوہ جین دھرم کو وہ شاھی حمایت نہ ملی جو اشوک اور کنشک وغیرہ راجاؤں نے بودھہ دھرم کی کی ' صرف کلنگ کے راجہ کھارویل نے جو سنہ عیسوی کی دوسری صدی کے قریب ہوا تھا جین دھرم کو قبول کر کے اس کی کچھہ اعانت کی تھی ' انھیں وجوہ سے جین دھرم کی ترقی نہ ہو سکی (۱)۔

جین دھرم کا عروج اور زوال

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ھیں اس وقت جین دھرم کا رواج آندھر ' تامل ' کرناٹک ' راجپوتانہ ' گجرات ' مالوہ اور بہار اور اُڑیسہ کے کچھہ اضلاع میں تھا - جین دھرم نے دکھن ھی میں زیادہ فروغ پایا - وھاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بہت استعمال کرتے تھے ' جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ دکھن کی تامل وغیرہ زبانوں میں سنسکرت کے کتنے ھی لفظ شامل ہو گئے - جینیوں نے وھاں مدرسے بھی کھولے ' آج بھی وھاں بچوں کو حروف تہجی سکھاتے وقت پہلا کلمہ "اوم نمہ سدھم" پڑھایا جاتا ھے جو جینیوں کا طریقہ سلام ھے - دکھن میں کئی راجاؤں نے جین دھرم کے ساتھہ رفاقت کی - تامل میں

---

(۱) هسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی ویدـ ج ۳ ' ص ۴۰۵ و ۴۰۶ -

پانڈیہ اور چول راجاؤں نے جین گروؤں کو دان دئیے اور ان کے لئے مدورا کے پاس متھہ اور مندر بنوائیے - رفتہ رفتہ جینیوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تیرتھنکروں کی مورتیں بننے لگیں - زمانہ زیر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہو گیا تھا مگر شیومت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا - چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہو گئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا - مدورا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں - کرناتک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانہ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثاء نے شیو دھرم قبول کرکے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پر زور کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۲۰۰ع) - جین مورتیں اُٹھاکر پورانک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں - تنگ بھدرا سے پرے کے کرناتک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے - گیارھویں صدی کے آغاز میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی - رفتہ رفتہ ہوئسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کرلیا - ہوئسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانج نے ویشنومت کا پرچار کرکے انھیں ویشنو بنا لیا - اس طرح تمام دکھن میں جین دھرم کس مپرسی کی حالت میں آگیا - رہی سہی کسر اُڑیسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیومت کا خوب زور ہو رہا تھا ، وہاں کے راجاؤں نے تو جینیوں پر مظالم بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں -

جس زمانہ میں دکھن میں جین دھرم کی ہوا بگڑی ہوئی تھی مغربی اضلاع میں وہ سرسبز ہو رہا تھا - راجپوتانہ مالوہ گجرات میں اس کی بہت ترقی ہوئی، حالانکہ ان مملکتوں کے راجہ بھی شیو تھے - جین آچاریہ ہیمچندر ہی اس عروج کا باعث کہا جا سکتا ہے - ہیمچندر گجرات میں ایک سویتامبر ویش کے گھر سنہ ۱۰۸۴ ع میں پیدا ہوا تھا - فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ انل واڑے کے جین دارالعلوم کا آچاریہ ہوا - وہ سنسکرت اور پراکرت کا جید عالم تھا - سنسکرت اور پراکرت کی کتابیں اس کی یادگار ہیں - گجرات کے راجہ جے سنگھہ اور کمارپال پر اس کا بہت زیادہ اثر تھا - کمارپال نے جین دھرم قبول کیا اور گجرات کاتھیاوار کچھہ راجپوتانہ وغیرہ اضلاع میں اس کی خوب اشاعت کی - (۱)

ان صوبوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں اور کہیں جین دھرم نے قدم نہیں جمائے، پیچھے سے کہیں کہیں مارواڑی تاجروں نے جین دھرم قبول کر لیا ہے اور جین مندر بنوائیں ہیں مگر جینیوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے -

برہمن دھرم

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے ویدک دھرم رائج تھا - ایشور کی پرستش یگیہ کرنا اور چار برنوں کی تقسیم وغیرہ اس کے خاص رکن تھے - یگیہ میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی

---

(۱) ماخوذ از ہسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی وید ج ۳، ص ۴۱۱ -

(۲) شیش ناگ پر سوئے ہوئے وشنو (نارائن)

[تریویندرم]

صفحہ ۱۷

تھیں - ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں ہوتی تھی - تقریباً ہندوستان بھر میں یہی مذہب پھیلا ہوا تھا - بودھ دھرم کے عروج کے زمانہ میں اس کا زور کچھ کم ہو گیا تھا - جین دھرم نے بھی اسے زک پہونچائی مگر ان دونوں دھرموں کے زمانہ عروج میں بھی ہندو دھرم معدوم نہ ہوا تھا چاہے کمزور ہو گیا ہو - جوں ہی بودھ دھرم کا اقتدار کچھ کم ہوا، ہندو دھرم نے بڑی سریع رفتار سے ترقی کرنی شروع کی اور تھوڑے ہی دنوں میں ان دونوں دھرموں پر غالب آ گیا - پرانے پودھے میں کونپلیں نکلنے لگیں -

براھمن دھرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودھ دھرم سے ہندو دھرم کے معتقدوں نے بہت سی باتیں سیکھیں - مورتی پوجا کب سے شروع ہوئی یہہ نہیں کہا جا سکتا، مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے متعلق دستیاب ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں نگری کے کتبہ میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ہے - یہہ مورتی پوجا کی سب سے پرانی اور مستند شہادت ہے - اس سے ثابت ہے کہ یہہ رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تھا - ہندو دھرم کی جوں جوں ترقی ہونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے مذہبی فرقے بھی بنانے شروع کئے - سب سے پہلے ہم ویشنو فرقے کا کچھ ذکر کرتے ہیں -

ویشنو فرقے کا آغاز

بھگود گیتا کے وراث روپ کے تذکرہ کو پیش نظر رکھ کر جادووں نے باسو دیو کی بھکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بھاگوت یا ساتیہوت فرقے کے نام سے مشہور ہوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یگیوں اور مذھبی مراسم کی کثرت سے نفرت پیدا ہو گئی تھی - اس لئے انہوں نے اس بھکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بھکتی مارگ کے جاری ہو جانے کے بعد کچھ زمانہ کے بعد وشنو کی مورتیں بھی بننے لگیں - اس کی تحقیق اب تک نہیں ہو سکی لیکن نگری کے اس کتبہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ھے شنکرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر ھے - اس سے پہلے کسی مورتی کا تذکرہ کتبوں میں نہیں ملتا - تاھم عیسوی سنہ کے قبل چوتھی صدی میں میگستھنیز نے متھرا کے شورسینی جادووں کے متعلق لکھا ھے کہ وہ ھیرکلیس (ھری کرشن یا باسو دیو) کی پوجا کرتے تھے - پانڑنی نے بھی اپنے سوتروں میں باسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا ھے اور اس پر شرح لکھتے ہوے پتنجلی نے باسو دیو کو معبود کہا ھے - قیاس ہوتا ھے کہ پانڑنی کے زمانہ میں (سنہ ۷۰۰ ق - م) بھی باسو دیو کی پوجا جاری ہو چکی تھی - اس لئے بھاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بھی قدیم ہوگی - (۱)

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۸ - ۱۰ -

ویشنو دھرم کے اصول اور اس کي اشاعت

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دھرم کي قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودھه دھرم کے زیر اثر اس نے بھی اھنسا دھرم کو فائق مانا - اس فرقے کی خاص مذھبی کتاب "پنچ راتر سنھتا" ہے - یہه لوگ پنچ گانه مراسم پرستش کے پیرو تھے - مندروں میں جانا ' پوجا کے لوازم جمع کرنا - پوجا ' منتروں کا پڑھنا ' اور یوگ سے ایشور کا درشن ھونا مانتے تھے - پھر ویشنوں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برھما ' نارد ' نر نارایں ' کپل ' دتاتریه ' یگیه ' ریشبھه دیو ' پرتھو ' متسیه ' کورم ' دھنونتری موھنی ' نرسنگھه ' وامن ' پرشورام ' وید ویاس ' رام ' بلرام ' کرشن ' بدھه ' کلکی ' ھنس اور ھے گریو - ان میں سے دس اوتار متسیه ' کورم ' براہ ' نرسنگھه ' وامن ' پرشورام ' رام ' کرشن ' بدھه اور کلکی ' فائق تسلیم کئے گئے - بدھه اور ریشبھه کو ھندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاھر ھے که بودھه اور جین دھرم کا اثر ھندو دھرم پر پڑ گیا تھا - اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو به پہلو جگہ دی گئی - ممکن ھے که چوبیس اوتاروں کی یہه تخلیق بھی بودھوں کے چوبیس بدھه اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کي تقلید میں کی گئی ھو - وشنو کے مندر سنه ۲۰۰ ق - م سے لیکر زمانه زیر تنقید تک ھی نہیں ' اب تک برابر بن رھے ھیں - کتبوں ' تانبے کی منقوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا ھے - دکھن میں . بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب ھوا

اور ادھر کے آل‌وار راجے کرشن کے بھکت تھے - یہہ امر باعث حیرت ھے کہ باوجودیکہ رام وشنو کے اوتار تھے ' پھر بھی دسویں صدی تک ان کے مندروں یا مورتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بھکتی قدیم زمانہ میں رهی هو ' یہہ امر حقیقت سے بعید ھے - زمانہ ما بعد میں رام کی پوجا ھونے لگی اور رام نومی وغیرہ تہوار منائے جانے لگے - (۱)

راماننج آچاریہ کا فرقہ وششتادویت

شنکراچارج کے ادویت‌واد کی تعلیم سے بھکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - جب آتما اور برهم ایک هی هوں تو بھکتی کی ضرورت هی کہاں باقی رهی ؟ اس لئے راماننج نے بھکتی مارگ کی تقویت کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - راماننج سنہ ۱۰۱٦ع میں پیدا هوئے تھے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تھا راماننج کو ویشنو دھرم کا ایسا پرجوش حامی دیکھہ کر درپئے آزار هوا ' اس لئے راماننج وهاں سے بھاگ کر دوار سمدر کے جادووں کے پاس پہونچا اور وهاں اپنا کام شروع کیا ' پھر میسور کے راجہ وشنو وردھن کو ویشنو بناکر وہ دکھن میں اپنے دھرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھکتی مارگ کے لئے

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر انئر رلیجس سسٹمس - ص ۳۹ - ۴۷ -

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت ھے - یگیہ ' برت ' تیرتھ جاترا ' دان وغیرہ سے نفس کی تہذیب ھوتی ھے - گیان یوگ بھکتی کی طرف لے جاتا ھے اور بھکتی سے ایشور کے درشن ھوتے ھیں - جیواتما اور جگت دونوں برھم سے جدا ھونے پر بھی فی‌الواقع جدا نہیں ھیں - اصولاً دونوں ایک ھي ھیں ' ھاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف ھیں - اس دھرم کے فلسفیانہ اصولوں کی تنقید فلسفہ کے ضمن میں کیا جائے گا - رامانج کے اس دھرم کا پرچار دکھن میں زیادہ اور شمال میں کم ھوا (۱) -

مدھواچاریہ اور ان کا فرقہ

گیارھویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت‌واد کو دور کرکے بھکتی مارگ کو تقویت دینا تھا - اگرچہ رامانج نے وششٹادویت واد چلاکر شنکر کے ادویت کو مٹا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نہ ھوئے - وششٹادویت واد کی دلیلوں سے یہہ حقیقت واضح نہ ھو سکی کہ عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ھیں - اس لئے مدھواچاریہ کو اس سے تشفی نہ ھوئی - اس نے پرم آتما ' آتما ' اور پرکرتی ' تینوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدھو فرقہ چلایا - اس کے فلسفیانہ اصولوں کا تذکرہ آگے چل کر فلسفہ کے ذیل میں آئے گا - مدھواچاریہ کی پیدائش

---

(۱) سر رام‌کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۵۱ - ۵۷ -

(۳) وشنو کی چودہ ہاتھہ والی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر] صفحہ ۲۲

(۴) وشنو جی کی تری مورتی

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲۲

(۵) شیو جی کی تری مورتی

[گھارا پوری]

صفحہ ۲۳
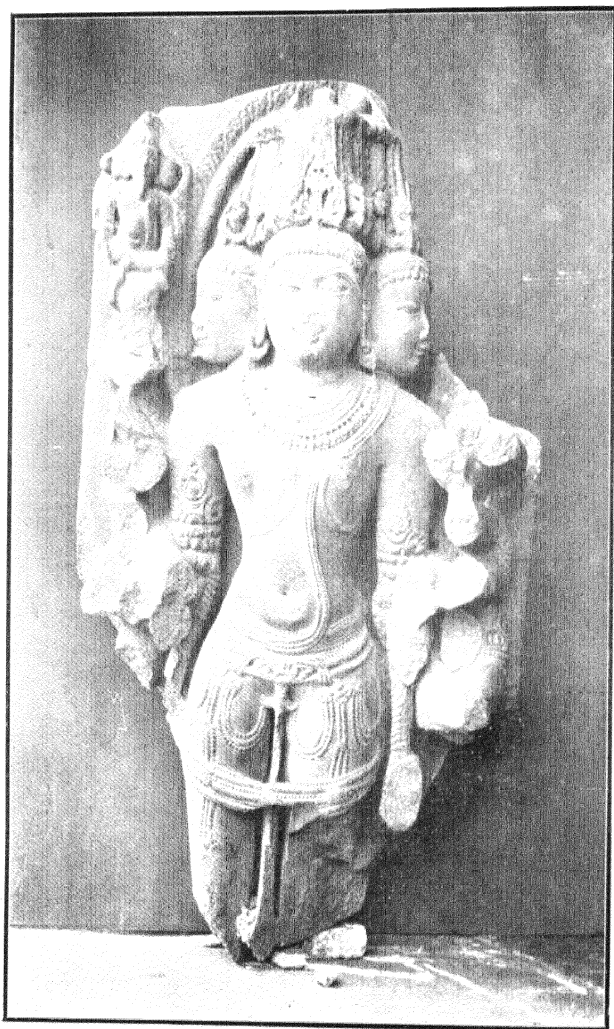
صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتی موجود نہیں ہے۔ بدھ اور سورج کی سب مورتیں دو ہاتھوں والی ہیں۔ اور کڈفسس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے ہیں ترسول دھاری شیو کی مورتی بنی ہوئی ہے۔ وہ بھی دو ہاتھوں والی ہی ہے۔ جیسے ہندوؤں نے بدھ کی مورتی کو چتربھج (چار ہاتھوں والی) بنا دیا اسی طرح ممکن ہے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھی پیچھے سے چتربھج بنا دیا ہو۔ وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ہاتھوں والی مورتیں بھی بنائی گئیں اور ان ہاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے ایسی کچھ مورتیں دستیاب ہوئی ہیں۔ وشنو کی تین منھ والی مورتیں بھی ملی ہیں جن میں یا تو مکٹ کے ساتھ وشنو کے تین منھ بنائے گئے ہیں یا بیچ میں وشنو کا تاجدار سر ہے اور دونوں طرف براہ اور نرسنگھ کی مورتیں بنی ہوئی ہیں۔ شاید یہ مورتیں شیو کے تثلیث کی نقل ہوں۔

شیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ہوئی اور ان کے معتقد شیو ہی کو خالق و رازق و مالک ماننے لگے۔ اس فرقہ کی کتابیں "آگم" کے نام سے مشہور ہوئیں۔ اس فرقہ کے لوگ شیو کی مختلف الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے لگے۔ عموماً تو یہ ایک چھوٹے سے گول ستون کی صورت

کی هوتی تهی ' یا اوپر کا حصه گول بناکر چاروں طرف
چار منهه بنا دئے جاتے تھے - اوپر کے گول حصے سے برهمانڈ
(کائنات) اور چاروں مونهوں میں سے پورب والے سے سورج '
پچهم والے سے وشنو ' اُتر والے سے برهما اور دکهن والے سے رودر
مراد هوتے تھے - کچهه مورتیں ایسی بهی ملی هیں جن کے
چاروں طرف منهه نهیں ' اِن چاروں دیوتاؤں کی مورتیں هی
بنی هوئی هیں - ان مورتوں کو دیکهنے سے یهه قیاس
هوتا هے کہ ان کے بنانےوالوں کا منشا یهه تها که کونین
کا خالق شیو هے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات
کی مختلف صورتیں هیں - شیو کی عظیمالجثه تری مورتي
(تثلیث) بهی کهیں کهیں پائی گئی هے - اس کے چهه هاتهه '
تین منهه اور بڑی بڑی جٹاؤں سے مزین تین سر هوتے هیں -
ایک منهه روتا هوا هوتا هے جو شیو کے رودر کہلانے کی دلیل
هے - اس کے وسط کے دو هاتهوں میں ایک میں بجورا ' اور دوسرے
میں مالا ' داهنی طرف کے دو هاتهوں میں سے ایک میں
سانپ اور دوسرے میں پیاله ' بائیں طرف کے دو هاتهوں
میں سے ایک میں پتلي سی چهری اور دوسرے میں ڈهال
یا آئینه کی شکل کی کوئی گول چیز هوتی هے - تثلیث
چبوترے کے اوپر دیوار سے ملی هوتی هے اور اس میں صرف
جسم کا بالائی حصه هوتا هے - اس کے مقابل زمین پر اکثر
شیو لنگ هوتا هے - ایسی تری مورتیاں بمبئی سے چهه میل دور
ایلیفنٹا ' چتوڑ کے قلعے ' سروهی راج وغیرہ کئي مقامات میں
دیکهنے میں آئی هیں جن میں سب سے پرانی ایلیفنٹا
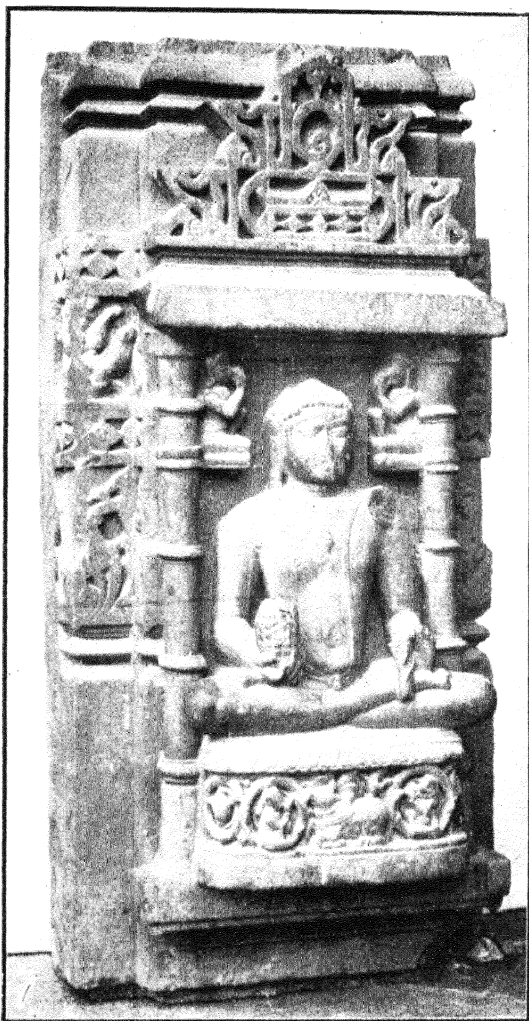
(٦) لکولیش (لکوتیش) کي مورت

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمیر]

صفحه ٢٥

والی هے - شیو کے رقص کرنے کی مورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی هیں -

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پاشوپت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ هوا ' جس کے آغاز کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی هے کہ پہلے بھڑوچ میں وشنو نے بھریگو منی کو شاپ دیا ' بھریگو منی نے شیو کی پرستش کرکے انھیں خوش کیا - شیو هاتھہ میں ایک ڈنڈا لئے هوئے نمودار هوئے - لکت ڈنڈے کو کہتے هیں ' اسی لئے وہ لکوٹیش (لکولیش یا نکولیش) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار هوا وہ کایا وتار (ریاست برودا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکوتیش فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا - لکولیش کی کئی مورتیں راجپوتانہ ' گجرات ' کاتھیاواڑ ' دکھن (میسور تک) بنگال اور اڑیسہ میں پائی جاتی هیں ' جس سے ثابت هوتا هے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا - اس مورتی کے سر پر اکثر جین مورتیوں کی طرح لمبے بال هوتے هیں ' هاتھہ دو هوتے هیں ' دائیں هاتھہ میں بیجورا اور بائیں هاتھہ میں ڈنڈا هوتا هے - اس کی نشست پدماسن هوتی هے -

لکولیش کے چاروں شاگردوں کوشک ' گرگ ' متر اور کورش کے نام لنگ پران میں ملتے هیں (۱۴ - ۱۳۱) جن کے نام سے شیووں کے چار ضمنی فرقے نکلے - آج لکولیش فرقہ کے پیرووں کا کہیں نشان بھی نہیں ' یہاں تک کہ لوگ

لکولیش کے نام سے بھی مانوس نہیں - شیو فرقہ کے لوگ مہادیو کو عالم کا خالق ، رزاق اور ہلاک کرنے والا سمجھتے ہیں - یوگ ابھیاس اور راکھہ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے ہیں اور موکش (نجات) کے قائل ہیں - اس فرقہ کی پرستش کے چھہ ارکان ہیں: ہنسنا ، گانا ، ناچنا ، بیل کی طرح باں باں کرنا ، زمین‌دوز ہوکر نمسکار کرنا اور جپ کرنا - اسی طرح کی اور بھی کتنی ہی رسمیں یہہ لوگ ادا کرتے ہیں - شیو فرقہ‌والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے کرموں کے مطابق پھل بھوگتا ہے - جیو قدیم ہے ، جب وہ مایا کے پھندے سے چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی شیو ہو جاتا ہے پر مہاشیو کی طرح مختار کل نہیں ہوتا - یہہ لوگ جپ اور یوگ سادھن وغیرہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں -
شیووں کے دو دیگر فرقوں کے نام کاپالک اور کالامکھہ ہیں - یہہ لوگ شیو کے بھیرو اور رودر روپ کی پوجا کرتے ہیں - ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے - ان کے چھہ نشانات ہیں - مالا ، زیور ، کنڈل ، رتن ، راکھہ اور جنیو - ان کا عقیدہ ہے کہ ان سادھووں کے ذریعہ انسان موکش حاصل کرتا ہے - اس فرقے کے لوگ آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے ہیں - شمشان کی راکھہ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی ہیں ، ایک ڈنڈا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے ہیں - ان باتوں کو وہ لوگ دنیا اور عقبیٰ ، دونوں ہی مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں - شنکر دگ‌بجے میں مادھو نے ایک کاپالک سے ملنے کا ذکر کیا ہے - بان نے ہرش‌چرت میں

بھی ایک خوفناک کاپالک سادھو کا حال لکھا ہے - بھوبھوتی نے اپنے ناٹک مالتی مادھو میں ایک کپال کنڈلا نامی عورت کا ذکر کیا ہے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ہوئے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ہوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ہی ہوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ہی پائے جاتے ہوں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا ، مگر اپنے خالص صورت میں وسو گپت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلٹ نے کی - کلٹ اونتی ورما (سنہ ۸۵۴ ع) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام "اسپندر کارکا" ہے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرماتما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں ، بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ہے -

کشمیر میں سومانند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے "شیو درشتی" نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ہے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اہنسا کی تلقین کرتا ہوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رہا تھا ، اُسی زمانہ میں کرناٹک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ہوا - کناری بھاشا کے "بسو پران" سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلچوری راجہ

بجل کے زمانہ میں (عیسوی بارھویں صدی) بسو نام کے برھمن نے جین دھرم کو مٹانے کے ارادہ سے "لنگایت" مت چلایا - اس کے اوصاف دیکھ کر بجل نے اُسے اپنا مشیر بنا لیا - اور جنگموں (لنگایت فرقے کے دھرم اُپدیشکوں) پر زر کثیر خرچ کرنے لگا - ڈاکٹر فلیٹ کی رائے ھے کہ اس فرقہ کا بانی ایکانت نام کا کوئی شخص تھا - بسو تو صرف اس کا اُپدیشک تھا - یہہ لوگ جینیوں کے دشمن تھے اور ان کی مورتیں پھکوا دیتے تھے - اس فرقہ میں بھی اهنسا کو فوقیت کا درجہ دیا گیا تھا - اس میں هندو معاشرت کے خاص رکن تفریق برن کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور نہ سنیاس یا تپ کو هی فضیلت دی گئی تھی - بسو کا قول تھا کہ هر فرد کو چاهے وہ سادهو هی کیوں نہو' اپنی محنت سے کسب معاش کرنا چاهئے - بھیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا - اخلاق و اطوار پر بھی اس نے بودھوں یا جینیوں سے کم توجہ نہیں کی - بھکتی اس فرقہ کی نمایاں بات تھی - لنگ کی علامت اس فرقہ کا خاص نشان ھے - اس فرقہ کے لوگ اپنے گلے میں شیو لنگ لٹکائے رهتے هیں' جو چاندی کی ڈبیا میں رهتا ھے کیونکہ ان کا عقیدہ ھے کہ شیو نے اپنی روح کو لنگ اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا - وششتادویت سے یہہ فرقہ کچھہ کچھہ ملتا ھے - مگر ویدک مت سے اکثر امور میں مختلف ھے - جنیو سنسکار کی جگہ وهاں دیکشاسنسکار هوتا ھے - گایتری منتر کی جگہ وہ

لوگ "اوم نمہ شیوایہ" کہتے اور جنیو کی جگہ گلے میں شیو لنگ لٹکاتے ہیں - (۱)

دکھن میں شیو فرقہ کی پرچار

تامل صوبہ میں سیو فرقہ نے بہت زور پکڑا - یہہ لوگ جینیوں اور بودھوں کے دشمن تھے - ان کی مذہبی تصانیف کے گیارہ مجموعے ہیں جو مختلف اوقات پر لکھی گئیں - سب سے معزز مصنف "تیرونان سمبندھہ" تھا جس کی مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے رکھی جاتی ہے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی تصانیف کا آغاز کرتے ہیں - کانجی پور کے شیو مندر کے کتبہ سے چھٹھی صدی میں شیو دھرم کے دکھن میں رائج ہونے کا پتہ چلتا ہے - پلو خاندان کے راجہ راج سنگھہ نے جو غالباً سنہ ۵۵۰ ع میں ہوا راج سنگھیشور کا مندر بنوایا - یہہ مسلم ہے کہ ان کے فلسفیانہ اصول اونچے درجہ کے تھے کیونکہ اس کتبہ میں راج سنگھہ کے شیو دھرم کے اصولوں میں ماہر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے ' لیکن وہ اصول کیا تھے یہہ اب تک معلوم نہیں ہو سکا -

برھما کی مورتی

برھما دنیا کا خالق ' یگیوں کا بانی اور وشنو کا اوتار مانا جاتا ہے - برھما کی مورتی چار مونہوں والی ہوتی ہے - مگر

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف "ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس" - ص ۱۱۵ - ۱۴۲ -

جو مورتی دیوار سے ملی ہوتی ہے اس کے تین ہی منھہ رھتے ھیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا ہے اس کے چاروں مونہہ دکھائے جاتے ھیں - ایسی چومکھی مورتیں بہت کم ھیں - برهما کے کئی مندر اب تک قائم ھیں جن میں پوجا بھی ہوتی ہے - برهما کے ایک هاتهہ میں " سروو " ہوتا ہے جو یگیہ کرانے کی علامت ہے - شیو اور پاربتی کے مشترک مورتیوں میں جو کئی جگہ ملی ھیں برهما پروهت بتایا گیا ہے - تعجب کی بات یہہ ہے کہ جیسے شیو اور وشنو کے فرقے ملتے ھیں' ویسے برهما کے پیرووں کے فرقے نہیں ملتے - مورتي کے تخیل میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں مانی گئی ھیں - برهما کی کئی مورتیں ایسی ملی ھیں جن کے ایک کنارے وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں ھیں - اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برهما کی مورتیں اور شیو کی مورتیوں پر وشنو اور برهما کی مورتیں ہوتی ھیں - اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تینوں دیوتا ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں ھیں - بھکتوں نے اپنی عقیدت کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دئے - بعد کو ان تینوں دیوتاؤں کی متاهل مورتیں بھی بننے لگیں - شیو اور پاربتی کی مخصوص مورتوں میں تو آدھا جسم شیو کا ہے اور آدھا پاربتی کا - ایسی هی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی ھیں - شیو اور وشنو کی مشترک مورتی کو هر هر اور

جو مورتی دیوار سے ملی هوتی هے اس کے تین هی منهه
رهتے هیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا
هے اس کے چاروں مونهه دکهائے جاتے هیں - ایسی چومکهی
مورتیں بہت کم هیں - برهما کے کئی مندر اب تک قائم هیں
جن میں پوجا بهی هوتی هے - برهما کے ایک هاتهه میں " سروو "
هوتا هے جو یگیهه کرانے کی علامت هے - شیو اور پاربتی کے
مشترک مورتیوں میں جو کئی جگه ملی هیں برهما پروهت
بتایا گیا هے - تعجب کی بات یهه هے که جیسے شیو اور
وشنو کے فرقے ملتے هیں ' ویسے برهما کے پیرووں کے فرقے نهیں
ملتے - مورتی کے تخیل میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں
ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں مانی گئی هیں -
برهما کی کئی مورتیں ایسی ملی هیں جن کے ایک کنارے
وشنو اور دوسرے پر شیو کی چهوٹی چهوٹی مورتیں هیں -
اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برهما کی مورتیں
اور شیو کی مورتیوں پر وشنو اور برهما کی مورتیں هوتی
هیں - اس سے یهه معلوم هوتا هے که یهه تینوں دیوتا ایک
هی پرماتما کی مختلف صورتیں هیں - بهکتوں نے اپنی عقیدت
کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دئے - بعد کو ان تینوں
دیوتاؤں کی متماثل مورتیں بهی بننے لگیں - شیو اور پاربتی
کی مخض مورتوں میں تو آدها جسم شیو کا هے اور آدها
پاربتی کا - ایسی هی تینوں کی مجموعی مورتیں بهی ملتی
هیں - شیو اور وشنو کی مشترک مورتی کو هر هر اور

(۷) برھما وشنو اور شیو کی مورتی

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر] صفحہ ۳۱
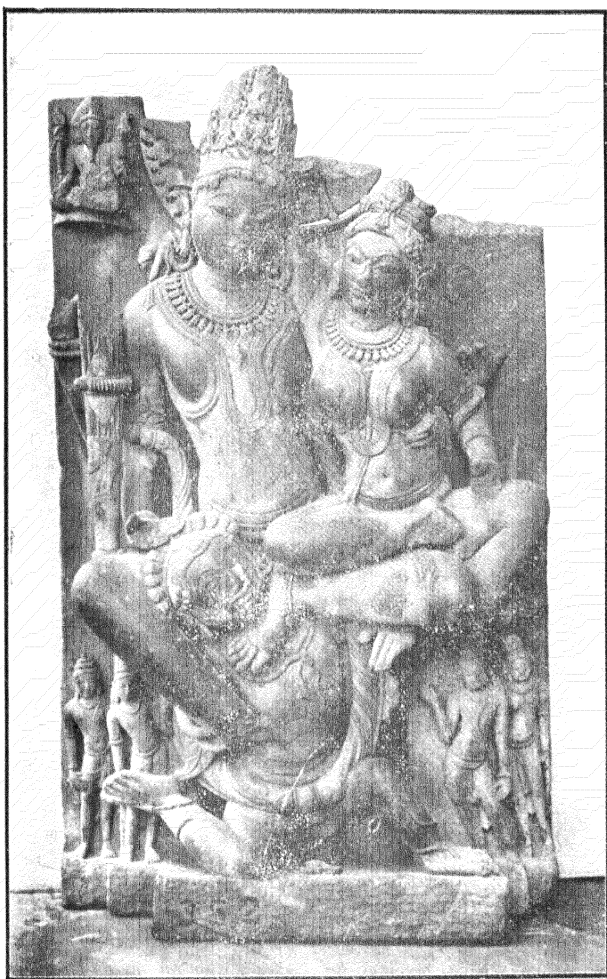
(۸) لکشمی نارائن کی مورت (گروڑ پر سوار)

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۱

(۹) اردھ ھه ناريشور كي موت

[مدّورا]

صفحه ۳۱

تینوں کی مشترک مورتی کو "هری‌هر پتامہ" کہتے ھیں -

تینوں دیوتاؤں کی پوجا

برھما ، وشنو اور مہیش ھی تین خاص دیوتا مانے جاتے تھے - اٹھارھوں پران انھیں تینوں دیوتاؤں سے متعلق ھیں - وشنو ، نارد ، بھاگوت ، گرڑ ، پدم اور براہ پران وشنو سے - متسیہ ، کورم ، لنگ ، بایو ، اسکند اور اگنی پران شیو سے - اور برھمانڈ ، برھم ویورت ، مارکنڈیہ ، بھوشیہ ، وامن اور برھم پران برھم سے تعلق رکھتے ھیں -

شکتی پوجا

پرماتما کے صرف مختلف ناموں ھی کو دیوتا مان کر ان کی علحدہ علحدہ پرستش نہیں شروع ھوئی - بلکہ ایشور کی مختلف شکتیوں اور دیوتاؤں کی بیویوں کی ایجاد کی گئی اور ان کی بھی پوجا ھونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعہ سے ایسی کتنی ھی دیویوں کے نام ملتے ھیں - براھمی ، ماھیشوری ، کوماری ، ویشنوی ، باراھی ، نار سنگھی ، اور ایندری ، ان سات شکتیوں کو ماترکا کہتے ھیں - کچھہ خوفناک اور غضبناک شکتیوں کی بھی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچھہ کے نام یہہ ھیں : کالی ، کرالی ، کاپالی ، چامنڈا اور چنڈی - ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکھوں سے ھے - کچھہ ایسی شکتیوں کی بھی ایجاد ھوئی جو نفس پروری کی طرف لے جانے والی ھیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یہہ ھیں :

آنند بهیروی ' تری پور سندری ' اور للتا وغیره - ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور تری‌پورسندری کی مقاربت سے دنیا کا وجود هوا - ناگری رسم‌الخط کے پہلے حرف अ سے شیو اور آخری حرف ह سے تری‌پورسندری مراد هیں - اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب अहं خط نفس کا اشارہ کرتی هے - (۱)

کول مت

بهیروی چکر کے پیرووں کو شاکت کہتے هیں - شاکتوں کی' پرستش کا طریقہ نرالا هے - اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کی تصویر کی پوجا هوتی هے - شاکتوں کے دو فرقے هیں ' کولک اور سمئن - کولکوں کی بھی دو قسمیں هیں - پرانے کولک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کولک اصلی عضو باطن کی پرستش کرتے هیں - پوجا کے وقت یہہ لوگ گوشت ' مچھلی ' شراب ' وغیرہ بھی کھاتے پیتے هیں - سمئن فرقہ والے ان مکروهات سے اجتناب کرتے هیں - کچھہ برهمن بھی کولکوں کے اصول کو تسلیم کرتے تھے - اس بهیروی چکر کے موقع پر ذات پات کی تفریق نہیں مانی جاتی - نویں صدی کے اواخر میں راج‌شیکھر نام کے شاعر نے اپنی کرپور منجری نام کی تصنیف میں بهیروانند کے منهہ سے کول مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا هے :-

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بهانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۱۴۲ - ۱۴۶ -

(۱۰) برہمانی (ماتریکا) کی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۲

(ترجمہ) - ہم منتر تنتر وغیرہ کچھہ بھی نہیں جانتے - نہ گرو کرپا سے ہمیں کوئی گیان حاصل ہے - ہم لوگ شراب خوری اور زنا کرتے ہیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات حاصل کرتے ہیں -

فاحشہ عورتوں کی تلقین کرکے ہم ان سے شادی کر لیتے ہیں - ہم لوگ شراب پیتے اور گوشت کھاتے ہیں - بھکشا سے ملا ہوا اناج ہی ہماری معاش ہے اور مرگ‌چھالا ہی ہمارا پلنگ ہے - ایسا کول دھرم کسے پسند نہ آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوہ گنیش پوجا ہمارے زمانہ زیربحث سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی - گنیش یا ونایک رودر کے کے جنات کا سرغنہ تھا - یاگیہ‌ولکیہ سمرتی میں گنیش اور اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکرہ ملتا ہے - مگر نہ تو چوتھی صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتی ملی اور نہ اس زمانہ کے کتبوں میں ہی اس کا کچھہ اشارہ ہے - ایلورا کے غاروں میں اور دیوتاؤں کے ساتھہ گنیش کی مورتی بھی بنی ہوئی ہے - سنہ ۸۶۲ ع کے گھٹیالا کے ستون میں سری گنیش کی چار مورتیں بنی ہوئی ہیں - گنیش کے منھہ کی جگہہ سونڈ کی ایجاد نہ جانے کب سے ہوئی - ایلورا اور گھٹیالے کی مورتوں میں سونڈ بنی ہوئی ہے - مالتی مادھو ناٹک میں بھی گنیش کی سونڈ کا ذکر ہے -

گنیش کے پیرووں کی بھی کئی شاخیں ہو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بھی گنیش کی پوجا ہوتی ہے (۱) - مہاراشٹر میں گنیش یا گنپتی کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے -

اسکند پوجا

اسکند یا کارتکیہ کی پوجا بھی زمانہ قدیم میں ہوتی تھی - اسکند کو شیو کا بیٹا کہتے ہیں - رامائن میں اسے گنگا کا بیٹا کہا گیا ہے - اس کے متعلق اور بھی کئی روایتیں مشہور ہیں - اسکند دیوتاؤں کا سپہ سالار ہے - پتنجلی نے مہابھاشیہ میں شیو اور اسکند کی مورتیوں کا ذکر کیا ہے - کنشک کے سکوں پر اسکند، مہاسین، آدی کمار کے نام ملتے ہیں - سنہ ۴۰۴ ع میں دھرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے مندر میں سائبان بنوائی تھی - ہیمادری کے ورت کھنڈ میں اسکند کی پوجا کا حال لکھا ہے - یہہ پوجا آج تک جاری ہے -

سورج پوجا

ہمارے زمانہ معینہ میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوہ سورج پوجا کا بہت رواج تھا - سورج ایشور کا ہی روپ مانا جاتا تھا - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر ہے - براہمنوں اور گریہیہ سوتروں میں اس کا اعادہ کیا گیا

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۱۴۷ - ۱۵۰ -
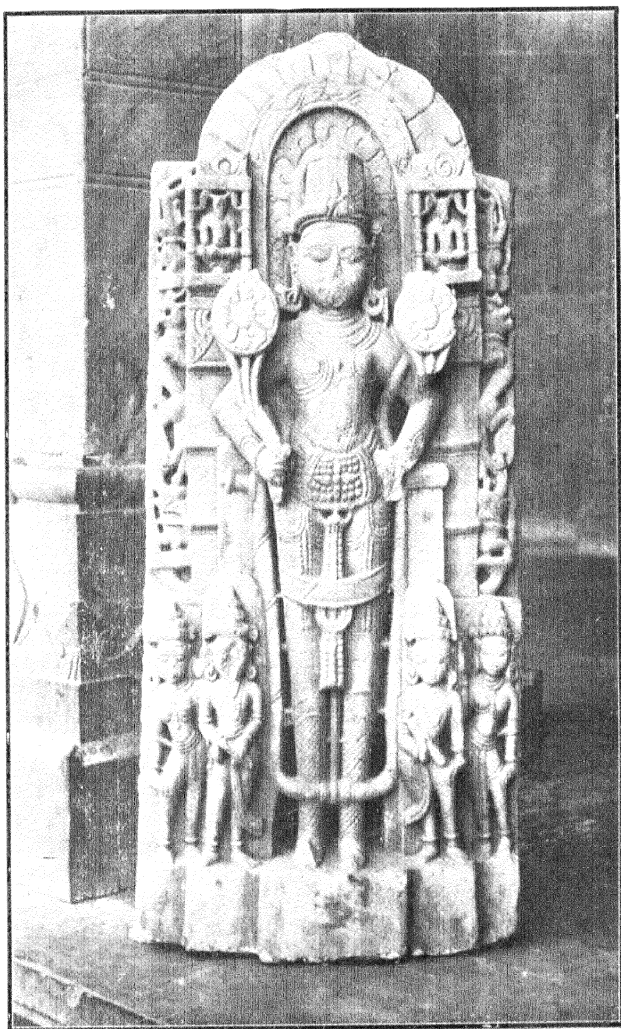
(۱۱) سوریہ کی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

هے - دیوتاؤں میں سورج کا درجه بہت ممتاز تھا - بہت سے مراسم میں بھي اس کی پوجا ہوتی تھی - اس کی پوجا دن کے مختلف اوقات میں، خالق، رازق، اور جابر وغیرہ حیثیتوں سے کی جاتی تھی - سورج کی مورتیوں کی پوجا هندوستان میں کب سے رائج ہوئی یہه کہنا مشکل هے - براہمہر نے لکھا هے که سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے رائج کی - سورج کي مورتي دو هاتھوں والی هوتی هے - دونوں هاتھوں میں کمل، سر پر تاج، سینه پر زرہ، اور پیروں میں گھٹنے سے کچھه نیچے تک لمبے بوٹ هوتے هیں - هندؤوں کی پوجي جانے والی مورتیوں میں صرف سورج هی کی مورتی هے جس کے پیروں میں لمبے بوٹ هوتے هیں - ممکن هے سورج کی مورتی اول خطه سرد ایران سے آئی هو جہاں بوٹ کا رواج تھا - بھوشیه پران میں لکھا هے که سورج کے پیر کھلے نه هونے چاهئیں - اسی پران میں ایک کتھا هے که راجه سانب نے جو کرشن اور جامونتی کا فرزند تھا سورج کي بھکتي سے ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتي قائم کرنی چاهی - مگر برهمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نہیں کیا که دیوتاؤں کی پوجا سے جو چیز حاصل هوتی هے اس سے برهم کریا نہیں هو سکتی - اس لئے راجه نے ایران کے جنوبي مشرقی حصه سے مگ قوم کے برهمنوں کو بلوایا - یہه لوگ اپنی پیدائش برهمن کنیا اور سورج سے مانتے تھے اور سورج کی پوجا کرتے تھے - البیرونی لکھتا هے ”هندوستان کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ هوتے هیں

راجپوتانہ میں ان لوگوں کو سیوک اور بھوجک کہتے ھیں -
سورج کے هزاروں مندر بنے اور اب تک سیکڑوں قائم ھیں -
ان میں سب سے بڑا اور شاندار وہ سنگ مرمر کا مندر ھے
جو سروهی ریاست کے برمان نامی موضع میں موجود ھے -
یہہ پرانا مندر ھے اور اس کے ستونوں پر نویں اور دسویں
صدی کی عبارت منقوش ھے جس میں ان عطیات کا ذکر
ھے جو اسے ملے ھیں - جیسے شیو مندر میں بیل ' اور وشنو
مندر میں گروڑ ان کے باهن (سواری) ھوتے ھیں ' اُسی طرح
سورج مندر میں سورج کے سامنے چوکور کھمبے کے اوپر ایک
کیلی پر ایک کمل کی شکل کا پہیہ ھوتا ھے - یہی سورج
کی سواری ھے - ایسے چکر آج بھی کئی مندروں میں موجود
ھیں - سورج کے رتھہ کو سات گھوڑے کھینچتے ھیں - اسی لئے
سورج کو سپتاشو (سات گھوڑوں کا سوار) کہتے ھیں - کئی
مورتوں میں سورج کے نیچے سات گھوڑے بھی بنے ھوے ھیں -
ایک سورج مندر کے باهر کی طرف سات گھوڑوں والے سورج
کی کچھہ ایسی مورتیں بھی هم نے دیکھی ھیں جن کے نیچے
کا حصہ بوت پہنے ھوئے سورج کا اور اوپر کا برهما ' وشنو اور
شیو کا ھے - پاٹن (جھالرا پاٹن ریاست) کے پدم‌ناتھہ نامی
وشنو مندر کے پیچھے کے طاق میں ایسی ایک مورتی ھے
جس میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں ملے ھوے ھیں - یہہ
ان کے مختلف اسلحوں سے ظاهر ھوتا ھے - یہہ مندر غالباً
دسویں صدی کا بنا ھوا ھے -
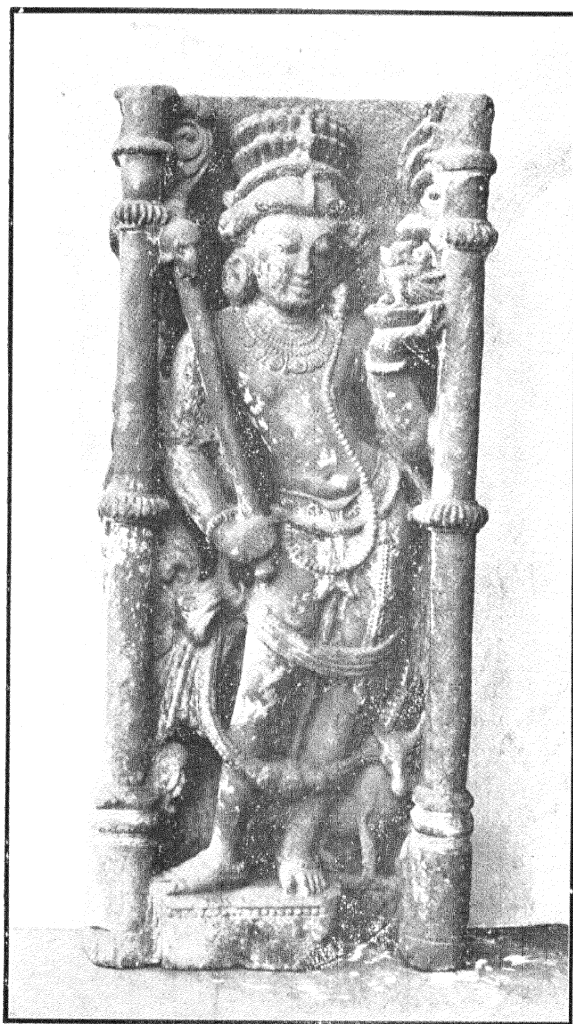
(۱۲) یم کي صورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۷

(۱۳) نوکواکب میں سے شکر ، سنیچر ، راہو ، اور کیتو کی مورتیں
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۷

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مندر ہے - یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا تھا ' جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ہوتا ہے - ملتان کے سورج مندر کا ذکر ہیون سانگ نے کیا ہے - عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارھویں صدی میں دیکھا تھا - ہرش کے ایک تامبے پتر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بزرگ راج وردھن ' آدتیہ وردھن اور پربھاکر وردھن ' سورج کے سچے معتقدوں میں تھے - سورج کے بیٹے ریونت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ہوئی مورتیاں ملتی ہیں - وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جاتا ہے - اس کے پہروں میں بھی لمبے بوٹ ہوتے ہیں - (۱)

دوسرے دیوتاؤں کی مورتیں

اسی طرح آٹھہ دگپالیں اندر ' اگنی ' یم ' نیرت ' برن ' مرت ' کبیر اور ایش (شیو) کی بھی مورتیں تھیں - یہہ آٹھہ سمتوں کے نام ہیں - یہہ مورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ہوئی بھی پائی جاتی ہیں - آٹھہ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ہے - پتنجلی نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن پتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ ' سنکھہ اور بنسی بجنے کا ذکر کیا ہے - (۲)

---

(۱) سر رام کرشن بھانڈارکر کی تصنیف متذکرہ بالا - ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -

(۲) پانِنی سوتر ۲ - ۲ - ۳۴ پر پتنجلی کا بھاشیہ -

هندؤوں میں جب مورتوں کی ایجاد کي رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا ' گرہ ' نچھتر ' صبح ' دوپهر ' شام ' وغیرہ اوقات مختلفہ ' هتهیاروں ' کلپي وغیرہ یوگوں تک کی مورتیں بنا ڈالی گئیں - زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیرووں میں جنگ و جدال کا سلسلہ بھی بند هو گیا - رقابت بهی جاتي رهی - تانبے پتر وغیرہ کي شہادتوں سے پایا جاتا هے کہ ایک راجہ سچا پکا ویشنو تھا تو اس کے لڑکے پکے ماهیشوری یا بهگوتی کے پیرو هوتے تھے - آخر میں هندوؤں کے پانچ خاص پوجے جانے والے دیوتا رہ گئے - سورج ' وشنو ' دیوی ' رودر ' اور شیو - ان پانچ دیوتاؤں کی مشترک مورتیں پنچائتن کہلاتی هیں - ایسے پنچائتن مندروں میں بھی ملتے هیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا هوتي هے - جس دیوتا کا مندر هوتا هے اس کی مورتی وسط میں ' باقی چاروں کی مورتي چاروں کونوں پر هوتی هے -

هندو دهرم کے عام ارکان

هندو دھرم کے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کرنی بھی ضروری هے - هندؤوں کی مستند مذهبی کتاب وید هے - همارے زمانہ متعهلہ میں بھی وید پڑھے جاتے تھے - پر زیادہ رواج نہ تها - البیرونی لکھتا هے :-

" برهمن لوگ ویدوں کا مطلب سمجھے بغیر
بهی منتروں کو حفظ کر لیتے هیں اور بہت

تھوڑے برہمن ان کا مطلب سمجھنے کی
کوشش کرتے ہیں - برہمن لوگ چھتریوں کو
وید پڑھاتے ہیں ' ویشوں اور شودروں کو
نہیں " -

ویشوں نے بودھ ہو کر اکثر وید کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیا تھا - تب سے ان کا تعلق ویدوں سے ٹوٹ گیا - البیرونی نے لکھا ہے کہ وید لکھے نہیں جاتے تھے ' یاد کئے جاتے تھے - اس رواج سے بہت سا ویدک لٹریچر غارت ہو گیا - (۱) ویدوں کی جگہ پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک رسموں کی پابندی بڑھتی گئی - شرادھ اور ترپن کی رسم عام ہو گئی - یگیوں کا رواج کم ہو گیا تھا اور پورانک دیوتاؤں کی پوجا بڑھ گئی تھی ' جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا ہے - البیرونی نے بھی کئی مندروں کی مورتوں کا ذکر کیا ہے -

مندروں کے ساتھ مٹھوں کی داغ‌بیل بھی ڈالی جا چکی تھی - اس معاملہ میں ہندوؤں نے بودھوں کی نقل کی - سبھی فرقوں کے سادھو ان مٹھوں میں رہتے تھے - کئی کتبوں میں مندروں کے ساتھ مٹھوں ' باغوں اور تقریرگاہوں کا بھی حوالہ ملتا ہے - بہت سے مراسم کا ذکر یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا ہے - بودھوں کی رتھ‌جاترا کی تقلید بھی ہندوؤں نے کی - ان تغیرات کا

---

(۱) چی وی وید کی ہسٹری آف میڈیویل انڈیا ' جلد ۳ صفحہ ۴۳۴ و ۴۳۵ -

لازمی نتیجہ تھا کہ مذہبی تصانیف میں بھی تغیر ہو -
اس دور میں کئی نئی اسمرتیاں بنیں ' جن میں معاصرانہ
ریت رسم کا ذکر ہے - پرانوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں
جینیوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں -
برتوں کا رواج بھی عام ہو گیا - کئی دیوتاؤوں کے نام سے
خاص خاص برت کئے جاتے تھے - برت اور روزہ داری کا رواج
ہندوؤں نے بودھوں اور جینیوں سے لیا - ایکا دشی ' جنم اشٹمی '
دیوشینی ' درگا اشٹمی ' رشی پنچمی ' دیو پربودھنی ' گوری
تیجا ' بسنت پنچمی ' اکشے تیجا ' وغیرہ تہواروں پر برت
رکھنے کا ذکر البیرونی نے کیا ہے - یہاں یہہ امر غورطلب
ہے کہ رام‌نومی کا ذکر اس نے نہیں کیا - غالباً اس زمانہ
میں پنجاب میں رام‌نومی کا رواج نہ تھا - اسی طرح البیرونی
نے کئی مذہبی تہواروں کا بھی ذکر کیا ہے - کئی تہوار تو
خاص طور پر عورتوں کے لئے ہوتے تھے -

ہندو سماج کی مذہبی زندگی میں پرائشچتوں (کفارہ)
کا بھی درجہ بہت اہم تھا - معمولی معاشرتی اصولوں کو
بھی مذہب کی شکل دےکر ان کی پابندی نہ کرنے کی
حالت میں پرائشچت کے طریقے نکالے گئے تھے - ہمارے زمانہ
متعینہ میں جو اسمرتیاں بنیں ان میں پرائشچتوں کو ممتاز
درجہ دیا گیا تھا - اچھوتوں کے ساتھہ کھانے ' ناصاف پانی
پینے ' ممنوع اور حرام اشیا کے کھانے ' حائض عورتوں اور اچھوتوں
کو چھونے ' اونٹنی کا دودھہ پینے ' شودر ' عورت ' گائے ' برہمن
اور چھتری کو قتل کرنے ' شرادھہ میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے ' بحری سفر کرنے ' زبردستی کسی کو غلام بنانے ' ملیچھوں نے جن عورتوں کو زبردستی لے لیا ہو ان کو پھر شدھہ نہ کرنے ' زنا ' شراب خواری ' گئوماانس کھانے ' چوٹی کتوانے ' جنیو کے بغیر کھانا کھانے ' وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائشچتوں کا حکم ہے - اچھوت ذاتوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا - اس سے ہندو دھرم میں تنگ خیالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہہ تنگ خیالی بڑھتی گئی -

کمارل بھٹ اور شنکرا چاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے - ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جینیوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الہی مانتے تھے - اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی - یہی دونوں ہندو دھرم کے خاص ارکان ہیں - ان کے مٹ جانے سے ہندو دھرم بھی مٹ جاتا - جس زمانہ میں بودھہ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا ' اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہونچتا جاتا تھا - اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بھٹ پیدا ہوے - اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے - کوئی اسے دکھن کا باشندہ مانتا ہے ' کوئی اتر کا - ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاھتے - اس نے ویدوں کا

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑی جانفشانیاں کیں اور یہہ ثابت کیا کہ وید علم الٰہی ھے - اس زمانہ کی اهنسا کی لهر کے خلاف اس نے مراسم قدیم کو پھر زندہ کیا - یگیوں میں جانوروں کی قربانی کو بھی اس نے ثابت کیا - مراسم کی پابندی کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تھی - وہ بودھہ بھکشوؤں کے ویراگ اور راهبانہ زندگی کا بھی مخالف تھا - اس زمانہ کے ناموافق حالات میں بھی کمارل نے اپنے اصولوں کا خوب پرچار کیا ' حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - اس زمانہ میں اهنسا اور ویراگ کا رواج تھا - براھمن لوگ بھی قدیم اگنی هوتر اور یگیوں کو چھوڑ کر پران کی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کر رہے تھے - ایسی حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ ھو سکے - اور ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ هوئی - (۱)

شنکراچاریہ اور اُن کا مت

کمارل کی وفات کے کچھہ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ کیرل کے کالپی نامی گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا ہوئے - انھوں نے کم سنی هی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل کر لئے اور ایک جید فلسفی اور عالم هو گئے - بودھوں اور جینیوں کے دھریہ‌پن کو وہ مٹانا چاھتے تھے ' لیکن یہہ جانتے تھے کہ کمارل بھٹ کی طرح بہت سی باتوں میں

(۱) چی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ - ۱۲ -

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھہ نہیں ہو سکتا - انھوں نے فلسفہ اور اهنسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راهبانہ زندگی کو هی فائق بتلایا - برهم یا یا خدا کی هستی کو مانتے ہوے بھی انھوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا - ان کے مایاواد اور ادویت واد کے باعث جو اصولاً بودھوں کے فلسفہ سے بہت کچھہ ملتے تھے ' بودھہ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے - اس لئے انھیں " کامل بودھہ " کا لقب دیا گیا ھے - انھوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الہی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا -

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر هم فلسفہ کے بیان میں کریں گے - وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کرکے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کرکے کرتے رہے - دیگر مذاهب کے علما ان کے سامنے لا جواب ہو جاتے تھے - انھوں نے یہہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے منضبط تحریک کی ضرورت ھے - اس لئے هندوستان کے چاروں اطراف میں انھوں نے ایک ایک متھہ قائم کیا - خاص متھہ دکھن میں سرنگیری مقام میں ' پورب میں پری میں ' پچھم میں دوارکا میں ' اور اُتر میں بدرکاشرم میں هیں - یہہ متھہ اب تک قائم هیں - ان کی کوششوں سے بودھہ دھرم کو بہت زوال ہوا - شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں هی ہو گئی ' پر اتنی چھوٹی عمر میں

انهوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ هندؤوں نے انهیں جگت گرو کا لقب دے کر ان کی عزت‌افزائی کی - (۱)

مذهبی حالات پر ایک سرسری نظر

تینوں خاص دهرموں کی تشریح کرنے کے بعد اس زمانہ کی مذهبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ هوگا - اگرچہ زیر تنقید میں مختلف مذاهب موجود تھے اور انهیں کبھی کبھی مناقشے بھی هو جاتے تھے ' لیکن مذهبی تنگ خیالی کا اثر نہایت محدود تھا - هندو دهرم کے متعدد فرقوں میں باهمی اختلاف هونے کے باوجود اُن میں ایک یکرنگی ' ایک موافقت نظر آتی هے - برهما ' وشنو اور مهیش میں باهمی مصالحت کا نتیجہ هی تھا کہ پنچائتن پوجا کا رواج هوا - وشنو ' شیو ' رودر ' دیوی ' اور سورج ' سب ایک هی ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا هم پہلے کہہ چکے هیں - اِس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت کا رنگ پیدا هوگیا - هر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا - قنوج کو پرتیهار راجاؤں کی مذهبی رواداری کا یہہ عالم تھا کہ اگر ایک ویشنو تھا تو دوسرا پکا شیو ' تیسرا بھگوتی کا بھکت تھا تو چوتھا پکا آفتاب

---

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۲۱۳ - ۱۷ -

پرست - یہہ مذہبی رواداری صرف هندو دهرم تک محدود نہ تھی - بلکہ بودهہ اور براهمن دهرموں میں همدردی کا خیال پیدا هو چکا تها - قنوج کے گهروار خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تها ' دو بودهہ بهکشوؤں کو بہار کی تعمیر کے لئے چهہ گاؤں دیئے تھے - بودهہ راجہ مدن پال نے اپنی رانی کو مہابهارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تها - یہہ امر غور طلب هے کہ اس زمانہ میں کہ هندؤوں اور بودهوں میں پرانی منافرت دور هی نہیں هو گئی تهی بلکہ ان میں شادیاں بهی هونے لگی تهیں - پکے شیو بهکت گوبند چندر کی رانی بودهہ تهی - جین اور هندؤوں میں شادیاں هوتی تهیں جیسا آج کل بهی کبهی کبهی هوتا هے - ایسی کتنی هی نظریں ملتی هیں کہ باپ ویشنو هے تو بیٹا بودهہ ' اور بیٹا هندو هے تو باپ بودهہ - دونوں مذاهب اس قدر قریب آگئے تهے اور اُن میں اتنی یکسانیت پیدا هو گئی تهی کہ ان کی مذهبی روایات میں تمیز کرنی بهی مشکل تهی - جینیوں اور بودهوں کے بانی هندو اوتاروں میں شامل کرلئے گئے - جینیوں ' بودهوں اور هندؤوں کے دهرم میں ۲۲ تیرتهنکروں اور ۲۴ بدهوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بهی بہت یکسانیت هے - اس زمانہ میں اگرچہ تینوں دهرم رائج تهے لیکن براهمن دهرم غالب تها - بودهہ دهرم تو جاں بہ لب هو چکا تها - جین دهرم کا احاطہ بهی نہایت محدود هو گیا تها - هندو دهرم میں شیومت کا پرچار زیادہ هو رها تها - آخری دور کے اکثر راجہ شیو هی تهے -

ہندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانہ کے مذہبی حالات کی تنقید ادھوری رہے گی
اگر ہم ہندوستان میں داخل ہونے والے نئے اسلام دھرم کا
ذکر دو چار الفاظ میں نہ کریں۔ اگرچہ محمد قاسم کے قبل
مسلمانوں کے دو چار حملے ہندوستان پر ہو چکے تھے
پر انہوں نے یہاں قدم نہ رکھا تھا - آٹھویں صدی میں
سندھ پر مسلمانوں کا اقتدار ہونے کے ساتھ وہاں اسلام کی
مداخلت ہونے لگی، اس کے ایک عرصہ دراز بعد گیارھویں
اور بارھویں صدی میں مسلمان ہندوستان میں آئے، جہاں
مسلمان فاتحوں کی تلوار نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی
وہاں ہندو راجاؤں کی آزاد روی بھی اس کے پھیلنے کا
باعث ہوئی - راشٹرکوٹ اور سولنکی راجاؤں نے بھی مسجد
وغیرہ بنوانے میں مسلمانوں کی اعانت کی - تھانہ کے شلارا
خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بہت امداد
دی تھی - مسلمان اپنے ساتھ نیا مذہب، نئی زبان اور
نئی تہذیب لائے

تمدنی حالت

زمانہ قدیم کے ہندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں ترین نظام ' برن بھوستھا تھی (چار برنوں کی تقسیم) - اسی بنیاد پر ہندو معاشرت کی عمارت کھڑی ہے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ہو سکی - ہمارے متعلقہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجر وید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے اگرچہ جین اور بودھہ دھرموں نے اس کی جڑ کھودنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ' پر کامیاب نہ ہوئے ' اور ہندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھہ یہہ نظام بھی قوی تر ہو گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ہیونسانگ نے اس کا ذکر کیا ہے - بودھہ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ہم کر چکے ہیں - اب ہم تمدن کے ہر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براہمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا ' تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تینوں برن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براہمنوں کے لئے ہی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براہمن ہوتے ہی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انہیں کو دیا جاتا تھا - ابو زید ان کے بارے میں لکھتا ہے - "دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براہمن کہلاتے ہیں"

ان میں سے کتنے هی شاعر هیں ، کتنے هی جوتشی ، کتنے هی فلسفی اور الهیات کے ماهر - یهه سب راجاؤں کے دربار میں رهتے هیں " - (۱) اسی طرح المسعودی ان کے بارے میں لکھتا هے کہ براهمنوں کا اسی طرح احترام هوتا هے جیسا کسی اونچے خاندان کے آدمیوں کا ، زیادہ تر براهمن هی وراثتاً راجاؤں کے مشیر اور درباری هوتے هیں - (۲)

براهمنوں کا خاص دهرم پڑهنا اور پڑهانا ، یگیه کرنا اور کرانا ، دان دینا اور لینا تها - بدهه دهرم کے عروج کے زمانہ میں برن بیوستها کی ناقدری کے باعث براهمنوں کا وقار کچهه کم هو گیا تها - اور یهه کام ان کے هاتهه سے نکل گئے تهے - یگیه وغیرہ کے بند هو جانے سے بہت سے براهمنوں کی روزی جاتی رهی اور وہ مجبور هو کر دوسرے برنوں کے پیشے کرنے لگے - اسی اعتبار سے اسمرتیوں میں بهی ترمیم هوئی - بودهه مت میں کهیتی معیوب سمجهی جاتی تهی اسے گناہ خیال کیا جاتا تها - اس لئے کتنے هی ویشوں نے بودهه هو کر کهیتی ترک کر دی تهی - یهه موقع دیکهہ کر بہت سے براهمن کهیتی پر گزر بسر کرنے لگے - پاراشر اسمرتی میں سب برنوں کو کهیتی کرنے کا مجاز هے - اس کے علاوہ اس زمانہ کی ضروریات کے اعتبار سے چاروں برنوں کو اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت بهی دی گئی - اتنا هی نہیں ،

---

(۱) هسٹری آف انڈیا مصنفہ الیٹ جلد اول صفحہ ۶ -

(۲) جی وی وید ، هسٹری آف میڈیول انڈیا ج ۲ ص ۱۸۱ -

اس زمانہ کے براهمن صنعت و دستکاری ، تجارت ، اور دوکانداری بھی کرتے تھے - مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے - وہ نمک ، تل (اگر وہ اپنی محنت سے نہ بویا گیا ہو) ، دودھ ، شہد ، شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بیچتے تھے - اسی طرح سود کو حرام سمجھ کر براهمن لین دین کا کاروبار نہ کرتے تھے - ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا - ان کی غذا بھی دیگر برنوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ہوتی تھی ، جس کا ذکر ہم آگے غذا کے باب میں کریں گے - ان میں روحانیت اور مذهب پرستی کا عنصر غالب تھا - اور اپنے کو دیگر برنوں سے علحدہ اور بالاتر بنائے رکھنے کی وہ برابر کوشش کرتے رہتے تھے - دیگر برنوں پر ان کا اثر عرصہ دراز تک قائم رہا - سیاست میں ان کے ساتھ کئی رعائتیں کی جاتی تھیں - فی‌الواقع برنوں کی پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ہو گئی تھی اور سبھی برن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاہتے تھے کرتے تھے - بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرنی شروع کر دی ، کسی خاص برن کی قید نہ رہی - (۱)

براهمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعینہ کے آغاز میں ہم هندو سماج کو چار برنوں اور بعض نیچی ذاتوں میں منقسم پاتے ہیں - گیارھویں

---

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۱۸۱ و ۱۸۲ -

صدی کے مشہور سیاح البیرونی نے چار برنوں ہی کا ذکر کیا ہے (۱)، مگر ہمیں اس زمانہ کے کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ برنوں میں ذاتیں بھی بدلنے لگی تھیں - البیرونی نے جو کچھ لکھا ہے وہ سماج کی حالت کا مشاہدہ کرکے نہیں بلکہ اس نے کتابوں میں جو کچھ پڑھا تھا وہ بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے، جس سے اس کی کتاب اُس زمانہ کی تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک براہمنوں کی مختلف ذاتوں کا پتہ نہیں چلتا - اس زمانہ میں براہمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتر کے اعتبار سے ہی ہوتی تھی جیسا کہ سنہ ۱۰۵۰ ع کے چندیلوں کے تامب پتر میں بھاردواج گوتر، یجرویدی شاخ کے برہمن کا ذکر ہے - سنہ ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبہ میں جو گورکھپور ضلع کے کہن نامی مقام پر ملا ہے براہمنوں کے ناموں کے ساتھ ساتھ شاخ اور گوتر کے علاوہ ان کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براہمنوں کی سکونت ہی کا حوالہ ملتا ہے - برانگر کمار پال والی تحریر میں (سنہ ۱۱۵۱ ع) ناگر براہمنوں کا ذکر ہے - کونکن کی بارھویں صدی کی ایک تحریر میں ۳۲ براہمنوں کے نام دئے گئے ہیں جن کے گوتر تو ہیں، شاخیں نہیں، مگر ان میں براہمنوں کے ال بھی دیئے گئے ہیں جو

---

(۱) البیرونی کا ہندوستان مترجمہ انگریزی از ساچو جلد ۱ صفحہ [illegible] ۱۰۰ و ۱۰۱ -

پیشہ سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے معلوم ہوتے ہیں - بارھویں صدی میں ایسے الوں کا کثرت سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ہیں :- دیکشت ، راوت ، تھاکر ، پاتھک ، اُپادھیایہ اور پٹ وردھن وغیرہ - اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ، پر آل کا رواج بڑھتا جاتا تھا - کتبوں میں ہمیں پنڈت ، دیکشت ، دوی ویدی ، چتر ویدی ، آوستھک ، ماتھر ، تری پور ، اکولا ، ڈینڈ وان وغیرہ نام ملتے ہیں جو یقیناً ان کی سکونت اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ہیں - بعد کو کتنے ہی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے - یہہ ذات کی تفریق روز بروز بڑھتی گئی - ان کی کثرت کا باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ، مثلاً غذا میں اختلاف ، گوشت خور یا سبزی خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں ہو گئیں - رسم و رواج ، خیالات ، اور تعلیم کے اعتبار سے کئی ذاتیں پیدا ہو گئیں - فلسفی خیالات میں اختلاف ہو جانے کے باعث بھی تفرقہ بڑھا ، چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی سو ذاتوں تک جا پہونچی - اُس زمانہ تک براہمن پنچ گوڑ یا پنچ دروڑ شاخوں میں نہیں منقسم ہوے تھے - یہہ تفریق سنہ ۱۲۰۰ع کے بعد ہوا جو غالباً گوشت خوری کی بنا پر ہوا (۱) - گیارھویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھہ پور میں رودر مہالیہ نام کا ایک عظیم‌الشان مندر بنوایا ، جس کی

---

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا ، ج ۳ ص ۳۷۵ - ۳۸۱ -

پرتشتھا کے لئے اُس نے قنوج ، کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک هزار براهمن مدعو کئے اور جاگیریں دے کر اُنھیں وهیں رکھہ لیا - شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے - گجرات میں آباد هونے کے باعث پیچھے سے ان کا شمار بھی شودروں میں هونے لگا ، حالانکہ اُن کا شمار گوڑوں میں هونا چاهئے تھا (۱) -

چھتری اور ان کی فرائض

براهمنوں کی طرح چھتریوں کا بھی سماج میں بہت اونچا درجہ تھا - ان کے خاص فرائض رعایاپروری ، یگیہ ، دان اور مطالعہ تھا - فرمانروا ، سپہ‌سالار ، فوجی منصبدار ، وغیرہ یہی هوتے تھے - براهمنوں کے ساتھہ میل جول رهنے کے باعث بر سر حکومت چھتریوں میں تعلیم کا اچھا رواج تھا - بہت سے راجہ بڑے بڑے عالم هو گزرے هیں - هرش‌وردهن ادبیات کا ماهر تھا - پوربی چالوکیہ راجہ ونیادتیہ ریاضیات کا عالم تھا ، جس کی وجہ سے اُسے گنک کہتے تھے - راجہ بھوج کا تبحر مشہور هے - اُس نے مادیات ، صرف و نحو ، عروض ، یوگ شاستر اور نجوم وغیرہ علوم پر کئی عالمانہ کتابیں لکھیں - چوهان وگرہ‌راج چہارم کا لکھا هوا هرکیلی ناٹک آج بھی کتبوں پر لکھا هوا موجود هے - اسی طرح اور بھی کتنے هی راجاؤں کی تصانیف ملتی هیں - برن کے نظام کے درهم برهم هو جانے اور اکثر چھتریوں کے

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ از مصنف - جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ -

پاس زمین نہ رہنے کے باعث بیکار ہو گئے اور اُنہوں نے بھی براہمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے - اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چھتری دو حصوں میں تقسیم ہو گئے - ایک تو وہ جو اس وقت بھی اپنا کام کرتے تھے - دوسرے وہ جو کھیتی باری یا دوسرے پیشے کرنے لگے تھے - ابن خوردار نے ہندوستان میں جو سات طبقے بتلائے ہیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یہہ دونوں طبقے بھی شامل تھے - (۱)

پہلے چھتری بھی شراب نہیں پیتے تھے - المسعودی لکھتا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب کا عادی ہو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نہیں رہتا (۲) - ہیونسانگ کے زمانہ میں چھتری بھی براہمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے - وہ لکھتا ہے "براہمن اور چھتری دونوں نیک اطوار ' نمود و نمائش سے دور رہنے والے ' سادہ زندگی بسر کرنے والے ' کفایت شعار اور بے لوث ہوتے ہیں" -

پہلے چھتری بھی بہت سی ذاتوں میں منقسم نہ تھے ' مہابھارت اور راماین میں سورج بنسی اور چندر بنسی چھتریوں کا ذکر آتا ہے ' اور یہہ نسلی امتیاز روز بروز بڑھتا گیا - راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حوالہ ہے - اس زمانہ تک بھی چھتریوں میں ذاتوں کی تفریق نہیں پیدا ہوئی تھی -

---

(۱) سی وی ویدکی ہسٹری آف میڈیول انڈیا ' ج ۲ ص ۱۷۹ و ۱۸۰ -
(۲) الیٹ کی تاریخ ہندوستان جلد اول صفحہ ۲۰ -

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا - دان ، یگیہ ، تحصیل بیوپار ، علم ، لین دین اور زراعت - بودهه زمانه میں برن کا نظام درهم برهم هو جانے کے باعث ویشوں نے بهی اپنے پیشے چهوڑ دئے ، بودهوں اور جینیوں میں کهیتی کو گناه سمجهتے تهے ، جیسا هم اوپر لکهه چکے هیں - اس لئے ویشوں نے ساتویں صدی کے آغاز میں هی زراعت کو حقیر سمجهه کر چهوڑ دیا تها - هوینسانگ لکهتا هے که تیسرا برن ویشوں کا هے جو خرید و فروخت کرکے نفع اُٹهاتا هے - چوتها برن شودروں یا کاشتکاروں کا هے (۱) - ویشوں نے بهی زراعت چهوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تهے - ویشوں کے شاهی مناصب پر مامور هونے ، سپه سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک هونے کی کتنی هی مثالیں موجود هیں - همارے زمانه زیر بحث کے آخری حصه میں ان میں ذات کی تفویق شروع هوئی ، کتبوں سے یهی ثابت هوتا هے -

شودر

خدمت کرنے والے برن کا نام شودر تها ، یهه لوگ اچهوت نه تهے - براهمنوں ، ویشوں اور چهتریوں کی طرح شودروں کو بهی پنچ مهایگیه کرنے کا مجاز تها - پتنجلی کے مهابهاشیه اور اس کے مفسر کیٹ کی تفسیر مهابهاشیه پردیپ سے اس کی

---

(۱) واٹرس آن هیون سانگ جلد ۱ صفحه ۱۶۸ -

تصدیق ہوتی ہے (۱) - رفتہ رفتہ ان کے کام بھی بڑھتے گئے ' اس کا خاص سبب تھا کہ هندو سماج میں بہت سے کام مثلاً زراعت ' دستکاری ' کاریگری وغیرہ کو لوگ حقیر سمجھنے لگے اور ویشوں نے دستکاری بھی چھوڑ دی ' اس لئے ہاتھہ کے سب کام شودروں نے لے لئے - شودر هي کسان ' لوہار ' معمار ' رنگریز ' دھوبي ' جولاھے ' کمہار وغیرہ ہونے لگے - ہمارے زمانہ زیر بحث میں هی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں - کسان تو شودر هی کہلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف ذاتوں میں تقسیم هو گئے - هوینسانگ لکھتا هے بہت سے ایسے فرقے هیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں مانتے - البیرونی لکھتا هے شودروں کے بعد انتجوں کا درجہ آتا هے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے هیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بھی نہیں شمار کئے جاتے - یہہ لوگ آٹھہ طبقوں میں منقسم هیں : دھوبی ' چمار ' مداری ' ٹوکری اور ڈھال بنانےوالے ' ملاح ' دھیور ' جنگلي پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ' اور جولاھے - چاروں برن والے ان کے ساتھہ نہیں کھاتے - شہروں اور

---

(۱) शूद्राणामनिरवसितानाम् ۲ - ۴ - ۱۰ اس سوتر کي تفسیر پتانجلی نے یوں کي هے एव तर्हि यज्ञात् कर्मणोऽनिर वसितानाम् یعني جو شودر یگیہ کرنے کے مجاز هوں وہ ذات باهر نہ سمجھے جائیں - اس کي تفسیر کرتے هوے کیت نے لکھا هے शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः श्राद्धी चैवेतरस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یہہ لوگ چاروں برنوں سے الگ رهتے هیں (۱) -
جوں جوں زمانہ گزرتا گیا شودروں کی جہالت کے باعث
ان کی مذهبی پابندیاں چھوٹتی بھی گئیں -

کایستھہ

ان برنوں کے علاوہ هندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے
بھی تھے - براھمن یا چھتری جو محرری یا اهلکاری کرتے
تھے کایستھہ کہلاتے تھے - پہلے کایستھوں کی کوئی علیحدہ
تقسیم نہ تھی - کایستھہ اهلکار هی کا مترادف هے ' جیسا
کہ آتھویں صدی کے ایک کتبہ سے معلوم هوتا هے جو کوٹہ
کے پاس کن سوا میں هے - یہہ لوگ شاهی مناصب پر بھی مامور
هوتےتھے ' کیونکہ دفتروں میں ملازم هونے کے باعث انھیں سلطنت کی
پوشیدہ باتیں معلوم رهتی تھیں - سیاسی سازشوں اور ملکی
ریشہ دوانیوں میں اُنھیں کافی مہارت تھی اسی لئے یاگیہہ ولکیہ
میں ان کے هاتھوں سے رعایا کو بچائے رهنے کی خاص طور پر
تاکید کی گئی هے - زمانہ مابعد میں دوسرے پیشہ والوں کی
طرح ان کی بھی ایک ذات بن گئی جس میں براھمن
چھتری ویش سبھی ملے هوئے هیں - سورج دھج کایستھہ
اپنے کو شاک دویپی براھمن بتلاتے هیں اور والبھہ کایستھہ
چھتری ذات کے هیں ' جیسا کہ سوڈھل کی تصنیف
" اُودے سندری کتھا " سے واضح هے -

---

(۱) البیرونی کا هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

انتہم

هندوستان میں اچھوت ذاتیں صرف دو هیں ' چانڈال اور مری‌تپ - چانڈال شہر کے باهر رهتے تھے - شہر میں آتے وقت وہ زمین کو بانس کے ڈنڈے سے پیٹتے رهتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بیچ کر اپنا گذران کرتے تھے - مری‌تپ شمشانوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کفن لیتے تھے - ذات بھائیوں کے ساتھ لیں اچھا سلوک روا رکھا تھا !

برنوں کا باهمی تعلق

هندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باهمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم هوتا ھے - ان برنوں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بھی هوتی تھیں - اپنے برن میں شادی کرنا مستحسن ضرور تھا پر دوسرے برنوں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا ' نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا - براهمن مرد چھتری ' ویش یا شودر کی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے براهمنوں کو شودر لڑکی سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر همارے زمانہ زیربحث تک یہہ رواج قائم تھا - بان نے شودر عورت سے پیدا براهمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا ھے - اس طرح منڈور کے پڑهاروں کے سنہ ۸۳۷ ع اور سنہ ۸۶۱ ع کے کتبوں سے براهمن هرش‌چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی هونے کا ذکر کیا گیا ھے - براهمن شاعر راج‌شیکھر نے بھی چوهان لڑکی آونتی‌سندری

سے شادی کی تھی - دکھن میں بھی چھتری لڑکیوں سے براھمنوں کے شادی ھونے کی نظیریں ملتی ھیں - گلواڑا گاؤں کے قریب کی ایک بودھه گپھا کے ایک کتبه میں بلور بنسی براھمن سوم کے براھمن اور چھتری لڑکیوں سے شادی کرنے کا ذکر ھے (۱) - چھتری ویش اور شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا لیکن براھمن کی لڑکی سے نہیں - دنڈی کی تصنیف " دش کمار چرت " سے پایا جاتا ھے کہ پاتلی پتر (قدیم پٹنه) کے ویشرون کی لڑکی ساگردتا کی شادی کوسل کے راجه کسم دھنوا سے ھوئی تھی (۲) - ایسی اور بھی کتنی مثالیں ملتی ھیں - اسی طرح ویش شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا - حاصل کلام یہه کہ ھمارے زمانه زیربحث میں انولوم وواہ (لڑکا اونچے بنس کا لڑکی نیچے بنس کی) کا رواج تھا - پرتی لوم وواہ (لڑکی اونچے برن کی لڑکا نیچے برن کا) کا نہیں - یہه تعلقات اُن شودروں کے ساتھه نه ھوتے تھے جنھیں پنچ یگیه کرنے کا مجاز نه تھا - زمانه قدیم میں باپ کے برن سے بیٹے کا برن مانا جاتا تھا - براھمن کا لڑکا خواہ کسی برن کی لڑکی سے پیدا ھو براھمن ھی سمجھا جاتا تھا ' جیسا کہ رشی پراشر کے بیٹے وید ویاس جو دھیوری کے بطن سے پیدا ھوئے تھے ' یا رشی جمدگنی کے بیٹے پرشورام جو چھتری لڑکی رینوکا سے پیدا ھوئے تھے ' براھمن کہلائے -

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصه ۶ صفحه ۱۹۷ - ۲۰۰ -

(۲) دش کمار چرت - وسرت کتھا -

پیچھے سے یہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا چھتري هی مانا جانے لگا ' جیسا کہ شنکھہ اور اُشنس وغیرہ اسمرتیوں سے پایا جاتا ھے - (۱)

باھمی شادیوں کا رواج روز بروز کم ھوتا گیا اور بعد ازاں اپنے برنوں تک رہ گیا - ھمارے زمانہ زیر بحث کے بعد یہہ رجحان یہاں تک بڑھا کہ شادي کا دائرہ اپنی ذات تک ھی محدود ھو گیا - (۲)

چھوت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانہ میں چھوت چھات کا رواج نہ تھا اور ایک برن والے دوسرے برن والوں کا ساتھہ کھانے پینے میں پرھیز نہ کرتے تھے - براھمن اور سب برنوں کے ھاتھہ کا کھانا کھاتے تھے ' جیسا کہ ویاس اسمرتی کے ایک شلوک سے معلوم ھوتا ھے (۳) - موجودہ چھوت چھات ھمارے زمانہ کے آخري حصہ میں بھي پیدا نہ ھوا تھا - البروني لکھتا ھے کہ چاروں برنوں کے لوگ ایک ساتھہ رھتے تھے اور ایک دوسرے کے ھاتھہ کا کھاتے پیتے ھیں - (۴) ممکن ھے کہ یہہ قول صرف شمالی ھندوستان سے متعلق ھو کیونکہ دکھن میں سبزی خورں

---

(۱) راجپوتانہ کا اتیہاس جلد ۱ صفحہ ۱۴۷ و ۱۴۸ -

(۲) سي وي وید کی ھسٹري آف میڈیل انڈیا ' جلد ۱ صفحہ ۶۱ - ۶۳ ' جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتي - ادھیایہ ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البیروني کا " ھندوستان " جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

نے گوشت خوروں کے ساتھہ کھانا چھوڑ دیا تھا - یہہ منافرت رفتہ رفتہ سبھی برنوں میں بڑھتی گئی -

هندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

هندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان نہیں دیا ' دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی - سلفاء اگر برھمچریہ ' بان پرستھہ وغیرہ آشرموں میں نفس کشی پر زیادہ زور دیتے تھے ' تو گرھستھاشرم میں دنیاوی مسرتوں کا لطف بھی اُٹھاتے تھے - اهل ثروت بڑے بڑے عالیشان محلوں میں رهتے تھے - کھانے ' پہنے ' سونے ' بیٹھنے ' مہمانوں کی ملاقات ' گانے بجانے وغیرہ کے لئے الگ الگ کمرے هوتے تھے - کمروں میں هوا کی آمد و رفت کے لئے معقول انتظام رهتا تھا - شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے هوا کرتے تھے جہاں لوگ هزاروں کی تعداد میں جاتے تھے - هرش کے زمانہ میں هر پانچویں سال عظیم‌الشان مذهبی جلسے هوا کرتے تھے جن میں هرش فقرا کو دان دیا کرتا تھا - هیون‌سانگ نے اس کا ذکر اپنے سفرنامے میں کیا هے - ان کے علاوہ هر تقریب پر خاص خاص مقامات پر میلے لگتے تھے - مذهبی جلسے محض دلچسپی کے لئے نہ هوتے تھے ' بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی بہت اهم هوتے تھے - ان میلوں میں دور دور سے بیوپاری آتے تھے اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے - میلوں کا یہہ رواج آج بھی قائم هے - اِن میلوں میں بہت دھوم دھام هوتی

تھی - اکثر تہواروں کے موقعہ پر بھی میلے ہوتے تھے جیسا کہ رتناولی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے - ہندؤوں میں تہواروں کی کثرت ہے اور وہ لوگ انھیں بڑے جوصلہ سے مناتے تھے - ان میلوں کا ہندؤوں کی معاشرتی زندگی میں خاص حصہ تھا - ہولی کی تقریب میں پچکاری سے رنگ ڈالنے کا بھی رواج تھا ' جیسا کہ ہرش نے رتناولی میں لکھا ہے (۱) - لوگوں کی تفریح کے لئے ناٹک گھروں کا ذکر بھی ملتا ہے - اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں کا بھی ذکر پایا جاتا ہے جہاں شہروالے تفریح کے لئے جایا کرتے تھے - ناٹک ' رقاصی ' موسیقی ' اور تصویرنگاری میں کہاں تک ترقی ہو چکی تھی (۲) اس پر آگے روشنی ڈالی جائےگی - کبھی کبھی باغوں میں بڑي بڑی دعوتیں ہوتی تھیں جن میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - لوگ طوطا مینا وغیرہ چڑیاں پالنے کے شوقین تھے - لوگوں کی تفریح کے لئے مرغوں ' تیتروں ' بھینسوں اور مینڈھوں کی لڑائیاں بھی ہوتی تھیں - پہلوان کشتی لڑتے تھے ' سواری کے لئے گھوڑوں ' رتھوں ' پالکیوں اور ہاتھیوں کا رواج تھا - سیر دریا کا بھی کافي رواج تھا جس میں کشتیاں کام میں لائی جاتی تھیں - اس میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - عورت مرد مل کر

---

(۱) धारायंत्र विमुक्त संततपयः पूरप्लुते सर्वतः ।
सद्यः सांद्र विमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षणं प्रांगणे-रत्नावली अंक १ । ॥ ११ ॥

(۲) ہرش مصنفہ رادھا کمد مکرجي صفحہ ۱۷۵ - ۷۶ -

جهولا بهی جهولتے تهے - دول کا میله بارش کے دنوں میں هوا کرتا تها - یهه رواج آج بهي سارے هندوستان میں قائم هیں - ان مشاغل تفریح کے علاوہ شطرنج ' چوپڑ وغیرہ بهی کهیلے جاتے تهے - جوئے کا بہت رواج تها ' پر اُس پر سرکاری نگرانی رهتی تهی - قمار خانوں پر محصول لگتا تها ' جیسا کے کتبوں سے پایا جاتا هے (۱) - چهتری شکار خوب کهیلتے تهے - راجے اور راجکمار ساز و سامان کے ساتهه شکار کهیلنے جایا کرتے تهے - شکار تیروں بهالوں وغیرہ سے کهیلا جاتا تها - شکاري کتے بهی ساتهه رهتے تهے -

پوشاک

بعض علما کا خیال هے کہ هرش کے زمانہ تک هندوستان میں سینے کا فن نہ پیدا هوا تها (۲) - وہ اس دعوی کی دلیل میں هیونسانگ کا ایک قول پیش کرتے هیں (۳) ' لیکن ان کا یهہ خیال باطل هے - هندوستان میں گرم ' معتدل ' سرد سبهی طرح کے خطے موجود هیں - یہاں نہایت قدیم زمانہ سے هر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پہنے جاتے تهے - ویدوں اور براهمن گرنتهوں میں سوئی کا نام ' سوچی ' یا ' بیشی ' ملتا هے - تیتریه براهمن تین قسم کی سوئیوں کا حوالہ دیتا

---

(۱) وکرمي سمبت ۱۰۰۸ (سنہ ۹۵۱ ء) کے اودے پور کے قریب کے سارنیشور میں لگے هوئے کتبے سے -

(۲) سي وي وید هسٹري آف میڈیول انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۸۹ -

(۳) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ -

هے : لوهے ' چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں تھلچی دو بھورج کہا هے (۲) - سشرت سنگھتا میں باریک دهاگے سے سینے کا ذکر موجود هے - ریشمی چغے کو تارپیه (۳) اور اونی کرتے کو شامول کہتے تھے (۴) - دراپی (۵) بھی ایک قسم کا سلا هوا کپڑا هوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا هے که وه لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا هی نہیں چمڑا بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی تھیلي کا ذکر ویدک زمانه میں بھي ملتا هے -

اپنے زمانه زیر بحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے همارا منشا صرف یهه ثابت کرنا هے که همارے یہاں سینے کا فن بہت قدیم زمانه سے معلوم تھا -

همارے زمانه میں عورتوں کی معمولی پوشش انتریه یا ساڑی تھی جو آدھی پہنی اور آدھی اوڑھی جاتی تھی - باهر جانے کے وقت اس پر اُتریه (دوپٹه) اوڑھ لیا جاتا تھا - عورتیں ناچنے کے وقت لہنگے جیسا زری کے کام کا لباس پہنتی تھیں جسے پیشس کہتے تھے (۶) - متھرا کے کنکالی

---

(۱) تیتریه براهمن ۳ - ۹ - ۶ -

(۲) رگ وید ۸ - ۴ - ۱۶ -

(۳) اتھروید ۱۸ - ۴ - ۳۱ -

(۴) جیمنیه اُپنشد براهمن ۱ - ۳۸ - ۴ -

(۵) رگ وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -

(۶) رگ وید ۲ - ۳ - ۶

تھیلے سے ملی ہوئی رانی اور اس کی باندی کی صورتیں منقوش ہیں - رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھے ہوئے ہے (۱) - اسمتھ نے اپنی کتاب میں ایک جین مورتی کے نیچے دو چیلیوں اور تین چیلیوں کی کھڑی مورتیوں کی تصویر دی ہے - تینوں عورتیں لہنگے پہنے ہوئے ہیں (۲) اور لہنگے بھی آج کل کے سے ہی ہیں - دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں ہے وہاں آج بھی ناچتے وقت عورتیں لہنگا پہنتی ہیں - عورتیں چھینٹ کے کپڑے بھی پہنتی تھیں ' جیسا کہ اجنتا کے غار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالی خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاہر ہے - اس میں عورت کمر سے نیچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئے ہے (۳) - بیاپاری لوگ روئی کے چغے اور کرتے بھی پہنتے تھے - دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلاتے تھے - دھوتیوں میں خوش رنگ کناری بھی ہوتی تھی - ایک دھوتی پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے - کشمیر کی طرف کے لوگ کھچنی (جانگھیا) (Half-pant) پہنتے تھے (۴) -

ان لباسوں میں رنگینی ' خوبصورتی اور صفائی کا بہت ہی لحاظ رکھا جاتا تھا - ہیونسانگ نے روئی ' ریشم اور اُون کے

---

(۱) اسمتھ کی متھرا اینٹی کویٹیز ' پلیٹ ۱۴ -

(۲) ایضاً - پلیٹ ۸۵ -

(۳) اسمتھ آکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا ۱۵۹ -

(۴) رادھا کمد مکرجی ' ہرش ' ۱۷۰ - ۱۷۷ -

(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]
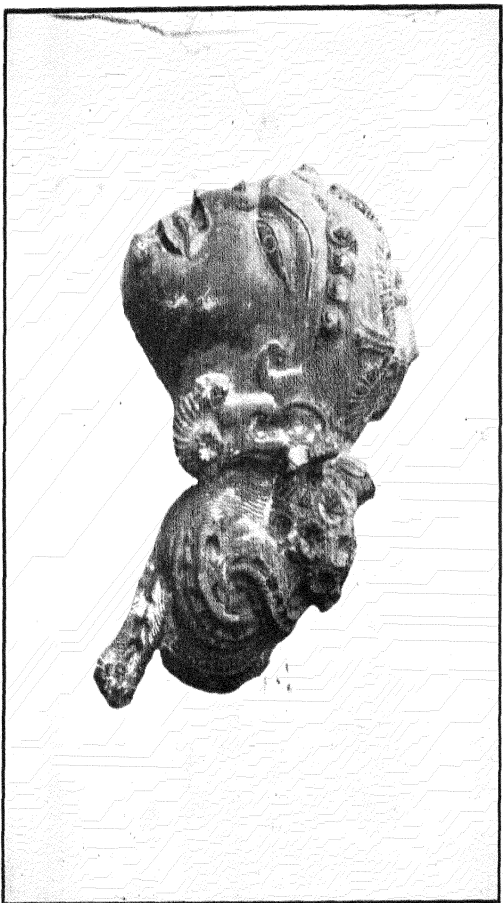
(۱۶) عورت کے سر میں بال کی سنوار
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۴

کتواتے تھے - چھتری لمبي ڈاڑھي رکھتے تھے - جیسا کہ بان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ہوتا ھے - بہت سے لوگ پیروں میں جوتے نہ پہنتے تھے (۱) -

زیور:

جسم کی آرائش زیوروں کا رواج بھي عام تھا - مرد اور عورت دونوں ھی گہنوں کے شوقین تھے - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ راجے اور رئیس کثرت سے گہنے استعمال کرتے تھے - بیش قیمت موتیوں کے ھار، انگوٹھیاں، کڑے، اور مالائیں ان کے زیور ھیں - سونے چاندی کے جڑاؤ بازوبند، سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کنڈل وغیرہ کتنے ھی زیور مستعمل تھے - کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگہ چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروئی جاتی تھیں - کان میں زیور پہننے کا رواج عام تھا - ایسے چھدے ہوئے کانوں کی عورتیں کی مورتوں کئی عجائب گھروں میں ھیں - پیروں میں بھی سادے یا گھونگرو والے زیور پہنے جاتے تھے - ھاتھوں میں کڑے اور سنکھہ یا ھاتھی دانت کی مرصع چوڑیاں، بازو پر مختلف قسم کے بازوبند، گلے میں خوبصورت اور بیش قیمت ھار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں - پستاں کہیں کھلے، کہیں پٹی سے بندھے ہوئے اور کہیں چولی سے ڈھکے رکھے جاتے تھے -

---

(۱) سي وي ويد کي هسٹري آف مڈيول انڈيا ج ۱ ص ۹۲ و ۹۳ -

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے - چانڈالوں کی عورتیں پیروں میں جواهر نگار گھلے پہن سکتی تھیں (۱) - هر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زیوروں کا استعمال کرتا تھا - کسی کو زیور پہننے کی ممانعت نہ تھی - نتھہ اور بلاق کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن هے مسلمانوں سے یہہ زیور لئے گئے هوں -

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے - ایسی مجلسیں شاهی درباروں یا علما کی صحبتوں میں هوتی تھیں - بان بھٹ اپنی کادمبری میں راج سبھا کے علمی تفریحات کا کچھہ ذکر کرتا هے ' مثلاً برجستہ شعر گوئی ' قصہ گوئی ' تاریخ اور پران کا سماع ' موسیقی ' پہیلیاں ' چوپڑے ' وغیرہ -

غذا

کھانے میں صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا - اتسنگ نے اس کے متعلق بہت کچھہ لکھا هے - هندوستان کے لوگ بذاتہ صفائی پسند هیں ' کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں - کھانے کے قبل وہ نہاتے هیں ' جھوٹا کھانا کسی کو نہیں کھلایا جاتا ' کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے - مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے - سونے ' چاندی '

---

(۱) کادمبری میں چانڈال لڑکی کا بیان -

تانبے وغیرہ کے برتن خوب صاف کئے جاتے هیں (۱) - یہہ طریقہ صفائی اب بھی موجود ھے حالانکہ اب اس کي جانب روز بروز کم توجہ کی جاتی ھے -

هندوستان کی غذا عموماً گیہوں ' چاول ' جوار ' باجرا ' دودھہ ' گھي ' گڑ اور شکر تھي - الادریسی انھل واڑے کے بیان میں لکھتا ھے : " وهاں کے لوگ ' چاول ' متر ' پھلیاں ' اُرد ' مسور ' مچھلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے هوں کھاتے هیں کیونکہ وہ لوگ کبھی ذی روحوں کو هلاک نہیں کرتے " (۲) - مہاتما بدھہ کے قبل گوشت کا بہت رواج تھا - جین اور بودھہ دھرم کے اثر سے رفتہ رفتہ اس کا رواج کم هوتا گیا - هندو دھرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودھہ هندو هوے تو اهنسا اور سبزي خوری کو اپنے ساتھہ لائے - هندو دھرم میں گوشت خوري گناہ سمجھي جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت هو گئی تھی - مسعودی لکھتا ھے کہ براهمن کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے - اسمرتیوں میں بھي براهملوں کو گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ھے ' لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادھہ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ھے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ھے کہ شرادھہ میں گوشت نہ کھانے والا براهمن گنہگار هو جاتا ھے - رفتہ رفتہ گوشت خوری کا

---

(۱) واٹرس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ -

(۲) سی ری وید کي هسٹري آف میڈیویل انڈیا ' جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براهمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا - چھتری اور ویش بھی گوشت کھاتے تھے - هرن ' بھیڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع ھے - کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی - پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ ان کا استعمال کرتے تھے انھیں پرایشچت کرنا پڑتا تھا - شمالی هندوستان کے مقابلہ میں دکھن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا - چنڈال هر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے ' اس لئے وہ سب سے دور رهتے تھے -

شراب کا رواج قریب قریب نہیں تھا - دوئجوں (جنیو پہننے والوں) کو تو شراب بیچنے کی بھی ممانعت تھی - براهمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے - المسعودی نے لکھا ھے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا ھے - لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا - عربی سیاح سلیمان لکھتا ھے کہ هندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے - اس کا قول ھے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی الواقع راجہ نہیں ھے - آس پاس لڑائیاں جھگڑے ہوتے رهتے هیں ' تو جو راجہ خود متوالا هو ' بھلا کیونکر راج کا انتظام کر سکتا ھے (۱) - واتسیائن کے کام‌سوتر سے معلوم ہوتا ھے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے - اس زمانہ میں صفائی کا

---

(۱) سلیمان سوداگر صفحہ ۷۸ - (ناگری پرچارنی سبھا) -

خیال بہت تھا تاهم ایک دوسرے کے هاتھہ کا کھانے کی ممانعت نہ تھی - چھوت چھات کا خیال ویشنو دھرم کے ساتھہ پیچھے سے پیدا ہوا -

متذکرہ بالا حالات سے هماری مراد یہہ هرگز نہیں کہ هندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے - ان کی روحانی زندگی بھی اونچے درجہ کی تھی - کتنی هی مذهبی باتیں زندگی کا جزو بنی هوئی تھیں - پنچ مہایگیہ هر ایک گرهستھہ کے لئے لازمی تھا ' مہمان‌نوازی تو فرض سمجھی جاتی تھی - یگیوں میں جانوروں کی قربانی بودھہ دھرم کے باعث کم هو گئی تھی اس زمانہ میں یگیہ بہت کم هوتے تھے - مگر هندوؤں کے عروج ثانی کے ساتھہ یگیوں کا پھر رواج هو گیا ' همارے زمانہ زیر بحث میں بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا -

غلامی کا رواج

هندو تہذیب اعلی درجہ کی تھی ضرور- پر غلامی کا رواج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا - یہہ رواج همارے زمانہ زیر تذکرہ کے بہت قبل سے چلا آتا تھا - منو اور یاگیہ‌ولکیہ کی اسمرتیوں میں غلامی کے رواج کا ذکر موجود ہے - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی کے تفسیر نویس وگیانیشور نے (بارهویں صدی) پندرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا ہے : خانہ‌زاد (گھر کی لونڈی سے پیدا) ' کریت (خریدا گیا) ' لبدھہ (دان میں ملا هوا) ' دایا دو پاگت (خاندانی) ' اناکال بھریت (قحط میں مرنے سے بچایا هوا) '

آهت (روپیه دے کر اپنے پاس رکھا هوا)، رین داس (قرض کی علت میں رکھا هوا)، یدهه پراپت (لڑائي میں پکڑا هوا)، پنیجت (جوے وغیرہ میں جیتا هوا)، پربرجیاوست (سادهو هونے کے بعد بگڑ کر بنا هوا)، کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا هوا)، بڑواهریت (گهر کی لونڈی کے فراق میں آیا هوا)، اور آتم‌بکریتا (اپنے آپ کو بیچنےوالا) - غلام جو کچهه کهاتا تها اُس پر اس کے مالک کا حق هوتا تها - کچهه لوگ غلاموں کو چوری کر کے انهیں بیچ ڈالتے تهے -

یہاں کی غلامی دوسرے ملکوں کی غلامی کی طرح حقیر، قابل نفرت اور شرمناک نه تهی - یهه غلام گهروں میں گهر کے آدمیوں کی طرح رهتے تهے - تیوهار اور تقریبوں میں غلاموں کی بهی خاطر کی جاتی تهی - جو غلام تندهي سے کام کرتے تهے اُن کے مالک اُن کے ساتهه بہت اچها سلوک کرتے تهے - سلطنت کی طرف سے غلاموں کے ساتهه رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے هوے تهے - یاگیه‌ولکیه اسمرتی میں لکها هے که زبردستی غلام بنائے هوے اور چوروں سے خریدے گئے غلاموں کو اگر مالک خود آزاد نه کر دے تو راجه انهیں آزاد کرا دے - کوئي سانحه پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صله میں غلام آزاد کر دیا جاتا تها (۱) - نارد اسمرتي میں تو یہاں تک لکها هوا هے که آقا کی جان بچانےوالے غلام کو

---

(۱) متاکشرا صفحه ۲۴۹ -

اولاد کی طرح جائداد میں ورثہ بھی دیا جاے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وے قرض ادا کر دینے پر آزاد ھو سکتے تھے - قحطزدے غلام دو گئیں دےکر ، آھت غلام روپئے دےکر ، لڑائی میں پکڑے ھوے اپنے کو خود بیچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جیتے ھوے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دےکر یا عوض دےکر آزاد ھو سکتے تھے (۱) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ھوا ھے - آقا غلام کے کندھے سے پانی کا بھرا ھوا گھڑا اتھاتا اور اُسے توڑ کر اکشت ، پھول وغیرہ غلام پر پھینکتا ھوا تین بار کہتا تھا " اب تو میرا غلام نہیں ھے " - یہہ کہہ کر اسے آزاد کر دیتا تھا - یہاں کے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھہ کسی طرح کی سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھی - ایسی حالت میں چینی اور عرب سیاحوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ھی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توھمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی ترقی ھونے کے باوجود عوام میں توھمات کی کمی نہ تھی - لوگ جادو ٹونے ، بھوت بریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو ٹونے کا رواج

---

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ - ۵۰ -

ھندوستان میں زمانہ قدیم سے، چلا آتا تھا - آتھرو وید میں تسخیر، تالیف، تخویف وغیرہ کا ذکر موجود ھے - راجہ کے پروھت آتھرو وید کے عالم ھوتے تھے - دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے راجہ جادو ٹونے اور عملیات بھی کام میں لاتا تھا - ھمارے زمانہ زیر بحث میں ان توھمات کا بہت زور تھا - بان نے پربھاکروردھن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب کا شبہہ کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا ھے (۱) - کادمبری میں بھی بان نے لکھا ھے کہ ولاس‌وتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تھی، گنڈے باندھتی تھی، گیدڑوں کو گوشت کھلاتی تھی، بھوتوں کو خوش کرتی تھی اور رمالوں کی خاطر تواضع کرتی تھی - اِسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیث سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکھہ کے حلقے بنانے، گوروچن سے بھوج‌پتر پر لکھے ھوے منتروں کے جنتر باندھنے، چڑیل سے بچنے کے لئے مور پنکھوں کے اُرسیئے، سفید سرسوں بکھیرنے وغیرہ عملیات کا ذکر کیا ھے (۲) - بھوبھوتی نے مالتی‌مادھو میں لکھا ھے کہ اگھورگھنٹ مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تھا - "گوڈوھو" میں بھی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدمیوں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر ھے - ان اسباب سے ظاھر ھوتا ھے

---

(۱) بان کا ھرش چرت صفحہ ۱۵۴ -
(۲) کادمبری صفحہ ۱۲۸ - ۳۰ -
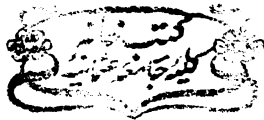
که ہمارے زمانہ متعینہ تک هندوستان میں توہمات کا خاصہ زور تھا - لوگ بھوت ، پریت ، ڈاکنی ، شاکنی ، وغیرہ کے معتقد تھے - سومیشور کوي کے سورتھو تسو ، نامی کاویہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ لوگ جادو منتروں سے دشمنوں کو قتل کرانے یا زخموں کو منتروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور آدمیوں کو بلی دینے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم اس وقت بھی موجود تھي -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ ہوگا - زمانہ قدیم سے ہی هندوستانیوں کے اطوار بہت ہی پسندیدہ اور نیک رہے ہیں - میگاستھنیز نے لکھا ہے کہ وہ لوگ سچ بولتے تھے ، چوری نہیں کرتے تھے ، اور نہ اپنے گھروں میں تالے ڈالتے تھے - جواں‌مردي میں ایشیا میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ، انہیں عدالت میں جانے کی ضرورت کبھي نہ ہوتي تھی - یہہ کیفیت زمانہ قدیم میں هي نہین تھی - ہمارے زمانہ کے سیاحوں نے بھی ان کے خوش‌کردار ہونے کی خوب تعریف کی ہے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ هندوستان کے لوگ سادگی اور ایمانداری کے لئے مشہور ہیں - وہ کسي کا مال غصب

نہیں کرتے - الادریسی لکھتا ھے کہ ھندوستان کے لوگ ھمیشہ حق کی حمایت کرتے ھیں ' حق سے دشمنی نہیں کرتے - اُن کے معاملات کی صفائی نیک نیتی اور صداقت مشہور ھے - ان معاملات میں وہ اتنے نیک نام ھیں کہ دوسرے ممالک کے لوگ بلا خوف ان سے تعلقات پیدا کرتے ھیں جس سے ان کا ملک خوش‌حال ھوتا جاتا ھے - (۱) تیرھویں صدی کا شمس‌الدین ابو عبداللہ بدیع‌الزمان کے فیصلہ کا اقتباس کرتے ھوے لکھتا ھے کہ ھندوستان کی آبادی بہت گھنی ھے ' وھاں کے لوگ دھوکے اور بد نیتی سے نفرت کرتے ھیں - زندگی اور موت کی وہ بالکل پروا نہیں کرتے - (۲) مارکو پولو (تیرھویں صدی) نے لکھا ھے کہ براھمن اچھے تاجر اور حق پرور ھیں - وہ گوشت مچھلی کا استعمال نہیں کرتے اور کامل احتیاط سے زندگی بسر کرتے ھیں - وہ طویل‌العمر ھوتے ھیں - (۳) - اُس زمانہ کے چھتری چار پائی پر مرنا شرمناک سمجھتے تھے ' شمشیر بکف مرنے کی ان کی تمنا رھتی تھی - یہہ موقع نہ ملتا تھا تو وہ لوگ دریا میں کود کر ' پہاڑوں سے گر کر یا آگ میں جل کر جان دے دیتے تھے - بلال سین اور دھنگ دیو کے پانی میں ڈوب

---

(۱) الیٹ ' جلد ۱ صفحہ ۸۸ -
(۲) میکس مولر ' انڈیا - صفحہ ۲۷۰ -
(۳) مارکو پولو ' جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھہ‌کٹک کے مصنف شودرک وغیرہ کے آگ میں جل مرنے کی نظیریں ملتی ھیں - بعض اوقات براھمن بھی ضعیف ھو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود پڑتے تھے - سکندر کے زمانہ میں ایک براھمن کے آگ میں جل مرنے کا پتہ لگتا ھے - مارکو پولو نے بھی اس رسم کا ذکر کیا ھے - (۱)

ھندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جاتی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ھو - زمانہ سلف بعید میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا اسی لئے اُنھیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام دیا گیا تھا - گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا - یگیہ وغیرہ رسوم میں شوھر کے ساتھہ بیٹھنا لازمی تھا - راماین اور مہابھارت میں ھی نہیں ان کے بعد کے ناٹکوں میں بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ھے - ھمارے زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ تھا - بھوبھوتی اور نارائن بھٹ کے ناٹکوں سے معلوم ھوتا ھے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا -

عورتوں کی تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا - ہاں بہت

---

(۱) سی وی وید، ھسٹری آف میڈیول انڈیا، جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ -

نے لکھا ھے کہ راج شری کو بودھہ اصولوں کی تعلیم دینے
کے لئے دواکرمترا کا تقرر ہوا تھا - بہت سی عورتیں بودھہ بھکشو
بھی ہوتی تھیں جو یقیناً بودھہ عقائد سے کما حقہ واقف
ہوتی ہوں گی - شنکرا چاریہ کے ساتھہ شاستراتھہ کرنے والے
منڈن مسر کی بیوی کے متعلق یہہ روایت مشہور ھے کہ
اُس نے شنکرا چاریہ کو بھی لاجواب کر دیا تھا - مشہور شاعر
راج شیکھر کی بیوی اونتی سندری علم و فضیلت میں یگانہ
روزگار تھی - راج شیکھر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف رائے
کا اظہار کرتے ہوئے جہاں اور علما کی رایوں کا حوالہ دیا ھے
وہاں تین مقامات پر اس نے اونتی سندری کی رائے کا بھی
حوالہ دیا ھے - اونتی سندری نے پراکرت میں مستعمل ہونے
والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بھی بنائی جس میں ہر ایک
لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی ہی تصنیف سے پیش
کی تھی - هیم چندر نے اپنی دیسی نام مالا میں دو جگہوں
پر اس کے اختلاف رائے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے
اشعار پیش کئے ھیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکھر
اپنے خیالات یوں ظاہر کرتا ھے - ‹‹ مردوں کی طرح عورتیں
بھی شاعرہ ہوں - ملکہ تو روح میں ہوتا ھے ، وہ مرد یا
عورت کے جنس میں تمیز نہیں کرتا - راجاؤں اور وزیروں
کی بیٹیاں ، ارباب نشاط ، پنڈتوں کی بیویاں شاستروں کی
ماہر اور شاعرہ دیکھی جاتی ھیں (۱) - ہمارے زمانہ میں

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۲ صفحہ ۸۰ - ۸۲ -

بھی متعدد عورتیں شاعرہ ہوئی ہیں - ان میں سے کچھ کے نام یہہ ہیں - اِندو لیکھا ' مارولا ' موریکا ' وجکا ' شیلا ' سبھدرا ' پدم سری ' مدالسا اور لکشمی - اتنا ہي نہیں ' عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دي جاتی تھی - بھاسکراچاریہ (بارھویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی لیلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لیلاوتی نام کی کتاب لکھی -۱ فنون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر دی جاتی تھی - بان نے راج سری کو گانا ' ناچنا ' وغیرہ سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ھے - (۱) تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل سکتي ہیں -

پردہ

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی عورتیں درباروں میں آتی تھیں - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ جس وقت ھون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا گیا اس وقت بالادتیہ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی - ھرش کی ماں بھی اراکین دربار سے ملتی تھی - بان کادمبري میں لکھا ھے کہ بلاس‌وتی مختلف شگون جاننے والے جوتشیوں اور مندر کے پجاریوں اور براھمنوں سے ملتی تھی اور مہا کال کے مندر میں جاکر مہا بھارت کي کتھا سنتی تھی -

---

(۱) رتناولي - ایکٹ ۲ -

راج سری هیونسانگ سے خود ملی تهی - اُس زمانه کے ناٹکوں میں بهی پردہ کا کوئی ذکر نہیں هے - سیاح ابوزید نے لکها هے که مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے آتی تهیں، میلوں اور باغوں میں سیر و تفریح کے لئے مردوں کے ساتهه عورتیں بهی جاتی تهیں - کام سوتر میں اس کا ذکر کیا گیا هے - عورتیں فوجی ملازمت بهی کرتی تهیں، اور راجاؤں کے ساتهه دربار، هوا خوری، لڑائی وغیرہ میں شریک هوتی تهیں - وہ مسلح هو کر گهوڑے پر سوار هوتی تهیں - کهیں کهیں لڑائی میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے گرفتار کئے جانے کا ذکر بهی آیا هے - دکهن کے پچهمی سولنکی وکرما دتیه کی بهن اکا دیوی طبعاً دلیر واقع هوئی تهی - اور فن سیاست میں اتنی ماهر تهی که چار صوبوں پر حکومت کرتی تهی - ایک کتبه سے معلوم هوتا هے که اسی نے (بیلگانوں ضلع کے) گوکاک کے قلعه کا محاصرہ بهی کیا تها - اسی طرح اور بهی ایسی مثالیں دی جا سکتی هیں جن سے ثابت هوتا هے که اس زمانه میں پردہ کا چلن نه تها - اتنا البته تحقیق هے که راجاؤں کے محلوں میں هر خاص و عام کو جانے کی اجازت نه تهی - مسلمانوں کے آنے کے بعد پردہ کا رواج شروع هوا - شمالی هندوستان میں مسلمانوں کا زور زیادہ تها - اس لئے وهاں اونچے خاندانوں میں گهونگٹ اور پردہ دونوں هی کا رواج زور پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیادہ نه هوا وهاں پردہ یا گهونگٹ کا رواج بهی نه چلا - آج بهی

راجپوتانہ سے دکھن سارے ھندوستان میں کہیں پردہ نہیں ھے اور کہیں ھے بھی تو براے نام -

شادي

منو اسمرتی میں ' جو ھمارے زمانہ زیر تلقید سے پہلے بن چکي تھی آٹھہ قسم کی شادیوں کا ذکر ھے - براھم ' دیو ' آرش ' پراجاپتہ ' آسر ' گاندھرو ' راکشس اور پشاچ - بہت ممکن ھے کہ اس وقت ان آٹھوں قسموں کی شادیوں کا رواج رھا ھو - لیکن روز بروز کم ھوتا جاتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار قسموں کو ھي مرجح کہا ھے - وشنو اور شنکھہ اسمرتیوں میں پہلی چار قسموں کو ھی جائز کہا ھے - ھاریت اسمرتي میں تو صرف براھم بواہ کو مناسب کہا گیا ھے -

اونچے خاندانوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی - راجہ ' سردار اور اھل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے تھے - ایک کتبہ میں کلچوری راجہ گانگے دیو کے مر جانے پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستی ھونے کا ذکر ملتا ھے - اس زمانہ تک کمسنی کي شادیوں کا رواج نہ تھا - کالی داس نے شکنتلا سے دشینت کے ملنے کا واقعہ لکھا ھے - شکنتلا اس وقت بالغ ھو گئی تھي - گریھیہ سوتروں میں شادي کے کچھہ دنوں بعد گربھادھان کرنے کا ذکر ھے - اس سے صاف ظاھر ھے کہ لڑکیاں بالغ ھوتي تھیں - منو اسمرتی میں لڑکی کي عمر ۱۲ بتلائي ھے - راج سری کي عمر شادي کے وقت ۱۴ سال تھی - کادمبری سے معلوم ھوتا ھے

که مہا شویتا اور کادمبری دونوں کی عمر شادي کے قابل تهی - هاں همارے دور متعینه کے آخری حصه میں کم‌سنی کي شادیوں کا آغاز هو چلا تها - مسلمانوں کے آنے کے بعد اس رواج نے زیاده زور پکڑا - بدهوا بواه اگر پہلے کی طرح عام نه تها ' لیکن متروک بهی نه هوا تها - یاگیه‌ولکیه اسمرتي میں بدهوا بواه کا ذکر موجود هے - وشنو نے یہاں تک لکها هے که باکره بدهوا کی شادی سے جو لڑکا پیدا هو وه جائداد کا وارث بهی هے - پراشر تک نے لکها هے که اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا هو یا سادهو بن گیا هو ' لا پته هو گیا هو ' ذات سے خارج هو گیا هو ' یا قوت مردی سے محروم هو گیا هو تو وه دوسری شادی کر سکتي هے - مشهور جین منتری وستوپال تیجپال کا بیوه سے پیدا هونا مشهور هے - یهه رواج رفته رفته کم هوتا گیا اور آخری دوئجوں (جنیو پہننےوالوں) میں بالکل غائب هو گیا - البیرونی لکهتا هے که عورت بیوه هو جانے پر شادي نہیں کر سکتی - بدهواؤں کے پہناوے اور وضع و قطع بهي عام عورتوں سے جدا هوتے تهے - بان نے راج شری کے بیوه هو جانے پر اس کا ذکر کیا هے - آج بهي اونچی ذاتوں میں بدهوا بواه کا رواج نہیں ' مگر نیچی ذاتوں میں عام هے -

رسم ستي

ستی کا رواج همارے زمانه کے کچهه پہلے شروع هو گیا تها - اور مخصوص میں کسی نه کسی وجه سے اُس کا

رواج بڑھتا گیا - هرش کی ماں خود ستی ھو گئی تھی - هرش چرت میں اس کا ذکر موجود ھے - راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار ھو گئی تھی ' پر هرش نے اُسے روک لیا - هرش کی تصنیف "پریہ درشیکا" میں وندھیہ کیتو کی عورت کے ستی ہونے کا ذکر آیا ھے - اس کے پہلے چھٹویں صدی کے ایک کتبہ سے بھانوگپت کے سپہ‌سالار گوپ راج کی بیوی کے ستی ہونے کی نظیر موجود ھے - البیرونی لکھتا ھے "بدھوائیں یا تو تپسونی کی زندگی بسر کرتی ھیں ' یا ستی ھو جاتی ھیں - راجاؤں کی عورتیں ' اگر بوڑھی نہ ھوں تو ستی ھو جاتی ھیں" (۱) - سبھی بیواؤں کے لئیے ستی ہونا لازمی نہ تھا - یہہ امر عورتوں کی مرضی پر مبنی تھا -

ان رواجوں کے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نہ تھی - اُن کی کماحقہ عزت و تعظیم کی جاتی تھی - وید ویاس نے ملو اسمرتی میں اُن کے معمولات کا جو ذکر کیا ھے وہ پڑھنے لائق ھے - اُس کا لب‌لباب یہ ھے - عورت شوھر سے پہلے اُتھہ کر گھر صاف کرے ' اسنان کرے اور کھانا پکائیے ' شوھر کو کھلاکر پوجا کرے - تب خود کھائیے ؛ باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے - شام کو بھی گھر میں جھاڑو

---

(۱) البیروني جلد ۱ - صفحہ ۱۵۵ -

اور چوکا لگاکر کھانا پکاوے اور خاوند کو کھلاوے - منو اسمرتی میں لکھا ھے کہ جس گھر میں عورتوں کی عزت ہوتی ھے ، وھاں دیوتا رھتے ھیں - اُسی میں لکھا ھے - آچارج اپادھیائے سے اور باپ آچارج سے دس گنا قابل تعظیم ھے ، لیکن ماں باپ سے هزار گنی قابل تعظیم ھے - عورتوں کی قانونی حیثیت بھی کمتر نہ تھی - ان کی ذاتی ملکیت کے متعلق قانون بنے ہوئے تھے - وہ بھی جائداد کی وارث ہو سکتی تھیں - اس مسئلہ کے متعلق هم تفصیل سے آیندہ لکھیں گے -

---

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع ' پرمغز اور بلندپایہ تھا - علماے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی - ادب ' صرف و نحو ' آیورویدا ' نجوم ' ریاضیات ' نظریات ' صنعت و حرفت ' سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے - ہم یہاں ترتیب‌وار ان شعبوں کی ترقیوں کا کچھہ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں گے - یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر ' ناٹک ' ناول ' قصے ' کہانیاں ' علم عروض وغیرہ ہی مراد ہوتے تھے - حالانکہ فی زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس کے تحت میں آ جاتے ہیں -

ہمارے دور کے ادبیات زبان کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں -

(۱) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے - اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی - سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے - کتبے ' تامب پتر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے - اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستان کے علما کی زبان تھی - اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا -

(۲) پراکرت بهاشا عوام کی زبان تهی - یهی بول چال کی زبان تهی - اس کا ادب بهی بهت ترقی کر چکا تها -

(۳) جنوبی هند میں اگرچه علما میں سنسکرت کا رواج تها، مگر وهاں بول چال کی زبان دراوڑی تهی جس میں تامل، تلگو، ملیالم، کناڑی وغیرہ زبانیں شامل تهیں - همارے زمانه میں ان زبانوں کا ادب بهی ترقی کے شاهراہ میں گامزن هوا - اب هم سلسله وار ان تینوں بهاشاؤں کی ادبیات پر غور کرتے هیں -

سنسکرت ادبیات کی ارتقائی رفتار

ادبیات کے اعتبار سے همارا دور مخصوص ترقی کر چکا تها - همارے زمانے سے بهت قبل سنسکرت ادب مدون هو چکا تها، لیکن اس زمانه میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رهی - هم اس زمانه میں سنسکرت زبان میں دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ترکیب، یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکهتے - اس کا خاص سبب یهه هے که عیسیٰ کی قبل چهٹویں صدی میں پانڈنی نے اپنے ویاکرن کے سخت قاعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یه حوصله نہیں هوا که وہ پانڈنی کے اصولوں سے منحرف هو، کیونکه پانڈنی کو لوگ مهرشی سمجهتے تهے، اور سب کو ان سے عقیدت تهی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تها - یه حالت زمانه قدیم سے چلی آتی هے - جبهی تو پتنجلی نے بهی پانڈنی کے سوتروں میں بعض

مولفوں پر فلطیاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی کہ پانڈنی کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے -
اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی گئی - اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا - سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی - یہ نشونما سن ۴۰۰ عیسوی سے نہیں ' اس سے بہت قبل شروع ہو چکی تھی - خدائے سخن کالی داس ' بھاس ' اشو گھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو مالامال کر چکے تھے - رامائن اور مہابھارت اور پہلے ہی جلوہ‌افروز ہو چکے تھے - لیکن یہ اس ترقی کی انتہا نہ تھی - سن ۴۰۰ عیسوی کے بعد یہ ترقی کا دور بدستور قائم رہا - ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر ' ناٹک ' اپنیاس ' کتھائیں ' وغیرہ تصنیف ہوئیں -

اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں

ہندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں انھیں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے - اس زمانہ کی ہزاروں لاجواب تصنیفیں تلف ہو چکی ہیں اور ہزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے - خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رہی ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے - پھر بھی اس زمانہ کے ادب کی جو یادگاریں بچ رہی ہیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پتہ دے رهی هیں - اس زمانه کی موجودہ نظموں اور ادبیات سے پتہ چلتا هے کہ اس زمانه کی زیادہ تر تصانیف راماین اور مہابھارت کے واقعات سے هی ماخوذ هیں - هم اگر ان دونوں قصوں سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیہ کتابوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائیگی - یہاں هم سنسکرت کے بعض ادبی جواهرریزوں کا ذکر کرتے هیں -

کراتارجن — اس کا مصنف بھاروی ساتویں صدی میں هوا تھا - اس کا تعلق مہابھارت کے واقعات سے هے - یہ مثنوی صرف ادبی خوبیوں کے اعتبار سے نہیں' سیاسیات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ درجہ کی هے - لطافت معنوی اس کا خاص وصف هے - اس کے آخری حصہ میں شاعر نے صنعت الفاظ کے نادر نمونے پیش کئے هیں - ایک شلوک میں تو "न" کے سوا اور کوئی حرف هی نہیں آنے پایا - صرف آخر میں ایک त هے (۱) -

امروشتک بھی ایک لاثانی شاعرانہ تصنیف هے - اس کے متعلق مشہور عالم ڈاکٹر میکڈانل نے لکھا هے کہ مصنف عشاق کی خوشی اور رنج' فراق اور وصال کے جذبات لکھنے میں یدطولی رکھتا هے -

بھٹی کاویہ — اسی بھٹی نے جو ولبھی راجہ دھرسین کا وظیفہ خوار تھا' ادبیات کے پیرایہ میں صرف و نحو کے

न नोननुन्नो नुन्नोनो नाना नानानना ननु ।
नुन्नोऽनुन्नो ननुन्नेनो नानेनानुन्ननुन्ननुत् ॥

(۱) کراتارجن - سرگ ۱۵ - شلوک ۱۴

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ھے - اس کے ساتھہ
ھی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ھے -

شوپال بدھہ — اس میں کرشن کے ھاتھوں شوپال کے
مارے جانے کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا مصنف ماگھہ
ساتویں صدی کے دوسرے نصف میں ھوا - اس نظم میں
حسن بیان کے ساتھہ تشبیہات ' لطافت معنوی اور محاسن
شاعری کا نادر نمونہ ھے - اس کی شاعری کے متعلق
مشہور ھے —

"کالی داس تشبیہات کا بادشاہ ھے ' بھاروی لطافت
معنوی میں یکتا ' دنڈی محاسن شاعری میں فرد '
لیکن ماگھہ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ھے" -

نلوادے — اس میں نل دمینتی کا قصہ نظم کیا گیا ھے -
اس کا طرز بیان اور تنوع بحر خاص طور پر قابل ذکر ھے -
قافیوں کی بندش اس کی ایک خاص خوبی ھے - قافئے
صرف آخر میں نہیں ' وسط میں التزاماً لائے گئے ھیں -
یہ کتاب سنسکرت ادب میں ایک معجزہ ھے -

راگھو پانڈوی — اس کے مصنف کا نام کوی راج (سن ۸۰۰ع) -
اس کتاب میں راماین اور مہابھارت کے واقعات ساتھہ ساتھہ
نظم کئے گئے ھیں - ھر ایک شلوک کے دو معنی ھوتے ھیں -
ایک راماین کی کتھا کا مظہر ھے ' دوسرا مہابھارت کی
کتھا کا - اس طرز کے اور بھی کاویہ موجود ھیں -

پارشوابھیودے — یہ کتاب جین آچارج جن سین نے دکھن کے راشترکوت راجہ اموگھہ برش (نویں صدی) کے زمانہ میں لکھی - اس کی خوبی یہہ ہے کہ پارس ناتھہ کے حالات کے ساتھہ کہیں آخری بند ، کہیں پہلا اور چوتھا بند ، کہیں پہلا اور تیسرا بند ، اور کہیں دوسرا اور تیسرا بند میگھدوت سے لیا ہے - اس طرح اپنی ضخیم نظم میں اس نے تمام و کامل میگھدوت کو شامل کر دیا ہے اور اپنے قصہ کی روانی میں کہیں رکاوٹ نہ پیدا ہونے دی - اس کتاب سے میگھدوت کا صحیح متن معلوم ہو جاتا ہے -

یوں تو سنسکرت کا تمام و کمال حصہ نظم موسیقیت سے پڑھے اور اُسے (Lyric poetry) کہہ سکتے ہیں ، لیکن جے دیو کی تصنیف گیت گووند جو بارھویں صدی میں لکھی گئی اس اعتبار سے اپنا نظیر نہیں رکھتی - شاعر نے مشکل بحروں میں حسن بندش کا کمال دکھایا ہے - اپنی عدیم المثال قدرت کلام سے اُس نے صنائع لفظی اور قافیہ کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا ہے کہ ساری نظم بے انتہا شیریں اور پرتاثیر ہے - اُسے مختلف راگوں میں لوگ گا سکتے ہیں - اس تصنیف نے بڑے بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا ہے - اور کئی نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتہا مان لی ہے -

ان کے علاوہ اور بھی کتنی ہی رزمیہ نظمیں ہمارے زمانہ زیر بحث میں لکھی گئیں جن میں سے بعضوں کے

نام درج نہیں ھیں - مشہور شاعر چھیمیندر نے د رامائن ملنجری ' د بھارت ملنجری ' اور د دس اوتار چرت ' د سمے ماترکا ' د جاتک مالا ' د کوی کنٹھه آبھرن ' د چترہرگ سنگرہ ' وغیرہ چھوٹی بڑی کئی کتابیں تصنیف کیں - کمارداس کا د جانکی ھرن ' ھردت کا د راگھو نیشدھی ' منکھه کا د شری کنٹھه چرت ' ھرش کا د نیشدھه چرت ' وستوپال کا د نر نارائن آنند کاویه ' راجانک جے رتھه کا د ھر چرت چنتامن ' راجانک رتناکر کا د ھر بجے مہاکاویه ' دامودر کا د کٹنی نیمت ' باگ بھٹ کا د نیمی نروان ' دھننجے کا د دوی سندھان مہاکاویه ' سندھیاکر نندی کا د رام چرت ' ولھن کا د وکرمانک دیو چرت ' پدم گپت کا د نو ساھسانک چرت ' ھیم چندر کا د دویا شرے مہا کاویه ' جہانک کا د پرتھی راج بجے ' سوم دیو کی د کیرتی کومدی ' اور کلھن کی د راج ترنگنی ' صدھا رزمیه نظمیں ھیں - ان میں سے پچھلی سات تاریخیں ھیں -

مجموعۂ لطائف و ظرائف

ھمارے زمانه میں لطائف و ظرائف کے کئی اچھے مجموعه ھو چکے تھے - امت گتی (۹۹۳ ع) کے د سوبھاشت رتن سندوہ ' اور بلبھه دیو (گیارھویں صدی) (۱) کے د سوبھا

---

(۱) کئي علما اسے چودھویں صدي کي تصنیف مانتے ھیں مگر یهه صحیح نہیں - سروانند نے جو ۱۰۸۱ شک سمبت (۱۱۵۹ع) میں ھوا تھا امر کوش کي "ٹیکا سروسو" نام کي تشریح میں "سوبھاشتاولي" کے اجزا نقل کئے ھیں -

شتاولی ' کے علاوہ ایک بودھ عالم کا مجموعہ بھی ملتا ہے جو مشہور ماہر سلف ڈاکٹر تامس نے ' کویندر بچن سمچے ' کے نام سے شائع کیا ہے - اس کتاب کی بارھویں صدی کی لکھی ہوئی ایک نقل ملی ہے - مگر کتاب یا مصنف کا نام ابھی تک تحقیق نہیں ہو سکا -

تصانیف نثر

ادب میں کتھاؤں اور قصوں کا بھی خاص درجہ ہے - ہمارے زمانے میں اس صنف کو بھی ادیبوں اور مصنفوں نے نظرانداز نہیں کیا - چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے - بودھوں اور جینیوں کے مذہبی تصانیف جس وقت لکھی گئیں ' اس زمانہ میں اس صنف ادب نے بہت ترقی کر لی تھی - سنہ ۶۰۰ع سے قبل کتنی ہی کتھائیں بن چکی تھیں جو مہابھارت اور پورانوں میں شامل کر دی گئی ہیں - مشہور زمانہ ' پنچ تنتر ' بھی تیار ہو چکا تھا - اس کے ترتیب کا زمانہ ابھی تحقیق نہیں کیا جا سکا - ہاں سنہ ۵۷۰ عیسوی میں اس کا پہلوی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا - یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بھی اس کے تراجم ہو گئے - اس کے سوا ہمارے زمانہ کے بہت پہلے ' برہت کتھا ' بھی موجود تھی جسے " گناڈھہ " نام کے ایک عالم نے پشاچی زبان میں لکھا تھا - دنڈی ' سوبندھو اور بان وغیرہ شعرا نے بھی تحقیق کی ہے -

چھیمیندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں "برھت کتھا منجری" کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - پنڈت سوم دیو نے بھی "کتھا سرت ساگر" کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا - اس کا تیسرا ترجمہ بھی "برھت کتھا شلوک سنگرہ" کے نام سے دستیاب ہوا ہے - اس کے علاوہ بیتال "پچیسی" "سنگھاسن بتیسی" اور "شوک بہتری" وغیرہ قصص کے مجموعے بھی ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہونچ گئیں اور وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتنے ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ جھلکتا ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں کے علاوہ کئی نثر کے ناول یا "آکھیائیکائیں" بھی لکھی گئیں - اگر چہ یہہ سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہیں پر ان کا طرز بیان شاعرانہ ہے - صنائع و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات ہیں - پیچیدہ ترکیبوں اور صنعتوں کے باعث جا بجا ان کی زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - دنڈی کوی کی تصنیف "دش کمار چرت" سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و رواج، عام تہذیب، راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام برتاوات کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سوبندھو کا بنایا ہوا "واسودتا" بھی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف ہے - لیکن صنعتوں کی اس میں اس قدر بھرمار ہو گئی ہے کہ اس کو سمجھنا لوہے کے چنے چبانا ہے - کہیں کہیں تو ایک ہی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی نکلتے ہیں - اس سے شاعر کے تبحر کا پتہ بھلے ہی ملتا ہو ' پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت ہی ادق ہے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجھنے میں دقت معلوم ہوتی ہے - بان کے "ہرش چرت" اور "کادمبری" بھی سنسکرت ادب کی مایۂ ناز تصانیف میں ہیں - "ہرش چرت" ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب ہے - اس سے ہرش کے زمانہ کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اس کی زبان نہایت مشکل اور بمشکل سے پڑھے - اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑا ہے - جذبات اور زبان ہردو لحاظ سے کادمبری بہترین تصنیف ہے - اِس کی زبان مشکل نہیں ہے اور لطافت بھی پہلی کتاب سے زیادہ ہے - اس کو پورا کرنے کے قبل ہی بان کا انتقال ہو گیا - اس کا حصہ ثانی اس کے بیٹے پلن بھٹ نے لکھکر کتاب پوری کر دی - ان دونوں بزرگوں نے سنسکرت نثر لکھنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کردی ہیں کہ اور کسی مصنف کے ہاں نہیں ملتیں - اس سے علما میں یہہ ضرب المثل ہو گیا ہے کہ ساری دنیا کے ادیب بان کے آتھی خوار ہیں سوڈھل کی "اُدے سندری کتھا" اور دھن پال کی "تلک منجری" بھی رنگین نثر کے بیش بہا نمونے ہیں -

چمپو

سنسکرت ادب میں چمپو (نظم و نثر ملی ہوئی) تصانیف کا خاص درجہ ہے - سب سے مشہور "نل چمپو" ہے جس سے تری بکرم بھٹ نے سنہ ۹۱۵ء کے قریب بنایا تھا - سوم دیو کا "یشس تلک" بھی اس صنف کی یادگار کتاب ہے - راجہ بھوج نے چمپو رامائن لکھنا شروع کیا تھا پر پانچ ہی کانڈ لکھے جا سکے -

ناٹک

ناٹکوں کا رواج ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانینی کے قبل ہی جو عیسیٰ کی چھٹویں صدی میں پیدا ہوا اس کے اصول و قواعد منضبط ہو چکے تھے - پانینی نے شلالی اور کری شاشو کے نٹ سوتروں کا نام بھی دیا ہے - زمانہ ما بعد میں بھرت نے "ناٹیہ شاستر" بھی لکھا - ہمارے زمانہ کے قبل "بھاس" کالی داس اشو گھوش وغیرہ نامور ناٹک نویس ہو گذرے تھے اور ہمارے زمانہ میں بھی کئی اچھے ناٹکوں کی تصنیف ہوئی - مہاراجہ شودرک کا بنایا ہوا "مرچھہ کٹکا" بامحاورہ ناٹک ہے - اس میں روحانی قوت اور سعی کے جذبات بڑی باریکی کے ساتھ دکھائے گئے ہیں - قنوج کے راجہ ہرش وردھن نے جو بہت ہی علم دوست واقع ہوا تھا "رتناولی" اور "پریہ درشکا" نام کے دو ناٹک لکھے - افراد کی تشریح اور واقعات کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ہی ناٹک اونچے

درجه کے هیں - اس کا تیسرا ناٹک "ناگانند" هے جس کی پروفیسر میکڈانل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی هے - اس فن میں کالی داس کا مدمقابل بهو بهوتی بهی زمانه زیر تنقید میں هوا - بهوبهوتی برار کا رهنے والا براهمن تها - اُس کے تین ناٹک "مالتی مادهو" "مهابیر چرت" اور "اُتر رام چرت" موجود هیں - ان میں هر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکهتا هے - "مالتی مادهو" میں "شرنگار رس" (حسن و عشق) "مهابیر چرت" میں "بیر رس" (دلاوری) اور "اُتر رام چرت" میں "کرونا رس" (درد و غم) غالب هے - مگر جذبات درد کے اختیار میں بهوبهوتی کو سبهی شعرا پر تفوق هے - اُس کی بلندی فکر حیرت انگیز هے - اُس کے ناٹکوں میں یہه عیب هے که افراد کی گفتگو بہت طولانی هو گئی هے اور اس لئے وہ کالی داس یا بهاس کے ناٹکوں کی طرح کهیلے جانے کے لئے موزوں نہیں هیں - بهٹ نارائن هے تو اسی زمانے کا شاعر مگر اس کے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا که کس سنه میں پیدا هوا - اس کا "بهنی سنگهار" ناٹک بہت اونچے درجه کا هے - اس میں مها بهارت کی لڑائی کا ذکر هے - چنانچه "ویر رس" اس کی خصوصیت هے - "مدرا راکشس" کا مصنف وشاکهه دت بهی آٹهویں صدی کے قریب هوا - یہه ناٹک اپنے رنگ میں فرد هے - اس میں سیاسیات کا رنگ نمایاں هے - راج شیکهر نے بهی جو قنوج کے راجه مهندر پال اور مهی پال کا وظیفه‌خوار تها کئی اچهے ناٹک لکهے - وہ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

جیّد عالم تھا - اپنے ناٹکوں میں اس نے کئی نئے بحروں کی ایجاد کی ہے - کہاوتوں کا بھی اس نے اکثر موقع بہ موقع استعمال کیا ہے - اس کے ' بال راماین ' اور بال ' مہابھارت کا ' موضوع تو نام سے ہی ظاہر ہے - اس کا تیسرا ناٹک ' ودھہ شال بھلنجکا ' ایک ظرافت آمیز ناٹک ہے - کوی دامودر نے جو سنہ ۸۵۰ عیسوی سے قبل ہوا تھا ' ہنومان ناٹک ' لکھا جسے ناٹک کہنے کے بجائے مثنوی کہہ سکتے ہیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوی نے (سنہ ۱۱۰۰ عیسوی) ' پربودھہ چندرودے ' نام کا ایک بےنظیر ناٹک لکھا - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا ہے - فلسفیانہ اور اخلاقی اعتبار سے اس ناٹک کا ہمسر نہیں - اس میں قناعت ' عفو ' حرص ' طمع ' غصہ ' تکبر ' حسد ' نگاہ باطل وغیرہ افراد ہیں - تاریخی اعتبار سے بھی اس ناٹک کو اہم کہہ سکتے ہیں - ان ناٹکوں کے علاوہ اور بھی درجہ دوم کے بہت سے ناٹک ہیں - مراری کا لکھا ہوا ' انرگھہ راگھو ' بلھن کا لکھا ہوا ' کرن سندری ' (ناٹکا) ' چندیل راجہ پرمردی دیو کے وزیر بتس‌راج کے لکھے ہوئے چھہ روپک (تمثیلات) - ' کراتار جنی ' (ایک ایکمع کا ناٹک) ' کرپور چرت ' (بھانر - مذاقیہ ڈراما) ' رکمنی پرنے ' (ایہامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - ' تریپرداہ ' (تم - شیطانی ڈراما) ' ہاسیہ چوڑامنی ' (ظرافت کا ڈراما) اور ' سمدر متھن ' (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیرہ - چوھان راجہ

وگرہ راج کا لکھا ہوا ‹ ہرکیلی ناٹک › سومیشور کا ‹ للت وگرہ راج › پرمار راجہ دھارا برش کے بھائی پرہلادن دیو کا ‹ پارتھہ پراکرم › وغیرہ اچھے ڈرامے ہیں - ان کے علاوہ اور بھی صدہا ناٹک لکھے گئے ‹ جن کے نام یہاں طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے -

لہجہ صنائع وغیرہ ارائین ا ب

ادب کے دیگر شعبوں نے بھی ہمارے زمانہ میں اچھی ترقی پائی - ادب کے خاص ارکان صنائع ‹ رنگ (رس) اور لہجہ وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - ممت نے ‹ کاویہ پرکاش › لکھا پر وہ اسے پورا نہ کر سکا - اس کا باقی حصہ الکھہ سوامی نے لکھا - گوبردھن آچاریہ کا ‹ دھون آلوک › بھاما کا ‹ النکار شاستر › - راج شیکھر کی ‹ کاویہ میمانسا › ہیم چندر کا ‹ کاویہ انوشاسن › باگ بھٹ کا لکھا ہوا ‹ کاویہ انوشاسن › اور ‹ باگ بھٹ النکار › ادبھٹ کا ‹ کاویہ النکار سنگرہ › رودرٹ کا ‹ کاویہ سنگرہ › بھوج کا ‹ سرسوتی کنٹھہ آبھرن › خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - اس موضوع سے متعلق ہمارے زمانہ میں بھی کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - چھند شاستر (علم عروض) تو وید کا عضو سمجھا جاتا ہے - اس پر بھی متعدد اعلی تصانیف لکھی گئی ہیں › جن میں پینگل اچاریہ کا ‹ پنگل چھند سوتر › سب سے قدیم ہے - ہمارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے دامودر مسر کا بانی

بھوشن ' ھمھچلدر کا ' چھند انوشاسن ' اور چھیمیلدر کی تصنیف ' سوورت تلک ' قابل ذکر ھیں -

ھم اوپر کہہ چکے ھیں کہ ھمارے سیکڑوں کاویہ ' ناٹک ' اویتھاس ' تاریکی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں شروع ھوا تلف ھو گئے - جو اب بھی موجود ھیں ان کا ھم نے صرف نام گنا دیا ھے - ممکن ھے تلاش سے اور بھی اعلیٰ درجہ کی اور تاریخی اھمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے -

ادبیات پر ایک سرسری نظر

سنہ ۶۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر سرسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ھے کہ ادبی زاویہ نگاہ سے وہ زمانہ انتہائی ترقی کے درجہ پر پہونچا ھوا تھا - کاویہ ' صنائع ' چھند شاستر (علم عروض) ' ناٹک ' سبھی اصناف شاھراہ ترقی پر گامزن نظر آتے ھیں - ان ادبی کتب میں محض حسن و عشق کے افسانے نہیں ھیں بلکہ شجاعت ' درد ' وغیرہ دیگر رنگوں کی تکمیل بھی نظر آتی ھے - اخلاق اور تعلیم کے اعتبار سے بھی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند ھے - بھاروی کا ' کراتارجنی ' سہاسہات کے اعتبار سے لاثانی تصنیف ھے - بان کی کادمبری اور ' ھرش چرت ' میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ھے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی - بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش موجود ھے -

شاعری ہندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی - صرف نظم سے متعلق کتابیں ہی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نحو) انک گنت (علم اعداد) بیج گنت (جبر و مقابلہ) اور اُن کے سوالات اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں - اتنا ہی نہیں ' ہم دیکھتے ہیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بھی منظوم تحریر منقوش ہے - اس زمانۂ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر منظوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی -

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اہمیت دی جاتی تھی - وید کے چھہ شعبوں میں ویاکرن ہی اولیٰ اور اول سمجھا جاتا تھا - سنہ ۶۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھہ تکمیل ہو چکی تھی - پانِنی کے ویاکرن پر کاتیاین اور پتنجلی اپنے وارتک اور مہابھاشیہ لکھہ چکے تھے - شرب ورما کا " کاتنتر ویاکرن ' بھی جو مبتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا - اس پر سات تفسیریں مل چکی ہیں - ہم دیکھتے ہیں کہ عرصۂ دراز تک ویاکرن ہندوؤں کے مطالعہ کا ایک خاص مضمون بنا رہا - پنڈت ہونے کے لئے ویاکرن میں ماہر ہونا لازمی تھا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی گئیں - سب سے پہلے پنڈت

جیادتیه اور بامن نے سنه ۶۶۲ ع کے قریب پانڈی کے ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام "کاشکا برتی" رکھا - یهه بہت مفید تصنیف هے - بھرت هری نے بھاشا شاستر (علم‌اللسان) کے نقطه نگاہ سے ویاکرن پر "واکیه پردیپ" نام کی ضخیم کتاب لکھی اور "مہابھاشیه دیپکا" اور مہابھاشیه ترپدي" نام کے خطبے بھي تیار کئے - اس زمانه تک "أنادي سوتر" بھی بن چکے تھے جس کی تفسیر سنه ۱۲۵۰ ع میں اجل‌دت نے لکھي - پانڈی کے ویاکرن سے متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھي لکھی گئیں - چندر گومن نے سنه ۶۰۰ ع کے قریب "چاندر ویاکرن" لکھا - اس میں اس نے پانڈی کے سوتروں اور مہابھاشیه سے بھی مدد لی هے - اسی طرح جین "شاکتائن" نے نویں صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی - مشہور جین عالم هیم چندر نے اپنے زمانه کے راجه سدهه راج کی یادگار قائم رکھنے کے لئے شاکتائن کے ویاکرن سے هي زیادہ مبسوط "سدهه هیم" نام کا ویاکرن لکھا - جین هونے کے باعث اُسی نے وید کي زبان سے متعلق قواعد کا مطلق ذکر نہیں کیا - اِن کے سوا ویاکرن سے متعلق صدها چھوتی چھوتي کتابیں مرتب هوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یهه هیں: وردهه مان کي لکھی هوئی "گن رتن مهو ددهي" بھاسروگیه کی لکھی "گن کارکا" بامن کی لکھی هوئی "لنگانوشاسن" هیم چندر کی لکھی هوئی "أنادی سوتر برتی" دھاتو پاتھه "دھاتو پارائن" "دھاتو مالا" اور "شبد انوشاسن" وغیرہ -

لغت

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ سنسکرت کے نشو کا رجحان اصلاح زبان کی طرف نہیں ، بلکہ ذخیرہ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی جانب تھا - اس زمانہ میں اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑھ گیا تھا - اس لئے لغت کی ضرورت محسوس ہوئی اور کئی لغت بنے - اس میں بعض ایسے ہیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دئے گئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح کی گئی ہے - کئی لغتوں میں تذکیر و تانیث سے مخصوص بحث کی گئی ہے - امر سنگھ کا مرتب کیا ہو امر کوش جو منظوم لغت ہے نہایت مشہور تصنیف ہے اور ہمارے زمانہ کے آغاز کے قریب مرتب کیا گیا ہے - یہ ' کوش ' اتنا مقبول ہوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسیریں شائع ہوئیں ' جن میں سے اب چند ہی تفسیروں کا کچھ نشان ملتا ہے - بہت چھیر سوامی کی تفسیر جو تقریباً سنہ ۱۰۵۰ ع میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور ہے - پرسوتم دیو نے ' ترکانڈ شیش ' کے نام سے امر کوش کا ایک تتمہ لکھا - یہ بہت ہی مفید مطلب مجموعہ ہے کیونکہ اس میں بودھ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دئے گئے ہیں - اسی مصنف نے ' ہاراولی ' نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب غامض الفاظ شامل کئے گئے ہیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ ع کے قریب سمجھنا چاھئے - شاشوت کا لکھا ہوا "انیکارتھہ سمچے" بھی نہایت کارآمد تصنیف ھے - ھلایدھہ نے سنہ ۹۵۰ ع کے قریب "ابھی دھان رتن مالک" نام کی لغت لکھی - اُس میں کل ۹۰۰ شلوک ھیں - دکھنی عالم یادو بھت کا "بوجیونتی کوش" بھی اچھی کتاب ھے - اس میں الفاظ' حروف کی تعداد اور جنس کے ساتھہ ساتھہ ردیف وار لکھے گئے ھیں - ان لغات کے علاوہ دھننجے کی "نام مالا" مشہور کی "بشو پرکاش" اور منکھہ کوي کی "انیکارتھہ کوش" وغیرہ مجموعے بھی تیار ہوئے - ھیم چندر کا "ابھی دھان چنتا منی" معرکۃالارا تصنیف ھے جو اُسی کے بیان کے مطابق اس کے ویاکرن کا تکملہ ھے - پھر اس نے اس کا ایک اور تکملہ مرتب کیا جس میں علم نباتات سے متعلق الفاظ کی تشریح کی گئی ھے - اِس کا نام "نگھنت کوش" ھے - اس نے انیکارتھہ سنگرہ بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ع کے قریب کیشو سوامی نے نانارتھہ سنکلپ نام کی ایک لغت مرتب کی -

فلسفہ

ھمارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقي کی انتہا تک پہونچا ہوا تھا - اس کے قبل ھندوستان میں فلسفہ کے چھہ مشہور شعبے تکمیل پا چکے تھے - نیائے "ویشیشک"

سانکھیہ ' یوگ ' پورب میمانسا اور اتر میمانسا (ویدانت) - پانڈی نے نیائے سے ' نیائک ' کا استخراج کیا ہے - سبھی شعبے منتہائے عروج پر تھے - ان کے - علاوہ بودھ اور جین فلسفہ نے بھی خوب فروغ حاصل کیا تھا - قوم کی خوشحالی ' ملک میں امن اور اطمینان اور رعایا میں معاش کی جانب سے بےفکری کا قدرتی نتیجہ تھا کہ فلسفہ کو فروغ ہو - سنہ ۲۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام شعبوں کی خاص خاص تصانیف (سوتر گرنتھ) مرتب ہو چکی تھیں اور ان پر عالمانہ و محققانہ تفسیریں بھی لکھی جا چکی تھیں -

نیائے درشن

نیائے فلسفہ کے اس شعبے کو کہتے ہیں جس میں کسی شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کی صورتیں قائم کی گئی ہیں - اس درشن کے مطابق ان سولہ اسباب (پدارتھوں) کے حقیقی علم پر نجات مبنی ہے -

دلیل ' وہم ' علت ' وہ شے جو ثابت کی جائے ' تمثیل ' حقیقت ' بحث ' حجت ' تحقیق ' مقدمہ ' مناظرہ ' اعتراض ' دلیل فاسد ' انحراف ' تذلیل ' تردید -

دلیل کے چار اقسام ہیں - بدیہہ (پرتیہکش) ' قیاس (انومان) ' تقابل (اُپما) ' اور شہادت (شبد) -

بدیہہ کی دلیل بزرگوں کے اقوال ہیں - معنوی امور کی دلیل وید ہیں - وید منجانب خدا ہیں - اس لئے

اُن کے مقولات ھمیشہ مستند اور صادق ھیں - پرمیّے (وہ اشیاء جو ثابت کي جائیں) بارہ ھیں -

(۱) آتما (روح)

(۲) شریر (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسہ و قواء ذھنیہ -

(۴) ارتھہ (وہ اشیاء جن سے خواھشات کي تکمیل ھو)

(۵) بدھی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پربرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی جانب مائل کرتے ھیں -

(۹) پنر جنم (تناسخ)

(۱۰) پھل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکھہ

(۱۲) اپ ورگ یا موکش (نجات)

اِچھا (ارادہ) دویش (منافرت) ، پریتن (سعی) ، سکھہ ، دکھہ اور علم حقیقی ، آتما کے ارکان ھیں - آتما ھی فعلوں کا محرک اور اشیاء کا طالب ھے - دنیا کا خالق آتما ھی ایشور (پرم آتما) ھے - آتما ھی کی طرح

ایشور میں بھی اعداد، مقدار، تشخیص، اتصال، انفصال،
ادراک، ارادہ، علم وغیرہ صفات ہیں مگر مستمر صورت میں -
پہلے جنم کے فعلوں کے مطابق ہمارا جسم پیدا ہوتا ہے -
عناصر خمسہ حواس کی تخلیق ہوتی ہے اور ذرات کے اجتماع
سے تکوین -

نیائے درشن کے اس مجمل ذکر سے واضح ہوگا کہ ہندو
نیائے شاستر محض منطق نہیں ہے بلکہ پرمیوں (وہ اشیاء
جو ثابت کی جائیں) سے بحث کرنے والا فلسفہ ہے -
مغربی منطق یا Logic سے اسے کوئی نسبت نہیں -

نیائے شاستر کا مصنف گوتم تھا - اس کے نیائے سوتروں
کی شرح باتسائن نے کی - اور اس شرح کی تفسیر ساتویں
صدی کے آغاز میں اُدوتکر نے لکھی - یہہ تفسیر نیائے شاستر
کے علما میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - واسودتا کے
مصنف سوبندھو نے مل ناگ، نیائے استھتی، دھرم کیرتی
اور اُدوتکر ان چاروں مفسروں کا ذکر کیا ہے - قیاساً یہہ
سبھی ساتویں صدی کے آغاز میں ہوئے ہوں گے - اُدوتکر
کی تفسیر واچسپتی مسر نے لکھی، اور اس تفسیر کی
تفسیر مزید اُدینا چارج نے تاتپریہ پری شدھی نام سے لکھی -
سنہ ۹۸۴ عیسوی کے قریب ایک دوسرے اُدین نے اپنی
مشہور کتاب ,کسمانجلی، لکھی - اس میں اس نے
نیائے شاستر کے اُصولوں سے ایشور کا وجود ثابت کیا ہے -
دنیا میں مسئلہ توحید پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں

اُن میں اس کا بھی شمار ہے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت‌انگیز ہے - اِس میں اُس نے میمانسا کے منافقانہ اصولوں اور ویدانتیوں ' سانکھیوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود رهنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ہے - اُس نے بودھہ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب " بودھہ دھکار ' لکھی- یہہ سب کتابیں قدیم نیاے شاستر سے تعلق رکھتی ھیں -

سنہ ۴۰۰ع سے نیاے شاستر کے معتقدوں میں جین اور بودھہ علما نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا - ان کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آتھویں صدی کے قریب ہوئی - اسے زمانہ متوسط کا نیاے کہتے ھیں - بودھہ منطقی دنگناگ نے اس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالند میں رهنےوالے دھرم‌پال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں " نیاے بندو ' نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموتر نے سنہ ۸۰۰ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - جین عالم هیم‌چندر نے سوتروں کے طرز میں پرمان میمانسا لکھی - متوسطین کی زیادہ‌تر کتابیں اب لاپتہ ھیں - ہاں تبت میں بودھہ نیاے سے متعلق کئی سنسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ھیں جن کی اصلیں حوادث روزگار کی نذر ہو گئیں -

نئے منطقی دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ہوا- بنگال کے نودیپ میں گنگیش نے " تتو چنتامن ' لکھہ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثه هے - زمانه مابعد میں ندیا میں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نه اس میں تحقیق کی روح رهی نه حق کی جستجو - محض لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال میں اُس کا رواج هے -

ویشیشک درشن

ویشیشک اس فلسفه کا نام هے جس میں مجردات اور عناصر کی تحقیق هو - مهرشی کناد اس کے بانی هیں - اس درشن اور نیاے درشن میں بہت کچھ مماثلت هے - دونوں ایک هی فلسفه کی دو شاخیں هیں اور اُصول میں نیاے کہنے سے دونوں هی مراد هوتے هیں - کیونکه گوتم کے نیاے میں استدلال کا رنگ غالب هے ' اور ویشیشک میں مجردات کا - ایشور ' روح ' دنیا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایک هیں - نیاے میں بالخصوص طرز استدلال اور دلیل کی تحقیق کی گئی هے ' لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھ کر درویوں کا انکشاف کیا گیا هے - درویه (مفردات) نو هیں - زمین ' پانی ' روشنی ' هوا ' فضا ' زمانه ' جہت ' روح ' پرم‌آتما اور من - اس میں اول چار لطیف حالت میں قدیم اور کثیف حالت میں حادث هیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود هیں - من قدیم هے مگر لا محدود نہیں - انہیں خصوصیات کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبه کا نام ویشیشک پڑا - کیونکه وشیش کے معنی خاص هیں - اس فلسفه کے مطابق پدارتھه صرف چھه هیں - درویه (مجردات) ' گن (صفت) ' کرم (حرکت) ' کلیت ' جنسیت اور اتحاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں ساتواں پدارتھہ بھی مان لیا اور وہ " نیستی " ھے - گن چوبیس ھیں - رنگ ' مزہ ' بو ' احساس ' تعداد مقدار ' تجرد ' وصل ' فصل ' تقدم ' تاخر ' ثقل ' رقت ' التزام ' سماع ' تکلیف ' راحت وغیرہ - حرکت پانچ قسم کی ھے دوری ' قبض ' انبساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بیاں نہیں - مادہ قدیم اور لاثانی ھے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ھیں اور دنیا کی تکوین ھوتی ھے - جب وہ وقت آجاتا ھے کہ روح اپنے فعلوں کے قدیم نتائج بھوگے تو ایشور انہیں حالات کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ھے - اسی ارادہ یا تحریک سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ھوتا ھے اور وہ باھم متحد ھو کر تخلیق میں سرگرم کار ھو جاتے ھیں - جین درشن سے بہہ اصول بہت کچھہ ملتے جلتے ھیں - مگر ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ھے - پرشست پاد کا " پدارتھہ دھرم سنگرہ " غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ھے - سری دھر نے سنہ ۹۹۱ ع میں " پدارتھہ دھرم سنگرہ " کی ایک نہایت عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک اور نیائے دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ھوتے گئے -

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئی ھے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ھی دنیا کی

علت ہے ' - اور ستو ' رج اور تم (سرور ' خواهش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلیق ہوئی ہے - آتما ہی پرش ہے - وہ عمل سے خالی' شاہد ' اور فطرت سے جدا ہے - سانکھیہ کے مطابق پرماتما یا ایشور کا وجود نہیں ہے - اس فرقہ کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل ہیں - ' پرش (آتما) ' پرکرتی (مادہ) ' مہاتتو (عقل) ' اهنکار (انانیت) ' گیارہ حواس (حواس خمسہ اور ان کے اعضا اور دل) ' پانچ صفات اور پانچ عناصر اولی -

سانکھیہ درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم ہے - بدھ کے زمانہ میں اس کا بہت زور تھا - سانکھیہ درشن میں چونکہ مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھ نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا - واچسپتی مصر نے ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' پر ' سانکھیہ تتو کومدی ' نام سے ایک مستند تفسیر لکھی - اس فرقہ کی کتابیں کم ملتی ہیں اور جو ملتی بھی ہیں وہ ہمارے دور کی نہیں - یہہ امر یقینی ہے کہ اس خیال کے مقلد گیارھویں صدی میں بڑی کثرت سے تھے - عرب کے عالم سیاح البیرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا ہے - ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' اُس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی جیسا کہ البیرونی کے ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے اس موضوع پر پیش کئے ہیں - اُپنشدوں میں جس سانکھیہ کا

ذکر آیا ہے اس سے تو وہ موحد معلوم ہوتا ہے پر ایشور کرشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے منکر ثابت کیا ہے -

یوگ

یوگ وہ درشن ہے جس میں خیال کو یکسو کرکے ایشور میں مستغرق ہو جانے کے طریقے بتلائے گئے ہیں - یوگ درشن میں آتما (روح) اور جگت (موجودات) کے متعلق سانکھیہ درشن کے خیالات ہی کی تائید کی گئی ہے لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس عناصر مانے گئے ہیں - چھبیسواں عنصر تکلیف اور فعلوں کے اثر سے پاک ، ایشور ہے - اس میں یوگ کے مقاصد ، ارکان اور ایشور کے وصال کے ذرائع پر غور کیا گیا ہے - یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ مفردات کا شکار ہوتا ہے : جہالت ، انانیت ، خواہش ، کینہ ، اور الفت - ہر ایک آدمی کو اپنے فعلوں کے زیر اثر دوسرا جنم لینا پڑتا ہے - ان مضرات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر کو یوگ کہتے ہیں - یوگ کی عملیات کی مشق کرتے کرتے بتدریج انسان کامل ہو جاتا ہے اور بالآخر نجات حاصل کر لیتا ہے - ایشور ازلی ، مختار ، لاشریک ، لاثانی اور قید زمان سے آزاد ہے - دنیا دارالمحن ہے اس لئے قابل ترک - یوگ کے آٹھ ارکان یہ ہیں - تزکیہ اخلاق ، ضبط ، طرز نشست ، حبس دم ؛ تزکیہ نفس ، یقین ، محویت اور استغراق -

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آٹھوں ارکان میں مزاولت لازمی اور لابدی ہے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وھی خیال ہے جو سانکھیہ کا ہے - اس سے سانکھیہ کو گیان یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے ہیں -

اس درشن کا ہندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے ہی اس کے مقلد ہو گئے - یوگ سوتروں کی " ویاس بھاشیہ " کی تفسیر واچسپتی مصر نے لکھی - وگیان بھکشو کا " یوگ سار سنگرہ " بھی ایک مستند تصنیف ہے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تفسیر لکھی - عقب میں یوگ شاستر میں تنتر کی آمیزش ہو گئی اور جسم کے اندر کئی چکر بنا ڈالے گئے - ہٹھہ یوگ ' راج یوگ ' لے یوگ ' وغیرہ موضوعات پر بھی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب میمانسا

بعض علما کا عقیدہ ہے کہ پہلے میمانسا کا نام نیائے تھا - ویدک اقوال کے باہمی مناسبت اور توازن کے لئے جیمنی نے پورب میمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نیائے کے نام سے مشہور تھے - " آپستمب دھرم سوتر " کے نیائے سے پورب میمانسا ہی مقصود ہے - مادھو اچاریہ نے پورب میمانسا سے متعلق " سار سنگرہ " نامی کتاب لکھی جو " نیائے مالا وستار " نام سے مشہور ہے - اسی طرح

واچسپتی نے "نیائے کنی کا" نام سے میمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

میمانسا شاستر عمل کا مؤید ہے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ہے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق منتروں میں جن رسوم، قربانیوں، یگیوں کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل کی گئی ہے - یہہ یگیوں اور قربانیوں کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے - اس لئے میمانسا کے مقلد ہر ایک انسانی یا وحدانی قول کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ہیں - میمانسا میں آتما، برہم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ہے - یہہ صرف وید کی ازلیت ثابت کرتا ہے - اس کے مطابق وید منتر ہی دیوتا ہیں - اس کا قول ہے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ہی کئے جاتے ہیں - نتیجہ عمل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - میمانسا والے "شبد" یا آواز کو قدیم مانتے ہیں، نیائے والے حادث، سانکھیہ اور میمانسا دونوں ہی وجود خدا سے منکر ہیں - وید کا مستند ہونا دونوں تسلیم کرتے ہیں - فرق صرف یہی ہے کہ سانکھیہ والے ہر ایک کلپ (کلپ کئی ہزار سالوں کا ہوتا ہے) میں وید کی تجدید کے قائل ہیں - اور میمانسا والے اُسے قدیم کہتے ہیں -

جیمنی کے سوتروں (میمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ہے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکھی گئی - کچھہ زمانہ کے بعد میمانسا کے دو حصے ہو گئے -
اُن میں ایک کا بانی کمارل بھٹ ساتویں صدی میں ہوا - اس نے
میمانسا پر ' تانتر وارتک ' اور ' شلوک وارتک ' دو کتابیں تصنیف
کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے منکر بودھوں پر
اعتراضات کئے - مادھو اچاریہ نے اس موضوع پر ' جیمنیہ
نیائے مالا وستار ' نام سے ایک معرکۃالارا کتاب لکھی -
اس فلسفہ کا نام پورب میمانسا اس لئے پڑا کہ ' کرم کانڈ '
(شریعت) اور ' گیان کانڈ ' (معرفت) میں سے سابق کی
اس میں تفصیل کی گئی ہے - اس لئے نہیں کہ یہ ' اُتر میمانسا '
یعنی ویدانت سے پہلے بنا -

اُتر میمانسا

اُتر میمانسا یا ویدانت کی ہمارے دور میں سب سے
زیادہ اشاعت ہوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیگر حلقوں
کی تصانیف کی طرح بہت پہلے بن چکے تھے - اس کی
سب سے قدیم تفسیر جو بھاگری نے لکھی اب موجود نہیں -
دوسری تفسیر جو شنکراچاریہ نے لکھی وہ موجود ہے -

شنکراچاریہ اور ان کا ادویت واد (توحید)

شنکراچاریہ نے اس دور میں مذہبی اور علمی انقلاب
پیدا کر دیا - مذہبی انقلاب کا مختصر ذکر ہم اوپر
کر چکے ہیں - انہوں نے ویدانت میں " ادویت واد "
یعنی آتما اور پرماتما یا خدا اور ماسوا میں دوئی کا نہ
ہونا اتنے محققانہ اور مجتہدانہ انداز سے ثابت کیا کہ

لوگ دنگ رہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس "مایا باد" کا ارتقا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شنکراچاریہ کے گرو گووند اچاریہ کے گرو گوڑ پاد کی کاریکاؤں میں مایا کا کچھہ ذکر آتا ہے جسے سنکراچاریہ نے بہت اہمیت دے کر اسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود "ادویت واد" کے بانی تھے - انہوں نے اپنی زبردست تبحر سے 'ویدانت سوتر' گیتا اور اپنشدوں کا بھاشیہ لکھا جس میں ان تینوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بھاشیہ کو قبول عام حاصل ہو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیلوں کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ہوا - شنکراچاریہ کے دندان‌شکن طرز استدلال' لطافت زبان اور مجتہدانہ شان نے کتنے ہی علما کو ان کا مقلد بنا دیا - ادویت واد کی تلقین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنتھوں کا بھاشیہ ہی نہیں لکھا' بلکہ سارے ہندوستان میں گھوم گھوم کر دوسرے درشنوں کے مقلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکہ جم گیا - شنکراچاریہ کا اصلاح‌کردہ ویدانت ہی آج کل کا ویدانت ہے -

ویدانت کے عقائد کا کچھہ مختصر تذکرہ ضروری ہے - نیائے اور ویشیشک نے ایشور' جیو (روح) اور پرکرتی (فطرت) تینوں کو مان‌کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹھہرایا ہے - سانکھیہ

نے دو هی علتوں کو قدیم اور ازلی مانا - ویدانت نے ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد — همه اوست — کا اصول قائم کیا - برهم هی دنیا کی علت اور معلول دونوں هے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی هیں وه سب خالی اور عارضی هیں - برهم کا وجود روحانی هے - سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوه هے - ساری چیزیں اسی کی مجازی اور ظاهری صورتیں هیں - جیو اور برهم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق ویدانتیوں کا خیال هے که یهه برهم کی فرضی صورت هے - رسی سے جس طرح سانپ کا گمان هوتا هے اسی طرح ازلی اور لطیف برهم میں هم مغالطه آمیز' اور مجازی دنیا کا گمان کر لیتے هیں - یهه عالم نه تو برهم کی حقیقی صورت هے اور نه اس کا فعل یا معلول هی - مایا کے باعث هی برهم مختلف صورتوں میں نظر آتا هے - برهم کے ساتهه مایا کے مل جانے هی سے جیو بنتا هے - گیان سے مایا کا پرده دور هو جاتا هے اور حقیقی ایشور ره جاتا هے - مایا ایک ناقابل بیان شے هے -

اس ادویت واد یا مایا واد پر بودهه دهرم کا بہت زیاده اثر پڑا تھا - اسی لئے بہت سے علما شنکراچاریه کو بودهه ثانی کہتے هیں - اگرچه بودهه دهرم کے زوال کے ساتهه بودهه فلسفه کا بهی انحطاط هو گیا تها پر دنیا کو باطل اور مغالطه آمیز ماننے کے اصول کو شنکراچاریه نے بدستور قائم رکها - برهم اور ویدوں کو ازلی اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت ہندؤں اور بودھوں میں یکساں طور پر مقبول ہوا - یہی سبب ہے کہ اس فرقہ کو اتنی جلد فروغ ہو گیا - شنکراچاریہ کے بھاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بھی کئی عالمانہ تفسیریں لکھیں جن کا ویدانتیوں کے فرقہ میں بہت وقار ہے - اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تھا کہ شنکراچاریہ نے اپنے مذہبی جماعت کی شکل دےکر ہندوستان کے چاروں گوشوں میں متھہ قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے - ان متھوں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت ہوئی - شنکراچاریہ کے پیروؤں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالامال کر دیا -

رمانج اور ان کا وشسٹ ادویت

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت‌واد بہت دنوں تک ویدانت فرقہ کے نام سے چلتا رہا - کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارھویں صدی میں رامانج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی - یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متبائن تھا - اسے ہم وششٹ‌ادویت واد کہہ سکتے ہیں - اس کے مطابق جیو اور جگت (روح اور دنیا) برہم سے جدا ہونے پر بھی جدا نہیں ہیں - اس فرقہ میں اگرچہ برہم جیو اور جگت تینوں اصلاً ایک ہی مانے جاتے ہیں تو بھی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف ہو جاتے ہیں - جیو اور برہم میں وہی تعلق ہے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

هے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی هے اسی طرح جیو بھی برهم هی سے نکلتا هے - برهم واحد هے اور کثور بھی - وہ صرف عامت هے - اس فلسفہ کے دنیاوی اصول سانکھیہ درشن هی کے اصولوں سے ماخوذ هیں - در اصل دویت اور ادویت دونوں کے درمیان یہہ وسطی راستہ هے - اِسے "بھیدا بھیدواد" یا دویت‌آدویت بھی کہتے هیں -

رامانج نے بھی ویدانت سوتروں گیتا اور اپنشدوں کی تاویل دویت‌واد کے نقطہ سے کی اور "شری بھاشیہ" لکھا - انھوں نے بھی شنکراچاریہ کی طرح دکھن میں ایک فرقہ جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا هے - اگرچہ یہہ فرقہ شنکراچاریہ کے فرقہ کی طرح رائج نہ هوا تو بھی اُس کی کافی اشاعت هوئی -

مادھواچاریہ اور ان کا دویت‌واد

رامانج کے زمانہ میں هی مادھواچاریہ نے بھی دویت واد کی تلقین کرکے مادھو فرقہ قائم کیا - انھوں نے بھی سات پرانے اُپانشدوں، بھگوت گیتا، بھاگوت پران، اور ویدانت سوتروں پر دویت نقطۂ نگاہ سے بھاشیہ اور کئی مستقل کتابیں لکھیں - انھوں نے سانکھیہ اور ویدانت کو ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعہ انھوں نے "تتو سنکھیان" نامی کتاب میں کیا هے - انھوں نے ایشور، جیو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا هے - ویدانت فرقہ میں وہ شنکراچاریہ کے مخالف تھے - اس فرقہ میں بھی علمی صورت کے مقابلہ میں مذهبی صورت هی زیادہ اختیار کی -

اِس طرح ہمارے دور میں ویدانت فرقہ نے بہت زیادہ ترقی کی - مختلف علما نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کی تاویلیں کر کے کئی فرقے قائم کر دئیے - اگرچہ ان میں سے بعض فرقے اب بھی زندہ ہیں مگر شنکراچاریہ کا ادویت واد سب پر حاوی ہے - اُس کا ایک نتیجہ یہہ بھی ہوا کہ سبھی پرانی کتابیں ایک نئے نقطۂ نظر سے دیکھی جانے لگیں - مایا واد کے اس عقیدہ نے ہندؤوں کے جو پہلے ہی بودھہ دھرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے ہوئے تھے دلوں میں گھر کر لیا جس کا اثر ابھی تک قائم ہے -

چارواک

ان چھہ فلسفیانہ فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بھی کئی فرقے موجود تھے - چارواک کا فرقہ بھی بہت قدیم ہے - اس کے سوتروں کا مصنف برھسپتی زمانہ قدیم میں ہو گزرا تھا - بودھوں نے اس منکر اور مجاز پسند فرقہ کو نیست و نابود کرنے کی بہت کوشش کی - نہیں کہا جا سکتا یہہ فرقہ کب تک منتظم صورت میں قائم رہا - اتنا تحقیق ہے کہ شنکراچاریہ کے زمانہ میں بھی یہہ فرقہ اتنا مطعون نہ ہوا تھا کہ اس سے اغماض کیا جا سکے -

بودھہ فلسفہ

بودھہ دھرم کا زوال شروع ہو گیا تھا لیکن بودھہ فلسفہ بہت عرصہ تک قائم رہا - بودھہ دھرم کے آغاز کے ساتھہ

هی اس کا فلسفه معرض وجود میں نه آیا تها - بودهه علما نے بہت عرصه کے بعد اپنے عقائد کو فلسفه کی صورت میں لانا شروع کیا - بودهه دهرم کے اصولوں کا ذکر هم پہلے کر چکے هیں -

جین درشن

جین فرقه کے علما نے بهی اپنے عقائد کو فلسفه کی هیئت دینے کی کم کوشش نہیں کی - کچهه هی دنوں میں جین فلسفه نے بهی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بهی ذکر هم اوپر کر چکے هیں - پهر بهی یہاں ان کے خاص مذهبی اصول "سیاد باد" کا کچهه مختصر تذکره کرنا ضروری هے -

انسان کا علم غیر یقینی هے - وه کسی شے کی صورت کو یقینی طور پر نہیں جان سکتا - اپنے حواس اور دل کی دوربین هی کے ذریعه وه هر ایک چیز کی صورت قائم کرتا هے جو اس مغالطه سے مبرا نہیں - اس لئے یہه لازمی نہیں که اُن کے مشاهدات همیشه صحیح هوں - اگرچه وه انہیں صحیح سمجهه رها هو - اسی اصول پر جینیوں کے "سیاد باد" کا آغاز هوا هے - وه هر ایک گیان کے سات درجے قائم کرتے هیں - (۱) شاید هو (۲) شاید نه هو (۳) شاید کسی صورت میں هو کسی صورت میں نه هو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظهار نه کیا جا سکے (۵) شاید هو اور لفظوں میں اس کا ذکر نه کیا جا سکتا هو

(۶) شاید نہ ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکے
(۷) شاید کسی صورت میں ہو، کسی صورت میں نہ ہو، پر ناقابل اظہار ہو - غرض ہر ایک قسم امکان یا شبہ کی حالت میں ہی ہم کو معلوم ہوتی ہے -

اُس زمانے کی علمی ترقی پر سرسری نگاہ

اگر ہم ہندوستان کے اِن چھہ سو سالوں کی علمی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو واضح ہوگا کہ سبھی عقائد اپنے اپنے دائرہ میں ترقی کر رہے ہیں - اگر ادویت واد ملتھائے عروج پر ہے تو دویت واد بھی کافی سرسبز ہے - ایک طرف اگر بجائے روح اور ایشور کا چرچا ہے تو دوسری طرف چارواک شیشہ و ساغر کی (۱) تعلیم دے رہا ہے - ادھر نیائے، ویدانت، یوگ توحید کی اشاعت کر رہے تھے، تو دوسری طرف سانکھیہ خدا کے وجود سے منکر ہو رہا تھا - پورب میمانسا والے اگر عمل اور شریعت کی تعلیم دے رہے تھے تو ویدانتی گیان کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے -

مغربی فلسفہ پر ہندوستانی فلسفہ کا اثر

ہندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفہ پر کیا اثر پڑا یہہ ایک وسیع مضمون ہے اور ہمارے دائرہ سے کچھہ خارج بھی ہے - ہمیں تو صرف سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع

---

(۱) यावज्जीवं सुखं जीवेत्, ऋणं कृत्वा घृतं पिबेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ہے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لیکن چونکہ مضمون بہت ہی اہم ہے یہاں اس کا کچھہ تذکرہ کرنا بےموقع نہ ہوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ہے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھہ یکسانیت موجود ہے - زیلوفیلس اور پرمهنیڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھہ مطابقت ہے (۱) - سقراط اور افلاطوں کا بقائے روح کا اصول مشرقی اصول ہے - سانکھیہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضع ہے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ہے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث هندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما هندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تناسخ کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق تھلس ' ایمپی ڈاکلس ' <u>ڈیماکریٹس</u> وغیرہ علما نے الہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ناسٹک (Gnostic) فرقہ پر سانکھیہ کا اثر ظاہر ہے (۴) -

---

(۱) اے اے میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۵۹ -
(۲) ڈانٹر اِن‌فیلڈ - ہسٹری آف فلاسفی جلد ۱ صفحہ ۶۵ -
(۳) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۲ -
(۴) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۳ -

آخر میں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بھی علما کی رایوں کا اقتباس پیش کر کے اس مبحث کو ختم کرینگے -

شلیگل نے لکھا ہے کہ یورپ کا اونچے سے اونچا فلسفہ ہندوستانی فلسفہ کے شمس نصف النہار کے سامنے ایک ٹمٹماتے ہوئے چراغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (۱) -

سر ڈبلیو ہنٹر نے لکھا ہے کہ ہندوستانی فلسفہ میں علم اور عمل ' دھرم اور ادھرم ' ذی روح ' غیر ذی روح اور روح ' جبر و اختیار ' روح اور خدا ' وغیرہ مسائل پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے - اس کے علاوہ عالم کی تکوین ' انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور کیا گیا ہے - ارتقا پر حال کے علما کے خیالات کپل کے ارتقا کی تکمیل معلوم ہوتے ہیں (۲) -

شری متی ڈاکٹر ایبسنٹ لکھتی ہیں : ہندوستان کا علم الذہن یورپ کے علم الذہن سے زیادہ مکمل ہے (۳) -

پروفیسر میکس ڈنکر نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا استدلال حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ہے (۴) -

---

(۱) ہسٹری آف لٹریچر -
(۲) ہنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴ -
(۳) ایکچر آن نیشنل یونیورسٹیز ان انڈیا (کلکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ء -
(۴) ہسٹری آف اینٹی کویٹی جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بھی زمانہ قدیم میں ہندوستان نے بہت ترقی کی تھی - ویدوں میں نجوم کے بہت اونچے اصولوں کا ذکر آیا ہے - ایک براہمن میں لکھا ہے کہ فی الواقع آفتاب طلوع یا غروب نہیں ہوتا بلکہ زمین کے گھومنے سے دن رات ہوتے ہیں (۱) - زمانہ قدیم میں یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث سیاروں اور معین اوقات کا علم عوام میں بھی رائج تھا - نجوم کو بھی ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تھا - اسی لئے اس کا مطالعہ عام تھا - عیسوی سے بھی قبل 'بردھہ گرگ سنگھتا' اور جینیوں کی 'سوریہ پرگیپتی' وغیرہ نجوم کی کتابیں تصنیف ہو چکی تھیں - 'آشولاین سوتر' 'پارسکر گرہ سوتر' مہابھارت اور 'مانو دھرم شاستر' میں جوتش کی کتنی ہی باتیں ماخوذ ہیں - عیسوی کے بعد کا سب سے پہلا اور مکمل 'سوریہ سدھانت' تھا جو اب دستیاب نہیں - اس کا پورا حال وراہ مہر نے اپنی 'پنچ سدھانتکا' میں کہا ہے - وہ موجود ہے - حال کا 'سوریہ سدھانت' اس سے جدا اور جدید ہے - وراہ مہر نے (۵۰۵ ع) اپنی 'پنچ سدھانتکا' میں اُن پانچ سدھانتوں پولس' رومک' وسشٹ 'سور' اور پتامہ کا کرن روپ سے (جس میں علم الاعداد ہی

(۱) میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۸۱ -

کے ذریعہ سے جوتش کا حساب ہو سکتا ہے اور عمل قوس کی ضرورت نہیں رہتی) بیان کیا ہے - اور لاٹا چاریہ ' سنگھا چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بھٹ ' پردمن اور بجے نندی کی رایوں کا اقتباس کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ علما اس کے قبل کے ہیں - پر افسوس ہے کہ اب آریہ بھٹ کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ہے - آریہ بھٹ نے جو سنہ ۴۷۶ع میں پیدا ہوا تھا ' آریہ بھٹی ' لکھی - اُس نے سورج اور تاروں کے ثابت ہونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ہونے کا ذکر کیا ہے - اس نے زمین کا محیط ۴۹۶۷ یوجن یا ۲۴۸۳۵ میل بتلایا ہے - اس نے سورج اور چاند کے گرہن کے اسباب کی بھی تحقیق کی ہے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ‌بھٹ بھی ہوا جس نے ' آریہ سدھانت ' لکھا اور جس کا ذکر بھاسکراچاریہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے -

وراہ مہر کے پانچ سدھانتوں میں ' رومک سدھانت ' غالباً یونان سے آیا ہے - ہندوستانی اور یونانی نجوم بہت سی باتوں میں ملتے ہیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۰۰۰ع تک کی ٹکنیاتی تصنیفات

وراہ مہر کے بعد جوتش کے سب سے جید عالم برہم گپت ہوا - اس نے سنہ ۶۲۸ع کے قریب ' براہم اسپھٹ سدھانت ' اور ' کھنڈ کھاد ' لکھے - اس نے زیادہ تر متقدمین

کی تائید کی ہے - اس کا طرز بیان زیادہ جامع اور مدلل ہے - اس نے گیارھویں باب میں آریہ بھٹ کا تبصرہ کیا ہے - اس کے کچھ برسوں کے بعد مشہور عالم لل ہوا جس نے اپنے "لل سدھانت" میں آریہ بھٹ کے دورۂ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر زمین گردش کرتی ہوتی تو درخت پر سے اڑا ہوا پرند اپنے گھونسلے میں پھر نہ جا سکتا - (۱) لیکن لل کو شائد معلوم نہ تھا کہ زمین معہ ماحول کے گردش کرتی ہے - اگر یہہ بات اسے معلوم ہوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بیہودا اعتراض نہ کرتا - لل کے بعد ہمارے دور میں چترویدی پرتھودک سوامی نے سنہ ۹۷۸ع کے قریب برہم گپت براہم سپھٹ سدھانت' کی تفسیر لکھی - سنہ ۱۰۳۸ع کے قریب سری پت نے "سدھانت شیکھر" اور "دھی کوتد" (علم الاعداد)' برن نے برہم گپت کے "کھنڈ کھاد" کی تفسیر اور بھوج دیو نے "راج مرگانک" لکھے - برہم دیو نے گیارھویں صدی کے آخر میں "کرن پرکاش" نام کی کتاب مرتب کی -

ہمارے دور کے آخر میں مشہور جوتشی مہیشور کا فرزند بھاسکراچاریہ ہوا - اس نے "سدھانت شرومنی" "کرن کوتوہل" "کرن کیسری" "گرہ گنت" "گرہ لاگھو"

---

(۱) यदि च भ्रमति क्ष्मा तदा स्वकुलायं कथमाप्नुयुः खगाः ।
इषवोऽभिनभः समुज्झिता निपतंतः स्युरपांपतेर्दिशि ॥
(लल्ल सिद्धान्त)

د گولن بھاسکر ' د سوریہ سدھانت ویاکھیا ' اور د بھاسکر دیکشتی ' لکھے - د سوریہ سدھانت ' کے بعد د سدھانت شرومنی ' مستند کتاب مانی جاتی ھے - اس کے چار حصے لیلاوتی ' بیج گنت ' گرہ گنت ادھیاے اور گولادھیاے ھیں - پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق ھیں اور پچھلے دو جوتش سے متعلق ھیں - بھاسکراچاریہ نے اس کتاب میں زمین کے گول ھونے اور اس میں قوت کشش کے ھونے کے اصولوں کی تشریح نہایت واضح طور پر کی ھے - وہ لکھتا ھے :-

" کسی دائرہ کے محیط کا سوواں حصہ خط مستقیم معلوم ھوتا ھے - ھماری زمین بھی ایک بڑا بھاری کرہ ھے - انسان کو اس کے محیط کا بہت ھی چھوٹا حصہ نظر آتا ھے - اسی لئے وہ چپٹا دکھائی دیتا ھے " (۱) -

" زمین اپنی قوت کشش کے زور سے ھر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچتی ھے - اسی لئے سبھی چیزیں اس پر گرتی ھوئی نظر آتی ھیں " (۲) -

---

(۱) समो यतः स्यात्परिधेः शतांशः पृथ्वी च पृथ्वी नितरां तनीयान् ।
नरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥
(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(۲) आकृष्टशक्तिश्च मही तया यत् स्वस्थं गुरुस्वाभिमुखं स्वशक्त्या ।
आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् क पतत्वियं खे ॥

نیوٹن سے کئی صدیوں پہلے ہی بھاسکراچاریہ نے اصول کشش کا بیان اتنے واضح طور پر کر دیا ہے کہ دیکھہ کر حیرت ہوتی ہے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بھی اس نے بیان کیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دور میں علم نجوم نے کافی ترقی کر لی تھی - البیرونی نے بھی اپنے مشہور سفر نامے میں ہمارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچھہ اصولوں کا ذکر کیا ہے - ڈبلیو ڈبلیو هنٹر کے قول کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے هندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں " سند هند " کے نام سے ترجمہ کیا (۱) - خلیفہ هارون رشید اور المامون نے هندوستانی منجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا (۲) - اهل یونان کی طرح اهل هند بھی عربوں کے استاد تھے - آریہ بھٹ کی کتابوں کے ترجمہ کا نام " ارض بھر " رکھا گیا (۳) - چین میں بھی هندوستانی جوتش کا بہت رواج ہوا - پروفیسر ولسن نے لکھا ہے - " بروج فلکی کی تقسیم ، شمسی اور قمری مہینے ، ستاروں کی رفتار کا تعین ، طریق الشمس ، نظام شمسی ، زمین کا روزانہ اپنے محور پر گردش کرنا ، چاند کی رفتار

---

(۱) هنٹر - انڈین گزیٹیر صفحہ ۲۱۸ -

(۲) مل - هسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -

(۳) ویبر - انڈین لٹریچر صفحہ ۲۵۵ -

اور زمین سے اس کا فاصلہ ' سیاروں کے درجوں کی پیم
اور گرہن کا حساب ' وغیرہ ایسے مسائل ہیں جو غیر مہذب
قوموں میں معدوم ہیں " (۱) -

پھلت جوتش

ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے لوگوں کو پھلت
جوتش پر اعتقاد رہا ہے - پھلت جوتش سے مراد اُن
اثرات سے ہے جو سیاروں کی گردش اور محل وقوع سے
انسان پر پڑتے ہیں - برہمنوں اور دھرم سوتروں میں بھی
کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا ہے - اس علم کی قدیم
تصانیف نایاب ہیں - بہت ممکن کہ وہ تلف ہو گئی ہوں -
" بردھہ گرگ سنگھتا ' میں بھی اس کا کچھہ ذکر آیا ہے -
وراہ مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تین حصوں میں
منقسم ہے - تنتر ' ہورا اور شاکھا - تنتر یا اصولی نجوم
کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے - ہورا اور شاکھا کا تعلق
پھلت جوتش سے ہے - ہورا میں زائچہ وغیرہ سے انسان کی
زندگی کے متعلق مساعد یا نامساعد حالات پر غور کیا
جاتا ہے - شاکھا یا سنگھتا میں پچھل تاروں ' شہاب
ثاقب ' شگون اور ساعت وغیرہ کی تشریح ہوتی ہے - وراہ
مہر کی " برہت سنگھتا ' پھلت جوتش کے لئے مستند ہے -
اس میں مکان بنوانے ' کنوئیں اور تالاب کھدوانے ' باغ لگانے '

---

(۱) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -

مورتی قائم کرنے اور ایسے هی دیگر امور کے لئے متعدد شگون درج هیں - اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت روانگی کے متعلق بهی کئی کتابیں لکهیں - پهلت جوتش هی پر "برهچ جاتک" نام سے اس نے ایک ضخیم کتاب لکهی جو بہت مشہور هے - سیاروں کا محل دیکهه کر انسان کا مستقبل بتلانا هی اس کتاب کا خاص موضوع هے - سنه ۹۰۰ع کے قریب وراہ مهر کے لڑکے پرتهویشا نے پهلت جوتش کے متعلق "هورا کهت پنچاشکا" نام کی ایک کتاب لکهی - دسویں صدی میں بهٹوتپل نے وراہ مهر کی تصانیف پر مبسوط اور جامع تفسیریں لکهیں - سنه ۱۰۳۹ع میں شری پت نے اسی صنف میں "رتن مالا" اور "جاتک پدهتی" نامی کتابیں لکهیں - زمانه مابعد میں بهی اس صنف میں اور کتابیں لکهی گئیں -

علم الاعداد

نجوم کے ارتقا کے ساتهه علم الاعداد کا ارتقا بهی لازمی تها - هم دیکهتے هیں که چهٹویں صدی تک هندوستان علم الاعداد میں انتہائی منزل تک پهونچ چکا تها - اس نے ایسے ایسے دقیق اصولوں کی تحقیق کر لی تهی جن کا مغربی علما کو کئی صدیوں کے بعد علم هوا - مشهور عالم کاجوری نے اپنی "هسٹری آف میتهمیٹکس" میں لکها هے "یهه امر قابل غور هے که هندوستانی علم الاعداد نے همارے موجوده طبیعات میں کس حد تک نفوذ کیا هے - موجوده

الجبرہ اور علم الحساب دونوں کا عمل اور انداز ہندوستانی ہے ' یونانی نہیں - علم الاعداد کے ان مکمل نشانات اور ہندوستانی علم حساب کے ان عملوں پر جو موجودہ عملوں کی ہی طرح مکمل ہیں ' اور ان کے الجبرہ کے قاعدوں پر غور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برہمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں ہیں - بدنصیبی سے ہندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہونچیں ' جو اگر دو تین صدیاں پہلے پہونچی ہوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا -

اسی طرح ڈی مارگن نے لکھا ہے " ہندوستانی علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھ کر ہے - ہندوستانی حساب وہ ہے جس کا ہم آج بھی استعمال کرتے ہیں -

علم الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ہوگا - ہندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھلائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم الاعداد کا ہے - دنیا میں علم حساب ، نجوم ' طبیعات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آتی ہے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد ہے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر ' ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا ہے - یہہ ترتیب اہل ہند نے ہی لگائی اور دنیا کے ہر ایک گوشہ میں

پھیلائی - هندی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم هوگا کہ اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقہ رائج تھا اور وہ نجوم اور طبیعات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم‌الاعداد کا معائنہ کرکے موجودہ اعداد کے هندوستانی ایجاد هونے کے متعلق کچھہ لکھنا بے محل نہ هوگا -

هندوستان کے قدیم کتبوں' وصیت ناموں' سکوں' اور قلمی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم هوتا هے کہ زمانہ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اُس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشانات ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ کے نشانات اور ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انہیں بیس علامتوں سے ۹۹۱۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھہ کروڑ وغیرہ کے لئے بھی اُس زمانہ میں علامتیں مخصوص تھیں یا نہیں یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی هی تھی جیسی اب هے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھہ صفر نہیں بلکہ ایک جدا نشان هی بنایا جاتا تھا - علی هذا ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے الگ الگ نشانات رهتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقہ ایسا تھا کہ پہلے دهائی کی عدد لکھکر اس کے آگے ایکائی کی عدد لکھی جاتی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھکر اس کے آگے ۵ اور ۳۴ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۴ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھکر اُس کے داھنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے ، کبھی وسط میں ، ایک سیدھی لکیر (ترچھی) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھہ ویسی ھی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھہ کر ۴ سے ۹ تک کی عدد ترتیب‌وار ایک چھوٹی سی آڑی لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کی عدد کے آگے دھائی اور ایکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰ ، ۲۰ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰ ، ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دھائی کی عدد نہ ھو تو سیکڑے کے بعد ایکائی کی عدد رکھی جاتی تھی - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کی علامت داھنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھی آڑی (یا نیچے کو مڑی ھوئی) لکیر جوڑی جاتی تھی اور ۳۰۰ کے لئے ویسی ھی لکیریں - علیٰ ھذا ۹۹۹۹۹ لکھنے ھو تو ۹۰۰۰۰ ، ۹۰۰۰ ، ۹۰۰ ، ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

هندوستان میں اعداد کا یہہ تریقہ کب رائج ھوا ، اِس کا پتہ نہیں چلتا ، لیکن اشوک کے سدھاپور ، سہسرام اور روپ ناتھہ کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰ ، ۵۰ ،

اور ۲ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی هیں -

مصر کا قدیم رسم الاعداد جو مصری رسم الخط کی شکل میں هوتا تھا هندوستان کے قدیم رسم الاعداد سے بھی زیادہ پیچیدہ تھا - اُس میں خاص اعداد کے تین نشانات تھے - ۱ - ۱۰ اور ۱۰۰ - انھیں تین عددوں کے بار بار لکھنے سے ۹۹۹ تک کے اعداد بنتے تھے - ایک سے نو تک کہنے کے لئے ایک کو نو بار لکھا جاتا تھا - ۱۱ سے ۱۹ تک کے لئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک کھڑی لکیریں کھینچی جاتی تھیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی علامت دو بار، اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین سے نو بار تک لکھتے تھے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی علامت کو دو بار لکھتے تھے - اُسی طرح ۳۰۰ کے لئے تین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ کے لئے بھی ایک ایک تصویر مخصوص تھی - لاکھہ کے لئے مینڈک اور ۱۰ لاکھہ کے لئے ایک انسان هاتھہ پھیلائے هوے بنایا جاتا تھا - اس سے ظاهر هے کہ یہہ علم الاعداد کی بالکل ابتدائی صورت تھی -

فنیشیا کا رسم العدد بھی مصری رسم العدد سے نکلے هیں اور اُن کی ترتیب بھی اتنی هی پیچیدہ هے - صرف ۱۰ کی علامت کو بار بار لکھنے کی زحمت کو کچھہ کم کرنے کے لئے اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی جس سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

بیس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جاتی تھی -

کچھہ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر ' یا خود اپنی عقل سے اپنے بھدے مصور اعداد کو سہل بنانے کے لئے هندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے لئے نو ' دس سے نوے تک کے لئے نو اور سو سے هزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو هیرےتک کہتے هیں - اس میں بھی مندرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دائیں طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

ڈیماٹک اعداد بھی هیرےتک اعداد سے هی نکلے هیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق هے جو شاید زمانہ کا اثر هو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اهل یونان صرف دس هزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اهل روم ایک هزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتب میں سنہ لکھتے هیں ' دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاهر کرنے کے لئے هوتا هے - اس میں ۱ ' ۵ ' ۱۰ ' ۵۰ ' ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں هیں جن کو رومن اعداد کہتے هیں - آج کل هر ایک تعلیمیافتہ شخص رومن اعداد سے واقف هے اس لئے اس کے متعلق کچھہ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم ' حساب اور طبیعات کی خاص ترقی

هونے کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کی موجودہ ترقی انہیں اعداد کی بدولت ہوئی ھے اور اس کا موجد هندوستان ھے - اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں طرف هٹا دی جاتی ھے اس کی قیمت دس گنتی بڑھ جاتی ھے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھٹوں عدد ' ۱ ' هی کے هیں لیکن دائیں طرف سے چلئے تو پہلے سے ۱ کا ' دوسرے سے ۱۰ ' تیسرے سے ۱۰۰ ' چوتھے سے ۱۰۰۰ اور پانچویں سے ۱۰۰۰۰ سمجھا جاتا ھے - اسی سے اس رسم العدد کو اعداد اعشاریہ کہتے هیں - زمانہ حال میں ساری دنیا اسی رسم العدد کو استعمال کرتی ھے - اهل هند نے اِس کی ایجاد کس زمانہ میں کی یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - قدیم کتبوں اور وقف ناموں میں عیسوی کی چھٹویں صدی تک قدیم هندی رسم العدد کا هی استعمال کیا گیا ھے - ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاطیوں نے کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا ھے ' کہیں جدید طرز کا - لیکن اهل حساب نے چھٹویں صدی کے قبل سے طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - وراہ مهر نے ' پلنچ سدهانت ' میں جدید اعداد هی دئے هیں - اس سے ثابت ھے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اهل نجوم جدید طرز کام میں لاتے تھے - بھٹو تپل نے ' برهمت سنگھتا ' کی تفسیر میں کئی جگہ ' پولس سدهانت ' سے جس کا وراہ مهر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ھے ' اقتباس کیا ھے - اس نے ایک اور مقام پر ' مول پولس سدهانت '

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ھے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد ھي استعمال کئے گئے ھیں - اس سے قیاس ھوتا ھے کہ وراہ مہر کے قبل یا پانچویں صدي کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

' یوگ سوتر ' کی مشہور تفسیر میں ویاس نے (سنہ ۳۰۰ء کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ھے - جیسے ۱ کی عدد سیکڑے کے مقام پر ۱۰۰ کے لئے دھائی کے مقام پر ۱۰ کے لئے اور اکائي کے مقام پر ۱ کے لئے مستعمل ھوتی ھے - موضع بخشالی (یوسف زئي علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ھوئی ایک پرانی کتاب زمین میں دفن ملي ھے جس میں اعداد طرز جدید ھي سے لکھے گئے ھیں - مشہور عالم ڈاکٹر ھارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ تیسری چوتھی صدي کیا ھے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ھے کہ اگر علم‌الاعداد کی قدامت کے متعلق ڈاکٹر ھارنلی کا یہہ قیاس صحیح مان لیا جاوے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ عیسوی کے آغاز یا اس سے بھی قدیم‌تر ھوگا - ابھی تک تو طرز جدید کي قدامت کا پتہ یہیں تک چلا ھے -

صفر کي ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ھوا اس کا کچھہ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ھي تحقیق ھے کہ طرز جدید کی ایجاد ھندوستان میں ھی ھوئی - پھر یہاں سے اھل عرب نے یہہ علم سیکھا

اور عربوں نے اُسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل ایشیا اور یورپ کی کلدانی ' یونانی ' عربی قومیں هندسه کا کام حروف تہجی سے لیتی تھیں - عربوں میں خلیفه ولید کے زمانه تک اعداد کا رواج نه تھا (سنه ۷۰۵-۷۱۵ع) - اس کے بعد انهوں نے هندوستان سے یہه فن سیکها (۱) -

اس کے متعلق " انسائکلوپیڈیا برٹنیکا ' میں لکها هے " اس میں کوئی شک نہیں که همارے موجوده فن عدد کی تخلیق هندوستان میں هوئی هے - غالباً علم نجوم کے اُن نقشوں کے ساتهه جنهیں ایک هندوستانی سفیر سنه ۷۷۳ع میں بغداد میں لایا تها ' یہه اعداد عرب میں داخل هوے - بعد ازاں عیسوی کی نویں صدی کے آغاز میں مشہور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں میں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانه سے اس کا رواج بڑهنے لگا " -

" یورپ میں یہه مکمل اعداد معه صفر عیسوی کی بارهویں صدی میں رائج هوے اور اُن اعداد سے بنا هوا علم حساب " الگورتهمس ' (الگورتهم) نام سے مشہور هوا - یہه غیر مانوس نام محض " الخوارزمی ' کا لفظی ترجمه هے جیسا که رینواڈ نے قیاس کیا تها - الخوارزمی کی

---

(۱) قدیم اور جدید علم الاعداد کے مفصل حالات کے لئے دیکهو " بهارتی پراچین لپ مالا " صفحه ۱۰۱-۱۰۸ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمہ کی
ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ہے جو اِس
قیاس کی تصدیق کرتی ہے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ہرڈ
نے کیا تھا - خوارزمي کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی
علما نے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوے قاعدوں کو
مغربی یورپ میں پیسا کے لیونارڈو اور مغربي یورپ
میں میکسمس پلینوڈس نے رائج کیا - "زیرو" لفظ عربی
کے "صفر" سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے - غالباً لیونارڈو نے
"صفر" کو "جفرو" کی صورت دے دی (۱) "

مشہور سیاح اور عالم البیرونی نے لکھا ہے : "اہل ہند
اپنے رسم‌الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے
جیسے کہ ہم عبراني حروف کي ترتیب سے عربی حروف سے
کام لیتے ہیں - ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جس
طرح حروف کی شکلیں مختلف ہیں ، اُسي طرح اعداد
ظاہر کرنے والے نشانات بھی جنہیں "انک" کہتے ہیں
مختلف ہیں - جن اعداد کو ہم کام میں لاتے ہیں
وہ ہندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ہیں -
جن متعدد قوموں سے میرا تعلق رہا اُن سبھوں کی
زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ہے
جس سے معلوم ہوا کہ کوئي قوم ایک ہزار سے زیادہ نہیں

---

(۱) انسائکلو پیڈیا برٹانکا - جلد ۱۷ صفحہ ۶۲۱ -

شمار کر سکتی - اهل عرب بھی ایک هزار تک هی شمار کر سکتے هیں - اس موضوع پر میں نے ایک علحدہ کتاب لکھی هے - هندو هی ایسی قوم هے جس کے اعداد ایک هزار سے زائد هیں - وہ اعداد کو اتھارہ مقامات تک لے جاتے هیں جیسے " پراردھہ ' کہتے هیں - میں نے ایک کتاب لکھہ کر بتلایا هے کہ اهل هند اس علم میں هم سے کس قدر آگے بڑھے هوے هیں " (۱) -

علم حساب کی جو تصانیف موجود هیں وہ بیشتر جوتش کے اُنہیں علما کی هیں جن کا ذکر هم اوپر کر چکے هیں - آریہ بھٹ کی تصنیف کے پہلے دو حصے ' " براهم اسپھٹ سدهانت ' میں باب الحساب اور سدهانت شرومنی میں لیلاوتی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر مشتمل هیں - اِن کتابوں کے مطالعہ سے معلوم هوتا هے کہ وہ لوگ علم حساب کے سبھی اونچے درجہ کے اصولوں سے واقف تھے - عام علم حساب کے آٹھوں قاعدوں جمع ' تفریق ' ضرب ' تقسیم ' مربع ' مکعب ' جزرالمربع ' جزرالمکعب کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا هے - اس کے بعد کسر ' صفر ' رقبہ ' تراشک ' کام ' سود ' سود مرکب ' اعداد غیر متحدود ' کتک اور شریڑهی کے اصولوں کا تذکرہ بھی موجود هے -

---

(۱) البیرونی انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۷۷ - ۱۷۴

الجبر و المقابلہ

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا ہی نہیں الجبر و المقابلہ کا بھی استعمال کیا جاتا تھا - مندرجہ بالا کتابوں میں ہمیں الجبر و المقابلہ کے ملتعلق اصولوں کے بیانات ملتے ہیں - اس علم کا بھی اِسی ملک میں ارتقا ہوا تھا - مسٹر کاجوری نے لکھا ہے کہ الجبر و المقابلہ کے پہلے یونانی عالم ڈایوفینٹ نے بھی ہندوستان میں ہی یہہ علم حاصل کیا تھا - یہہ خیال کہ ہندوستان نے یونان سے یہہ علم حاصل کیا غلط ہے - ہندوستانی اور یونانی الجبر و المقابلہ میں بہت سے اختلافات ہیں - ہندوستان نے بارھویں صدی تک الجبر و المقابلہ کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وہ یورپ میں سترھویں صدی میں رائج ہوئے - ہندوستانیوں نے الجبر و المقابلہ میں بہت سے بنیادی اصول دریافت کر لئے تھے جن میں کچھہ یہہ ہیں -

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال -

(۲) مربع مساوات کی تسہیل -

(۳) ترتیب کے قواعد - اہل یونان ان سے واقف نہ تھے -

(۴) ایک درجہ اور کئی درجوں کے مساوات -

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و المقابلہ دونوں کا ارتقا ہو -

بھاسکراچاریہ نے یہہ بھی ثابت کیا ہے کہ—

ع × ۰ = ۰ ؛ ع = ۲ ؛ ۰ = √۰ ؛ ع ÷ ۰ = ۰ ؛ ۰ ÷ ع = ۰

هندوستان سے هی جبر و مقابلہ کا علم اهل عرب کی وساطت سے یوروپ پہونچا - پروفیسر مونیر ولیمس کہتے هیں کہ جبر و مقابلہ، علم خط، اور علم نجوم هندوستانیوں هی کی ایجاد ہے (۱) - عرب سے اس کی اشاعت یوروپ میں هوئی (۲) -

علم الخط

اِسی طرح علم خط نے بھی هندوستان میں بہت ترقی کی تھی - قدیم هندوستان میں علم خط کا ذکر بودهائن اور آپستمب کے سوتروں میں پایا جاتا ہے - قربانگاهوں اور کنڈوں کے بنانے میں اس کا بہت استعمال هوتا تھا - یگیہ اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پروهت جانتے تھے کہ مستطیل کا رقبہ مربع میں اور مربع کا رقبہ دائرہ میں کس طرح لایا جا سکتا ہے - یہہ علم بھی یونانی اثرات سے پاک تھا - علم خط کی کچھہ مشقیں درج ذیل هیں جو همارے زمانہ تک ایجاد هو چکی تھیں -

(۱) حکیم فیثاغورث کی مشق - یعنی مثلث قائم‌الزاویہ کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعہ مساوی هوتا ہے وتر کے مربع کے -

---

(۱) انقلاب وزڈم - صفحہ ۱۸۵ -

(۲) ونے کمار سرکار - هندو ایچیو میںٹس ان اگزیکٹ سائنسز صفحہ ۱۲-۱۵ -

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) √‾ کی اصلی قیمت اور مقادیر کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃالاضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث ' دائرہ اور نامساوی اربعۃالاضلاع کا رقبہ -

(۹) برهم گپت نے قطع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے کھنچے ہوے قوس تک کے عمود کے معلوم ہونے پر قطر اور قطع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ہے -

(۱۰) مخروطی اور هلیلجی اشیا کا رقبہ -

بھاسکراچارج نے اپنے قبل کے بہت سے علماء علم حساب بھٹ ' لل ' اریہ بھٹ (ثانی) ' وراہ مہر ' برهم گپت ' مہابیر (سنہ ۸۵۰ع) ' سری دھر (سنہ ۸۵۳ع) اور اُتپل (سنہ ۹۷۰ع) قائم کئے ہوے اصولوں کو خلاصہ دیکر ان کا عمل بتلایا ہے - جبر و مقابلہ کی طرح یعقوب نے علم الخط کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانہ قدیم کے ہندوستانی علم مثلث میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے - انہوں نے جیب اور جیب معکوس کے

سلسلے بنائے تھے - ان سلسلوں میں ' برت پاد ' کے چوبیسوں
حصوں تک کا عمل ہے - دونوں سلسلوں میں یکساں پیمانہ
سے جیب اور جیب معکوس کا بیان ملتا ہے - علم مثلث
سے جوتش میں مدد لی جاتی تھی -

واچسپتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ
اختراع کیا ہے - اسی طرح نیوٹن سے پانچ صدی قبل
احصاء تفرقات کی ایجاد کر کے بھاسکراچاریہ نے اس کا نجوم
کے عمل میں استعمال کیا تھا - ڈاکٹر برجندر ناتھہ سیل
کے قول کے مطابق بھاسکراچاریہ اس زمانہ کے اعدادی عملیات
میں ارکیمڈیس سے کہیں زیادہ فائق ہیں - بھاسکراچاریہ
نے سیارے کی ایک پل کی گردش کا حساب لگانے میں
ایک سکنڈ کے $\frac{1}{3375}$ حصہ تک کا عمل کیا ہے -

اہل ہند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم
حرکت میں بھی دخل رکھتے تھے - علم میزان الثقل اور
علم حرکت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے -

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

علم صحت ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجہ
کمال تک پہونچا ہوا تھا - ویدوں میں ہمیں علم بدن '
علم حمل اور صفائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا
ہے - اتھرو وید میں امراض کے نام اور علامات ہی نہیں

چند انسانی کی هڈیوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی ھے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کوھستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے ' اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی ھیں - چینی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ع کے قریب کی بھوج پتر پر لکھی ھوئی کچھہ سنسکرت زبان کی کتابیں بر آمد ھوئی ھیں جن میں تین علم صحت سے متعلق ھیں - آیور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور ھے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مورخوں میں اختلاف ھے - اس کی چرک سنگھتا اگنی ویش کی بنیاد پر لکھی گئی ھے - چرک سنگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف ھے - سشرت سنگھتا بھی اس فن کی لاثانی تصنیف ھے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج ھو چکا تھا - یہہ کتاب پہلے سوتروں میں لکھی گئی تھی - یہہ دونوں کتابیں ھمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے کی ھیں -

ھمارے دور مخصوص کے آغاز کی دو ویدک کی کتابیں موجود ھیں - ' اشٹانگ سنگرہ ' اور ' اشٹانگ هردے سنگھتا - طبیب کامل باگ بہت نے غالباً ساتویں صدی کے قریب ' اشٹانگ سنگرہ ' لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بہت ھی ھے جو پہلے باگ بہت سے جدا ھے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا - اسی زمانہ میں اندوکر کے بیٹے مادھوکر نے "مادھو ندان" نام کی ایک عالمانہ کتاب لکھی - یہہ کتاب آج بھی تشخیص امراض میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - اس میں امراض کی تشخیص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے - برند کے "سدھہ یوگ" میں بخار کی حالت میں سمیات کے استعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ہے - سنہ ۱۰۶۰ع میں بنگال کے چکرپانی دت نے "چرک" اور سشرت" کی تفسیر لکھنے کے علاوہ "سدھہ یوگ" کی بنیاد پر "چکتسا سار سنگرہ" نام کی کتاب تصنیف کی - ہمارے دور کے اواخر میں سنہ ۱۲۰۰ع میں شارنگ دھر نے "شارنگ دھر سنگہتا" لکھی - اس میں افیون اور پارے وغیرہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی درج کئے گئے ہیں - پارہ اس زمانہ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا - البیرونی نے بھی پارے کا ذکر کیا ہے - علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے گئے جن میں "شبد پردیپ" اور "نگھنٹو" مشہور ہیں - ہمارے یہاں علم الجسم نے بڑی ترقی کی تھی - اس زمانہ کی کتابوں میں ہڈیوں، رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل ذکر موجود ہے -

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اس زمانہ میں حیرت انگیز ترقی کی تھی - "سشرت" میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

کی گئی ہے - رگوید میں علم صحت کے تین موجدوں — دوو داس، بھاردواج، اور اشونی کمار — کا ذکر موجود ہے - (۱)
مہابھارت میں بھی بھیشم کے بستر ناوک پر لیٹنے پر دریودھن کے جراحوں کے بلانے کا ذکر آیا ہے -
"ونے پتک" کے مہابگ میں لکھا ہے "اشو گھوش نے ایک بھکشو کے بھگندر مرض ہو جانے پر جراحی کا عمل کیا تھا" (۲) - اس زمانہ میں "جیوک" نام کا ایک طبیب جراحی کے فن کا ماہر ہوا جس کا ذکر مہا بگ میں موجود ہے - اُس نے بھگندر، امراض سر، کاملا وغیرہ مزمن امراض کے معالجہ میں شہرت پائی تھی - "بھوج پربندھہ" میں بیہوش کر کے جراحی کے عمل کرنے کا ذکر آیا ہے -
نشتر وغیرہ لوہے کے بنائے جاتے تھے لیکن راجاؤں یا دیگر اہل مقدرت کے لئے چاندی، سونے یا تانبے کے اوزار بھی استعمال کئے جاتے تھے - طبی آلات کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں تیز، چکنے، مضبوط، خوشنما اور آسانی سے پکڑے جانے کے قابل ہونا چاہئے - جدا جدا عملوں کے لئے مختلف آلات کی دھار، قد و قامت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اوزار کند نہ ہو جائیں اس لئے لکڑی کے صاندوقچے بنائے جاتے تھے جن کے اندر اور باہر ملائم

---

(۱) यद्पासं दिवोदासाय वर्त्तिं भारद्वाजायेश्विनाहयंता। ऋग्वेद म० १ २-१६ (1)

(۲) اینشنٹ سرجیکل انسٹرومنٹس جلد ۱ -

ریشم یا اون لگا دیا جاتا تھا - آلات آٹھ قسم کے ہوتے تھے - قطع کرنے والے ' چھرنے والے ' پانی نکالنے والے ' رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے ' دانت یا پتھر وغیرہ نکالنے والے ' فصد کھولنے والے ' نشتر لگے ہوئے حصوں کو سینے والے اور چیچک کا ٹیکا لگانے والے - ہمارے دور میں باگ بھٹ نے جراحی کے عمل کی تیرہ قسمیں بتلائی ہیں - سشرت نے طبی آلات کی تعداد ۱۰۱ مانی ہے - لیکن باگ بھٹ نے ۱۱۵ مان کر یہ لکھ دیا ہے کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جا سکتی لہذا آلات کی تعداد بھی غیرمعین رہیگی - طبیب حسب موقع و ضرورت آلات بنا سکتا تھا - اس کا مفصل ذکر ان کتابوں میں دیا گیا ہے - بواسیر ' بھگندر ' امراض رحم ' امراض بول ' امراض تولید وغیرہ کے لئے مختلف آلات کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہ ہیں برن وستی ' وستی یلتر (سینہ اور معدہ کی صفائی کا آلہ) ' پشپ یلتر (آلہ تناسل میں دوا ڈالنے کے لئے) ' شلاکا یلتر ' نکھ آکرت ' گربھ شنکو ' پرجنن شنکو (زندہ بچہ کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ ' سرپ مکھ (سینے کے لئے) وغیرہ - بھگندر کے لئے چرمی بندشوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے مختلف قسم کی پٹیاں باندھنے کا ذکر کیا گیا ہے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سینے کے لئے کام میں لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے جونک کا

استعمال ہوتا تھا - پہلے جونک کا معائنہ کر لیا جاتا تھا کہ وہ زہریلی تو نہیں ہے - غشی کی حالت میں ٹیکے کی طرح دوا خون میں پیوست کر دی جاتی تھی - ناسور اور پھوڑوں کے علاج میں سوئیوں کا استعمال ہوتا تھا - تین سوئیوں والے آلے کا استعمال کوڑھ کے مرض میں کیا جاتا تھا - آج کل ٹیکا لگانے کے لئے جس اوزار سے کام لیا جاتا ہے وہ یہی ہے - آج کل کا دانت نکالنے والا آلہ پہلے دنت شنکو کے نام سے مشہور تھا - قدیم آریہ مصنوعی دانت اور ناک بنایا جاتے تھے - دانت اکھاڑنے کے لئے ایک خاص آلہ کا ذکر آیا ہے - موتیابند کے نکالنے کے لئے ایک جدا آلہ تھا - دودھ پلانے یا قے کرانے کے لئے ایک خاص آلہ کام میں آتا تھا جسے کمل نال کہتے تھے (۱) -

مار گزیدہ کا علاج

اسی طرح مارگزیدوں کے علاج میں بھی انہیں کمال تھا - سکندر کے سپہ سالار نیارکس نے لکھا ہے کہ یونان والے سانپ کے کاٹے کا علاج نہیں جانتے لیکن جنہیں سانپ نے کاٹا انہیں ہندوستان والوں نے اچھا کر دیا (۲) - آماس

---

(۱) جو لوگ قدیم فن جراحی کے شائق ہوں وہ ناگری پرچارنی پترکا - حصہ ۸ - نمبر ۱ - ۲ میں چھپے ہوئے " پراچین شلیہ تنتر " مضمون کا ملاحظہ کریں -

(۲) وائز - ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۹

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات ہندوستان والوں کو ایک ہزار سال پہلے معلوم تھا - علاج بے غذا سے بھی وہ لوگ بے خبر نہ تھے -

علاج حیوانات

حیوانات کا معالجہ کرنا بھی وہ لوگ جانتے تھے - اس صنف میں بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - پال کاپیہ نے گج چکتسا، گج آیوروید، گج درپن (ہاتھوں کے متعلق) گج پریکشا لکھی - برھسپت کی تصنیف گج لکشن، گوورید شاستر (مویشیوں کا علاج، جےدت کی تصنیف اشوچکتسا (گھوڑوں کے متعلق) نکل، کی تصنیف شالی ھوتر شاستر، اشو تنتر، گن کی تصنیف اشو آیور وید، اشولکشن، وغیرہ کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - یہہ کتابیں زیادہ‌تر ہمارے ھی زمانے میں لکھی گئی ہیں - تیرھویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سنسکرت کتاب کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا گیا تھا - اس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں -

(۱) گھوڑوں کی نسل، (۲) پیدائش، (۳) اصطبل کا انتظام، (۴) گھوڑے کا رنگ اور ذات، (۵) ان کے عیب و ہنر، (۶) ان کے جسم اور اعضا، (۷) ان کی بیماری اور علاج، (۸) ان کے فصد کھولنے، (۹) ان کی خوراک، (۱۰) انھیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے، اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلائے گئے ہیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھہ ہی علم حیوانات اور علم حشرات میں بھی ہندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی۔ ہندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انہیں پورا علم تھا۔ گھوڑے کے دانتوں کو دیکھہ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے۔ سانپوں کی مختلف قسمیں اُن لوگوں کو معلوم تھیں۔ بھوشیہ پران میں لکھا ہوا ہے کہ سانپ برسات کے قبل جوڑ کھاتے ہیں اور قریباً ۶ ماہ میں سانپن ۲۴۰ انڈے دیتی ہے۔ بہت سے انڈے تو خود ماں باپ کھا جاتے ہیں۔ باقی انڈوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنپولے نکل آتے ہیں۔ ساتویں دن وہ کالے ہو جاتے اور دو ہفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ہیں۔ تین ہفتہ میں ان کے دانتوں میں زہر پیدا ہو جاتا ہے۔ سانپ ۶ ماہ میں کینچل چھوڑتا ہے۔ اس کی کھال میں ۲۴۰ جوڑ ہوتے ہیں۔ ڈلسا نے سشرت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماہر ہے۔ اس نے کیڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے (۱)۔

ہمارے دور میں جین عالم ہنس دیو نے "مرگ

---

(۱) ونے کمار سرکار۔ ہندو ایچیومنٹس ان اکزیکٹ سائنسز۔ صفحہ ۷۱ - ۷۵ -

پکشی شاستر" نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت مستند تسلیم کی جاتی ہے - اس میں شیروں کی کچھہ قسمیں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ہیں - شیروں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اس کی پونچھہ لمبی اور گردن پر گھنے بال ہوتے ہیں جو چھوتے سنہرے رنگ کے اور پیچھے کی طرف کچھہ سفیدی مائل ہوتے ہیں - اس کے جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں - شیر بہت مضبوط اور تیز رفتار ہوتا ہے - بھوک لگنے پر وہ بہت خونخوار ہوتا ہے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت غالب ہوتی ہے - وہ زیادہ‌تر غاروں میں رهتا اور خوش ہونے پر دم هلاتا ہے - اسی طرح شیروں کی دوسری قسموں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد شیرنی کا بیان کیا گیا ہے - اس کے حمل، مدت حمل، اور عادات وغیرہ پر مصنف نے بہت روشنی ڈالی ہے -

شیر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے باگھہ، بھالو، گینڈا، اونٹ، گدھا، گائے، بیل، بھینس، بکری، هرن، گیدڑ، بندر، چوها، وغیرہ کتنے هی جانوروں اور گدھہ، هنس، باز، سارس، کوا، الو، طوطا، کوئل، وغیرہ متعدد پرندوں کے مفصل حالات لکھے هیں جسمیں ان کی قسمیں، رنگ، جوانی، زمانۂ تولید، مدت حمل، عادات، فطرت، عمر، خوراک، اور مکان، وغیرہ امور کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - هاتھی کی خوراک کتنا بتلائی ہے - هاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ سال کی اور چوتھے کی کم سے کم ڈیڑھ سال بتلائی ہے (۱) -

شفاخانے:

ہندوستان والوں ہی نے سب سے پہلے دواخانے اور شفا خانے بنانے شروع کئے - فاھیان (سنہ ۴۰۰ ع) نے پاٹلی پتر کے ایک شفاخانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں سبھی غریب اور بیکس مریض آکر علاج کراتے ہیں - انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ہے اور ان کی آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ہے - یورپ میں سب سے پہلا دوا خانہ ونسنٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی میں تعمیر ہوا تھا - ہیونسانگ نے بھی تکش شلا، متی پور، متھرا اور ملتان کے دواخانوں کے حال لکھے ہیں جہاں بیواؤں اور غریبوں کو مفت دوا، کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا (۲) -

ہندوستانی آیوروید کا یوروپی طب پر اثر

موجودہ یوروپی علم طب کی بنیاد بھی آیوروید ہی ہے - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا "مجھے یقین ہے کہ ہندوستان سے آیوروید پہلے عرب پہونچا اور

---

(۱) یہ کتاب ابھی حال میں ملي ہے اور پنڈت وي وجے راگھواچاریہ، تریتي مدراس سے مل سکتی ہے -

(۲) ناگري پرچارني پترکا حصہ ۸ صفحہ ۱۹ - ۲۰ -

وهاں سے یوروپ میں داخل هوا (۱) - عرب کے علم طب سنسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد نے متعدد سنسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے تھے - هندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل هو کر ابھی تک قائم هے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برزویے هندوستان میں طبیعات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پروفیسر ساچو کے مطابق البیرونی کے پاس طب اور نجوم کی سنسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ منصور نے آٹھویں صدی میں کئی طبی تصانیف کا عربی سے ترجمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سیرے پین نے چرک کو طبیب حاذق تسلیم کیا هے - هارون رشید نے کئی هندوستانی حکیموں کو بغداد بلایا تھا - عرب سے هی یوروپ میں یہہ علم پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس طرح یوروپی علم شفا هندوستانی علم طب کا ممنون هے (۴) -

حاصل کلام یہہ کہ همارے دور میں علم طب اپنے عروج پر تھا - ذیل میں هم بعض علما کی رایوں کا خلاصہ درج کرتے هیں - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر

---

(۱) هر بلاس سارا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۲۲۸ -

(۲) ایضاً صفحہ ۲۲۹ -

(۳) هسٹری آف هندو کیمسٹری - دیباچہ صفحہ ۷۶ -

(۴) رولے - اینشنٹ هندو میڈیسن - صفحہ ۳۰ -

میں کہا تھا - " هندوؤں کے واضع قانون منو دنیا کے سب سے بڑے صفائی کے موئدوں میں تھے " - سرولیم هنٹر لکھتے هیں که هندوستان کا علم دوا جامع ھے - اُس میں جسم انسانی کی ترکیب ' اندرونی اعضا ' پٹھوں ' رگوں اور شریانوں کا مفصل ذکر کیا گیا ھے - هندوؤں کے نگھنٹو (قرابادین) میں معدنی ' نباتاتی اور کیمیائی ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ھے - اُن کا علم دوا سازی کامل ھے - جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیح و تخصیص کی گئی ھے - صفائی اور پرھیز کے متعلق وضاحت کے ساتھ هدائتیں کی گئی هیں - هندوستان کے اطباء قدیم عضو قطع کر سکتے تھے ' پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے - فتق ' بھگندر ' بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے - وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) - ڈاکٹر سہل لکھتے هیں که طلبا کے مشاهدہ و معائنه کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جاتی تھی اور تسہیل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا - مسٹر بیور هندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوے لکھتے هیں " آج بھی مغربی علما هندوستانی علم جراحی سے بہت کچھ سیکھ سکتے هیں ' مثلاً انہوں نے کٹی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انہیں سے سیکھی " (۲) -

---

(۱) انڈین گزٹیر - انڈیا - صفحه ۱۲۰ -
(۲) بیور - انڈین لٹریچر - صفحه ۲۷۰ -

کام شاستر

علمی اور مادی ترقی کے ساتھہ ہندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی - دنیا کی چار نعمتوں میں ارتھہ، دھرم، کام اور موکش مانے گئے ہیں - یعنی دوست، مذہب، حظ نفس اور نجات - کام شاستر پر جتنی کتابیں موجود ہیں اُن میں واتسائن کی تصنیف "کام سوتر" سب سے قدیم ہے - واتسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص خاص حصوں کے مصنفین کے نام بھی دئے ہیں جو اس کے قبل ہو چکے تھے - اُن میں سے بعض یہہ ہیں :- اودالک، (اُدالک کا بیٹا) شویت کیت، بابھرو، دتک، سوبرن نابھہ، گھوتک مکھہ، گونردی، کچمار، وغیرہ - ان مصنفین کے مواد سے کام لے کر واتسائن نے ہمارے دور سے کچھہ قبل کام سوتر لکھا - اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کی تحقیق، مردوں اور عورتوں کے اقسام، لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے ہیں - مرد الھر، کمسن دوشیزہ لڑکیوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے - بیوی اپنے شوہر سے اور شوہر اپنی بیوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز محبت بڑھتی جائے، عورت کا فرض کیا ہے، خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاہئے، ان سبھی امور کی توضیح کی گئی ہے -

کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادہ تولید کا بھی ذکر کیا گیا ہے - حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زنان بازاری ' زنان ممنوع اور اصول حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ہیں - ان ابواب سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل ' اعلیٰ اور علمی تھا - اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں - ہمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پنڈت نے ' رتی رہسیہ ' لکھا - آج کل کے ہندی کوک شاستر اسی کوکا پنڈت کے نام سے مشہور ہیں - اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسنگھہ کے معاصر جیوتریشور نے ' پنچ سایک ' نام کی کتاب لکھی - بودھہ عالم پدم شری کا لکھا ہوا ' ناگر سربسو ' بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ہے - ہمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں -

موسیقی

موسیقی میں ہندوستان نے زمانہ قدیم سے ہی اچھی ترقی کر لی تھی - موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تینوں شامل تھے - سام وید کا ایک حصہ گیت ہی ہے جو سام گان کے نام سے مشہور ہے - ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام گان ہوتا ہے - شارنگ دیو کی ' سنگیت رتناکر ' اس فن کی مستند تصنیف ہے - مصنف نے اس میں ہمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماهروں کے نام دئے هیں - سداشیو ' شیو '
برهما ' بهرت ' کشیپ ' متنگ ' یاشتک ' درگا ' شکتی '
نارد ' تمبرو ' وشاکهل ' رمبها ' راون ' چهیتر راج ' وغیرہ -
اس سے ثابت هوگا کے همارے دور کے قبل موسیقی رفعت
کے کس درجه تک پهونچ چکی تهی -

همارے دور میں بهی موسیقی پر بہت سی کتابیں
لکهی گئیں جو آج مفقود هیں - مگر ان کا پته شارنگ
دیو کے سنگیت رتناکر سے چلتا هے - مندرجه بالا ناموں
کے علاوہ رودرت (۹۵۰ ع) ' نان دیو (۱۰۹۶ ع) ' سومیش
(۱۱۷۰ ع) ' راجه بهوج (اگیارهویں صدی) ' پرمردی
(چندیل - ۱۱۲۷ ع) ' جگدے کمل (۱۱۳۸ ع) ' لولت '
ادبهت (۸۰۰ ع) ' شنکک ' ابهی‌نوگپت (۹۹۳ ع) '
اور کیرتی دهر وغیرہ اساتذہ فن کے نام بهی لکهے هیں -
سنگیت رتناکر دیوگری کے راجه سنگهن کے دربار کے استاد
شارنگ دیو نے تیرهویں صدی کے آغاز میں لکها تها -
اس لئے وہ همارے زمانے کی نغماتی ترقی کا ترجمان هے -
اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر ' باجوں کی
چار قسمیں ' سروں کی آواز ' اور قسم ' تال ' لے ' زمزمه '
گٹکری ' راگ ' گیت وغیرہ کے عیب و هنر ' رقص اور
اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور
صدها امور کا بیان کیا گیا هے جن سے همارے زمانه کے
فن موسیقی کی ترقی کا پته چلتا هے -

رقص

موسیقی کے تیسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - اشتادھیائی کے مصنف پاننی (سنہ ۴۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شلالی اور کرشاشو کے نٹ سوتر موجود تھے - بھرت کا ناٹ شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ ونتل، کوھل وغیرہ اساتذۂ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - ناٹ شاستر کی بنیاد پر بھاس، کالی داس، بھوبھوتی، وغیرہ شعرا نے صدھا ناٹکوں کی تصنیف کی - شیو جی کا مجنونانہ رقص "تانڈو" اور پاربتی کا نازنیانہ رقص "لاس" کے نام سے مشہور ہوا -

سیاسیات

علم سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے "نیتی شاستر" یا "دنڈنیتی" کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پرب سیاسیات کا ایک بیش بہا خزانہ کہا جا سکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکۃالارا تصنیف، جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں، کوتلیہ کا ارتھ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہہ کتاب ہمارے دور بے

قبول کی ہے اس لئے ہم اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تاریخی تصانیف میں اس کا پایہ کسی کتاب سے کم نہیں ہے۔ ہمارے دور کے آغاز میں کامندک نے 'نیتی سار' نام کی کتاب نظم میں لکھی۔ کامندک نے کوٹلیہ کو اپنا استاد تسلیم کیا ہے۔ دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے 'نیتی واکیامرت' نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی کتاب لکھی۔ ان سیاسی تصانیف میں قوم، قوم کے ارتقا کے مختلف اصول، سلطنت کے سات حصے، راجہ، وزیر، مجلس، شوریٰ، قلعہ، خزانہ، سزا، اور اتحاد ــــ راجہ کے فرائض اور اختیارات، جنگ و صلح وغیرہ کتنی ہی کار آمد امور و مسائل پر غور کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات ازریں اصول درج کئے گئے ہیں جن میں 'دش کمار چرت'، کراتارجن، اور 'مدرا راکشس' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قانون

شعر، فلسفہ، صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی تصانیف کی بھی کمی نہ تھی۔ ہندوستان کی سیاسی تنظیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر ہے کیونکہ قانون اور سیاست باہم مربوط ہوتے ہیں۔ ملکی ترقی کا ذکر ہم آیندہ کریں گے۔

سنسکرت کا " دھرم " ایک جامع لفظ ہے - انگریزی یا فارسی میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذہب دونوں اس میں شامل ہو جاتے ہیں - ہمارے دھرم شاستروں میں مذہبی قواعد ہی نہیں ، ملکی اور مجلسی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ہیں - ہمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں منو اسمرتی ساوقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ہمارے دور کی تفسیروں میں " میگھا تتھی " (نویں صدی) اور گوبند راج (گیارھویں صدی) کی تفسیریں مشہور ہیں - اس اسمرتی کا نفاذ ہندوستان ہی میں نہیں ، بلکہ جاوا ، برھما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ہوا تھا - ہمارے دور میں یاگیہ ولکیہ اسمرتی لکھی گئی - اس میں منو اسمرتی کے مقابلہ میں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیا گیا ہے - اس کے تین ابواب ہیں (۱) آچار ادھیائے (شرع) ، بیوہار ادھیائے (عمل) ، اور پرائشچت ادھیائے (کفارہ) - آچار ادھیائے میں چاروں برنوں کے فرائض ، حلال و حرام ، زکوٰۃ ، شدھی ، رد بلا ، راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ہے - بیوہار ادھیائے میں قانون سے متعلق سبھی امور سے بحث کی گئی ہے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے ، الزام ، شہادت ، صفائی ، قرض کا لین دین ، سود ، سود در سود ، تمسک اور دیگر تحریرات ، شہادت اولیٰ ، قانون متعلق وراثت ، عورتوں کے جائدادی حقوق ،

حدود کے تنازعے ' آقا اور خادم اور زمیندار اور کسان کے باہمی تصے ' مشاہرہ ' قمار بازی ' درشت کلامی سخت سزا دینے ' زنا ' اور جرائم کی تعزیرات ' پنچائتوں کے اصول و آداب اور محاصل زمین وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائےزنی کی گئی ہے - پرائشچت ادھیائے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی ہے - اس مستند کتاب کی تفسیر اگیارھویں صدی میں وگیانیشور نے " متاکشرا " نام سے لکھی - متاکشرا کواس کتاب کی تفسیر کہنے کی جگہ اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بجانب ہوگا - وگیانیشور نے ہر ایک مسئلہ کی موشگافی کی ہے - موقع موقع پر اس نے ہاریت ' شنکھہ , دیول ' وشنو ' وسشٹ ' یم ' ویاس ' برھسپتی ' پاراشر ' وغیرہ کی اسمرتیوں کی سندیں پیش کی ہیں - ان میں سے بعض اسمرتیاں ہمارے دور میں تصنیف ہوئیں - لکشمی‌دھر نے بارھویں صدی میں " اسمرتی کلپ‌ترو ' ایک کتاب لکھی - یہہ اسمرتیاں مذہبی ہدایتوں کا بڑی کام دیتی تھیں - آخر کی اسمرتیوں میں چھوت چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع ہو گئی تھیں -

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی - کوتلیہ کے ارتھہ‌شاستر میں اس کے لئے " وارتا ' نام آیا

ھے - یوروپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ' مبادلہ ' تقسیم ' اور صرف یہہ چار خاص ابواب ھیں ' لیکن زمانہ سابق میں " پیداوار " ھی اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا جاتا تھا - زراعت ' صنعت ' حرفت اور مویشیوں کی پرورش مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لین دین کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم ھی اس زمانہ میں محدود تھا ' اس وقت کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے بحث کی گئی ھو - ھاں ' اس کے مختلف ارکان پر جدا جدا بیشمار تصانیف موجود ھیں - زراعت کے متعلق " پادپ یوکشا ' برکش دوھد ' برکش آیوروید ' ششیہ آنند ' کرشی پدھتی اور کرشی سنگرہ وغیرہ کتابیں موجود ھیں - فن معماری اور مصوری پر واستو شاستر ' پراسادانوکیرتن ' چکر شاستر ' چترپت ' جلارگل ' پکشی منشیہ آلے لچھن ' رتھہ لچھن ' بمان ودیا ' بمان لکشن ' (یہہ دونوں کتابیں غور کرنے کے قابل ھیں) وشو کرمی ' کوتک لکشن ' مورتی لکشن ' پرتما درویادی بچن ' سکل ادھکار ' شلپ شاستر ' وشو ودیا بھرن ' وشو کرم پرکاش ' اور سمرانگن سوتر دھار ' وغیرہ کتابوں کے علاوہ " مے شلپ " اور " وشو کرمی شلپ " خاص طور پر قابل ذکر ھیں - مے شلپ میں نقاشی کے صفات ' زمین کا معائنہ ' زمین کی پیمائش ' اطراف کی تحقیق ' موضع ـ اور شہر کی توسیع ' محلات کے مختلف حصے '

وغیرہ اور وشوکرمی شاپ میں مندروں ' مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ھے - ان میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی ' لیکن قیاس کہتا ھے کہ کچھہ نہ کچھہ تو ھمارے دور میں ضرور ھی لکھی گئی ھوں گی -

جواھرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی ھیں جن میں 'رتناوی پریکشا' ' رتن پریکشا' ملی پریکشا' ' گیان رتن کوش ' رتن دیپکا ' اور ' رتن مالا ' خاص ھیں - معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں ھیں جن میں یہہ خاص ھیں - ' لوہ رتناکر ' ' لوھارنو ' اور ' لوہ شاستر ' - پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب ' چھیتر گنت شاستر ' موجود ھے - جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی ھیں - تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ھے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ھے -

پراکرت

ھم پہلے کہہ چکے ھیں کہ ھمارے دور میں سنسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا - پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھہ ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا -

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات ھمارے دور کے قبل بھی آگے بڑھہ چکی تھیں - پراکرت کی کئی شاخیں ھیں جو زمانہ

یا مکان کے اعتبار سے وجود میں آ گئی ہیں - مہاتما بدھ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے اپدیش دئے تھے جسے قدیم پراکرت کہنا چاہئے - یہہ زبان سنسکرت ہی کی بگڑی ہوئی صورت تھی جسے سنسکرت نہ جاننے والے بولا کرتے تھے - کچھہ لوگ اسے پالی بھاشا بھی کہتے ہیں اور لنکا ' برھما ' سیام وغیرہ ملکوں کے ہینیان بودھوں کی مذہبی کتابیں اسی زبان میں لکھی گئیں - اس کا سب سے قدیم صرف و نحو کچائن (کا تھاین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا - اشوک کے دھرم اپدیش بھی اس زمانہ کی مروج زبان ہی میں لکھے گئے تھے - ممکن ہے اُن اپدیشوں کی اصلیں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی ہوں لیکن مختلف صوبہ جات میں پہونچے جانے پر وہاں کے عمال سلطنت نے اُن اپدیشوں کو عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کرکے انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا ہو - اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سنسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا - زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان کا ارتقا ہوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ قسمیں ہو گئیں - ماگدھی[1] ' شورسینی[2] ' مہاراشٹری[3] ' پیشاچی[4] ' آونتک اور اپبھرنش[6] -

ماگدھی

ماگدھی مگدھ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان تھی - قدیم ماگدھی اشوک کے کتبوں میں ملتی ہے - اُس کے بعد کی ماگدھی کی کوئی کتاب اب تک دریافت نہیں ہوئی - عام طور پر سنسکرت کے ناٹکوں کے چھوٹے درجہ کے ملازم مثلاً دھیور، سپاہی، بدیشی، جین سادھو اور بچوں سے اسی زبان میں باتیں کرائی جاتی ہیں - "ابھگیان شاکنتل"، "پربودھہ چندرودے"، "بھنی سنگھار" اور "للت بگرہ راج" میں موقع پر یہہ بھاشا بول چال نظر آتی ہے - اِس زبان میں بھی کچھہ دنوں کے بعد کئی قسمیں ہو گئیں جن میں خاص "اردھہ ماگدھی" ہے - ماگدھی اور شورسینی کے مخلوط ہو جانے سے ہی یہہ نئی قسم پیدا ہو گئی - جینوں کے آگم نام کی مذہبی کتابیں اسی اردھہ ماگدھی زبان میں ہیں - "پئوم چری" نام کا پرانا جین کاویہ اسی زبان میں لکھا گیا ہے - راجہ اُدین کا قصہ بھی اسی زبان میں ہے -

شورسینی

شورسینی پراکرت شورسین یا متھرا کے قرب و جوار کے علاقہ کی زبان تھی - سنسکرت ناٹکوں میں عورتوں اور مسخروں کی بات چیت میں اُس کا استعمال اکثر کیا گیا ہے - "رتناولی"، "ابھگیان شاکنتل" اور "مرچھہ کٹک" وغیرہ ناٹکوں میں اُس کے نمونے موجود ہیں - اس بھاشا میں کوئی ناٹک نہیں لکھا گیا - دگمبری جینوں کی بہت سی مذہبی کتابیں اسی شورسینی بھاشا میں ملتی ہیں -

مہاراشٹری

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا - اس بھاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ تصانیف کے لئے کیا جاتا تھا - حال کی ستسئی (سپت شتی) ' پرور سین کی تصنیف ' راون وہو ' (سیت بندھہ) ' واک پتی راج کی تصنیف ' گوڑوہو ' - اور هیم چندر کی تصنیف ' پراکرت دویاشرے ' وغیرہ نظمیں اور ' وجالگ ' نام کی لطائف کی تصنیف اِسی بھاشا میں لکھے گئے ھیں - راج شیکھر کی ' کرپور منجری ' میں جو خالص پراکرت کا ستک ھے ' ھری اُدھہ (ھری بردھہ) اور نندی اُدھہ (نندی بردھہ) اور پوتش وغیرہ پراکرت کے مصنفین کے نام ملتے ھیں - مگر ان کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا - مہاراجہ بھوج کا لکھا ہوا ' کورم شتک ' اور دوسرا ' کورم شتک ' بھی جس کے مصنف کا نام نہیں معلوم ھوا اِسی بھاشا میں ھیں - یہہ دونوں بھوج کے بنوائے ھوے ' سرسوتی کنٹھہ آبھرن ' نامی پاٹھہ‌شالہ میں پتھر پر کھدے ھوئے ملے ھیں جو دھار میں ھے - مہاراشٹری کی ایک شاخ جین مہاراشٹری ھے جس میں شویتامبروں کے حالات ' سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ھیں - منڈور کے راجہ ککک کا کتبہ جو ۸۶۱ع کا ھے اور جو جودھپور راج کے موضع گھٹیالا میں ملا ھے اسی بھاشا میں لکھا گیا ھے -

پیشاچی

پیشاچی زبان کشمیر اور ہندوستان کے مغربی و شمالی حصوں کی زبان تھی - اس کی مشہور کتاب گناڈھیہ کی کتاب "بریہت کتھا" ہے جو اب تک دستیاب نہیں ہوئی - سنسکرت میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں ہوئے جو چھیمیندر سوم دیو نے کئے تھے -

آونتک

آونتک بھاشا مالوہ کی عام زبان تھی - مالوہ کو اونتی کہتے تھے - اس کو بھوت بھاشا بھی کہتے تھے - "مرچھہ کٹک" ناٹک میں اس بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے - راج شیکھر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھاشا اُجین (اونتی)، پاریاتر (بیتوا اور چمبل کی وادی) اور مندسور میں رائج تھی - سنہ عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رہتی تھی راجپوتانہ ہوتے ہوئے مالوہ پر قبضہ کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوہ پڑا - ممکن ہے پیشاچی بھاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وہاں رائج ہو گئی ہو اور وقت کے ساتھہ اس میں کچھہ تبدیلیاں ہو گئی ہوں - اس بھاشا کو پیشاچی بھاشا کی ہی ایک شاخ سمجھنا چاہئے -

اپبھرنش (مخلوط)

اپبھرنش بھاشا کا رواج گجرات، مارواڑ، جنوبی پنجاب،

راجپوتانه ، اونتي ، مندسور وغيره مقامات ميں تها - در اصل آپبهرنش كوئى زبان نہيں هے ، بلكه ماگدهي وغيره مختلف پراكرت بهاشاؤں كے آپبهرنش يا بگڑى هوئى مخلوط بهاشا هى كا نام هے - راجپوتانه مالوه ، كاٹهياواڑ اور كچهه وغيره مقامات كے چارنوں اور بهاٹوں كے ڈنگل بهاشا كے گيت اسى بهاشا كى بگڑى هوئى صورت ميں هيں - قديم هندى بهى بيشتر اِسى بهاشا سے نكلى هے - اس بهاشا كى كتابيں بهت زياده هيں اور زيادهتر منظوم هيں - ان ميں دوهے كا استعمال كثرت سے كيا گيا هے - اس بهاشا كى سب سے ضخيم اور مشہور كتاب ، بهوى سيتكها ، هے جسے دهن پال نے دسويں صدى ميں لكها - مہيشورسورى كى لكهى هوئى ، سنجم منجرى ، پشپ دنت كى تصنيف ، تستهه مهاپورى سگن النكار ، نيندى كى لكهي هوئى ، آرادهنا ، يوگندر ديو كى تصنيف ، پرمانم پركاش ، هرى بهدر كي رقم كرده ، نيمى ناهچريو ، وردت كى ، ويرسامي چريو ، ، انترنگ سندهى ، ، سلساكهاين ، ، بهوى كتمب چرتر ، ، سنديش شتك ، اور ، بهاونا سندهى ، وغيره بهى اِسى بهاشا كى كتابيں هيں (۱) - اِن كے علاوه سوم پربهه كے ، كمارپال پربودهه ، رتن مندرملي كى ، اُپديش ترنگنى ، لكشمن گاري كى ، سپاسناه چريم ، - كالى داس كے

---

(۱) بهوي سيت كها ، ديباچه صفحه ۳۱-۴۹ (گائكواڑ اورينٹل سيريز نمبر مطبوعه نيسطه)

' وکرم اُروشی ' (چوتھا ایکٹ) هیم چندر کے ' کمار پال چرت ' ' کالکا چاریہ کہا ' اور ' پربندھہ چنتا منی ' وغیرہ میں جا بجا آپبھرنش بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے - هیم چندر نے اپنے پراکرت ویاکرن میں آپبھرنش کی جو ۱۷۵ مثالیں دی هیں وہ بھی اس زبان کے اعلیٰ نمونے هیں - اُن سے معلوم هوتا هے که اِس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں مایہ تھا - اُن مثالوں میں حسن و الفت ' شجاعت ' رامائن اور مہابھارت کے ابواب ' هندو اور جین دھرم ' اور ظرافت کے نمونے دئے گئے هیں - اِس بھاشا کو جینوں نے اچھی کتابوں سے خوب مالامال کیا -

پراکرت وياکرن

پراکرت بھاشا کی ترقی کے ساتھہ ساتھہ اس کے صرف ونحو کی ترقی بھی لازمی تھی - همارے دور کے کچھہ پہلے ورروچی نے ' پراکرت پرکاش ' نام سے پراکرت بھاشا کا وياکرن لکھا - اُس میں مصنف نے مہاراشٹری ' شورسینی ' پیشاچی اور ماگدھی کے قواعد کا ذکر کیا هے - لنکیشور کی لکھی هوئی ' پراکرت کام دھینو ' مارکنڈیہ کی بنائی هوئی ' پراکرت سربسو ' اور چنڈ کی لکھی هوئی ' پراکرت لکشن ' بھی پراکرت وياکرن کی اچھی کتابیں هیں - مشہور عالم هیم چندر نے سنسکرت وياکرن ' سدھہ هیم چندر انوشاسن ' لکھتے هوے اُس کے آخر میں پراکرت وياکرن بھی لکھا - اُس میں سدھانت کومدی کی طرح مضمون‌دار سوتروں کی

ترتیب دی گئی ھے - ھیم چندر نے پہلے مہاراشٹری کے اصول لکھے بعد ازاں شورسینی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا کہ باقی پراکرت کے مطابق ھے - پھر ماگدھی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا باقی شورسینی کے مطابق ھے - اِسی طرح پیشاچی ' چولیکا پیشاچی اور اپبھرنش کے خاص قواعد لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی سنسکرت کے مطابق ھے - سنسکرت اور دوسری پراکرتوں کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کی طور پر جملے یا پد دئے ھیں ' لیکن اپبھرنش کے باب میں اُس نے اکثر پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ھے -

پراکرت فرھنگ

پراکرت بھاشا کے کئی فرھنگ بھی لکھے گئے - دھن پال نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دی - راج شیکھر کی اھلیہ اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسی الفاظ کی ایک لغت بنائی اور اس میں ھر ایک لفظ کے استعمال کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ ھے - مگر ھیم چندر نے اپنی لغت میں اُس کی سند پیش کی ھے - ھیم چندر نے بھی پراکرت بھاشاؤں کا ایک فرھنگ " دیشی نام مالا " مرتب کیا - یہہ کتاب منظوم ھے اور اُس میں حروف تہجی کی ترتیب سے الفاظ کی تشریح کی گئی ھے - پہلے دو حروف کے الفاظ میں پھر تین حروف کے ' بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے.

ھیں - دیسی بھاشا سیکھنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد ہے - پالی زبان کی ایک لغت بھی موگ‌لائن نے ' ابھی‌دھان پدیپکا ' نام سے سنہ ۱۲۰۰ع میں لکھی - جس میں امر کوش کے طرز کی تقلید کی گئی ہے -

جنوبی ہند کی زبانیں

شمالی ہندوستان کی بھاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے بعد جنوبی ہند کی دروز بھاشاؤں کا بیان کرنا بھی ضروری ہے - دراوز بھاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت محدود ہے - اس لئے ہم اس کا مختصر ذکر کریں‌گے -

تامل

جنوبی ہند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق تامل بھاشا ہے - اِس کا رواج تامل علاقوں میں ہے - اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے ساتھہ کچھہ نہیں کہا جا سکتا - اِس کا سب سے پرانا ویاکرن ' تول کاپ پیم ' ہے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگست کا کوئی شاگرد مانا جاتا ہے - اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بھی ضخیم تھے - اس زبان کی سب سے پرانی کتاب ' نال دیار ' ملتی ہے - پہلے یہہ بہت ضخیم کتاب تھی پر اب اس کے کچھہ اجزا ہی باقی رہ گئے ہیں - دوسری مشہور کتاب رشی ترو ولّوکر کا ' کرل ' ہے جو وہاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ہے - اُس میں تینوں پدارتھوں کام ' ارتھہ ' دھرم ' کے متعلق نہایت کارآمد اُپدیش دئے گئے ھیں - اُسے تامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاھئے - اُس کا مصنف کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جین تھا - کسی غیر معلوم شاعر کی تصنیف " چنتامن ' کمبن کی تصنیف رامائن ' دواکر اور تامل ویاکرن وغیرہ ھمارے دور کی یادگاریں ھیں - اس میں کئی تاریخی نظمیں بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہہ ھیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پوئنکھار	کل‌ولی‌ناڈپگو	ساتویں صدی
جے کونڈان	کلنگتو پرنی	گیارھویں صدی
نا معلوم	وکرم شول نولا	بارھویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	"

اس زبان کا نشو و نما زیادہ‌تر جینیوں کے ھاتھوں ھوا - زمانہ ما بعد میں وھاں شیو دھرم کی دھائی پھر گئی -

تامل رسم‌الخط کے بالکل غیر مکمل ھونے کے باعث اُس میں سنسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی - اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم‌الخط کی ایجاد کی گئی -

ملیالم نے بھی تامل زبان کی تقلید کی - لیکن جلد ھی اس میں سنسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ہو گئے -

همارے مجوزہ دور میں کوئی ایسی تصنیف نہیں ہوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

کنڑی

تامل کی طرح کنڑی ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی جینوں نے هی کی - اس میں شعر ' عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود هیں - دکن کے راشٹر کوٹ راجہ اموگھہ ورش (اول) نے نویں صدی میں " عروض " پر " کوی راج مارگ " لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جین ' لنگایت ' شیو اور ویشنو دھرموں کی مذهبی کتابیں بھی اس زبان میں موجود هیں - ان میں سب سے معرکہ کی کتاب لنگایت فرقہ کے اول مرشد بسو کا بنایا ہوا " بسو پران " هے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز هے - کوی پمپ کا " پمپ بھارت " یا " وکرم ارجن وجے " همارے دور کی شاعری کی یادگار هے - درگ سنگھ نے پنچ تنتر کا ترجمہ بھی همارے هی دور میں کیا - اس زبان پر سنسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے ہوے (۱) -

تیلگو

تیلگو بھاشا اندھر صوبہ میں مروج هے - اس کی ادبیات پر بھی سنسکرت کا اثر غالب هے - اس کی پرانی

---

(۱) امپیریل گزیٹیر - جلد ۲ - صفحہ ۴۳۳ - ۳۷ -

کتابیں دستیاب نہیں ہوئیں - پوربی سولنکی راجہ راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارھویں صدی میں مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اُس زمانہ کی ادبیات کا مجمل ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم، طرز تعلیم اور تعلیمگاھوں کا کچھہ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ہمارے دور کے آغاز میں ہی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گپت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - اُس زمانہ میں ہندوستان دنیا کے جملہ دیگر ممالک سے زیادہ تعلیمیافتہ تھا - چین، جاپان اور دور دراز مشرقی ممالک سے طلبا تحصیل علم کے لئے ہندوستان آیا کرتے تھے - بودھہ آچاریہ اور ہندو سادھو اور سنیاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - اُن کا ہر ایک مٹھہ یا ادارہ ایک ایک تعلیمگاہ بنا ہوا تھا - ہر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ہوتے تھے - ھیونسانگ لکھتا ہے کہ قنوج میں ہی کئی ہزار طالب علم مٹھوں میں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلبا کا مجمع تھا -

---

(۱) ایپی گرافیا انڈکا جلد ۵ - صفحہ ۳۲ -

چینی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں پانچ ہزار مٹھہ یا دارالعلوم تھے جن میں ۲۱۲۱۳۰ طلبا تعلیم پاتے تھے - ہیونسانگ نے مختلف اداروں میں پڑھنے والے طلبا کی تعداد بھی درج کر دی ہے (۱) - نیز علم براہمنوں کے مکانات اور جین سادھوؤں کے گوشے چھوٹے چھوٹے پاٹھ‌شالاؤں کا کام دیتے تھے - سلطنت کی طرف سے بھی مدرسے قائم تھے - اس طرح سارے ہندوستان میں جا بجا چھوٹے بڑے مدرسے جاری تھے جن سے تعلیم کی کماحقہ اشاعت ہوتی تھی -

نالندہ کا دارالعلوم

محض چھوٹے چھوٹے مدرسے ہی نہ ہوتے تھے زمانہ حال کی یونیورسٹیوں کی ہمسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بھی قائم تھے - ایسے جامعوں میں نالندہ ' تکشی شلا ' وکرم شیل ' دھن‌کٹک (جنوب میں) وغیرہ خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - ہیونسانگ نے نالندہ کے جامعہ کا مبسوط ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں - اس سے اُس زمانہ کے تعلیم‌گاہوں کا کچھہ علم ہو جائےگا -

نالندہ کے دارالعلوم کی بنا مگدھہ کے راجہ شکرادتیہ نے ڈالی تھی - اس کے بعد کے راجاؤں نے بھی اس کی

---

(۱) رادھا مکند مکرجی؛ ہرش صفحہ ۱۲۴ - ۲۷ -

کافی رعایت کی - اس جامعہ کے قبضے میں ۲۰۰ سے زیادہ موضع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطئے تھے - انہیں مواضعات کی آمدنی سے اُس کا خرچ چلتا تھا - یہاں دس ہزار طالب علم اور ڈیڑھ ہزار اتالیق رہتے تھے - دور دراز ممالک سے بھی طلبا تحصیل کے لئے آتے تھے - چاروں طرف اونچے پہار اور مٹھ بنے ہوے تھے - بیچ بیچ میں مدرسے اور دارالمناظرے تھے - اُس کے چاروں طرف بودھ علما اور مہمانوں کی سکونت کے لئے چو منزلہ عمارتیں تھیں - خوشنما دروازوں، چھتوں اور ستونوں کی شان دیکھ کر لوگ حیرت میں آ جاتے تھے - وہاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھہ بڑے بڑے اِدارے تھے - طلبا سے کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی تھی - اِس کے بر عکس اُنہیں ہر ایک ضروری چیز، کھانا، کپڑا، دوا، کتابیں، مکان، وغیرہ مفت دئے جاتے تھے - اونچے درجوں کے طلبا کو ایک بڑا کمرہ اور نیچے درجوں کے طلبا کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱) -

اس جامعہ میں بودھ ادبیات کے علاوہ وید، ریاضیات، نجوم، منطق، ویاکرن، طب، وغیرہ مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی - وہاں ستاروں اور فلکی عجائبات کے مشاہدے کے لئے رسدگاہیں بنی ہوئی تھیں - وہاں کی

---

(۱) بیل - بدھسٹ رکارڈس آف دی ویسٹرن ورلڈ - جلد ۲ - صفحہ ۱۶۷ - ۶۸ -

آہی گھڑی مگدھہ والوں کو وقت بتلاتی تھی - اس جامعہ میں داخل ہونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تھا - یہہ امتحان بہت سخت ہوتا تھا اور کتنے ہی طلبا ناکام رہ جاتے تھے - پھر بھی دس ہزار طلبا کا ہونا حیرت کی بات ہے - اس کے فارغ التحصیل طلبا مستند عالم سمجھے جاتے تھے - ہرش نے اپنے دارالمشاورت کی تقریب میں نالند سے ایک ہزار علما مدعو کئے تھے - مسلمانوں کے زمانہ میں اس یادگار اور فیض‌بار جامعہ کی ہستی خاک میں مل گئی -

جامعہ تکش شلا

ہندوستان میں تکش شلا کا جامعہ سب سے قدیم تھا - پتنجلی ' چانکیہ اور جیوک جیسے نامور علما یہیں کے طالب علم اور انالیق تھے - سب سے عظیم‌الشان بھی یہی اِدارہ تھا - اِس میں داخلہ کے لئے ۱۶ سال کی عمر کی قید تھی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تھے - ' مہاست سوم جاتک ' میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے - کچھہ طلبا کو اِدارہ کی طرف سے بھی کام دیا جاتا تھا - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکھی جاتی تھی - مختلف جاتکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تھا - اُس میں کچھہ مضامین

یہہ ہیں : وید ، اٹھارہ علوم ، (پتہ نہیں کہ یہہ کون سے علوم تھے) ، ویاکرن ، صناعی ، فن‌حرب ، ہاتھی کا علم ، منتروں کا علم اور علم شفا - علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکنے کے بعد طلبا صنعت و حرفت وغیرہ کا عملی تجربہ حاصل کرنے اور غیر ممالک کے رسوم و رواج کا مشاہدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے - اِس کی کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتی ہیں - یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں غارت ہوا -

نصاب تعلیم

اِتسنگ نے اپنی مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ہے - عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - اِتسنگ نے ویاکرن کی کئی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے - مبتدی کو پہلے بِرن بودھہ پڑھایا جاتا تھا - اس میں ٦ مہینے لگ جاتے تھے - اس کے بعد پانِنی کی ” اشٹ ادھیائی “ حفظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھہ مہینے میں یاد کر لیتے تھے - اس کے بعد ” دھاتو پاتھہ “ پڑھاکر جس میں تقریباً ایک ہزار شلوک ہیں ، دس سال کی عمر میں اسما اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ہو جاتا تھا - اس کے بعد جہادتیہ اور ورامن کی

" کاشکا ورتی " کی بہ حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تھی۔ہ
اِتسنگ لکھتا ہے کہ هندوستان میں تحصیل کے لئے
آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر
مطالعہ کرنا پڑتا ہے - یہہ ساری کتابیں حفظ ہونی
چاہئیں - اس ورتی کو ختم کر لینے کے بعد طلبا نظم و
نثر لکھنے کی مشق شروع کرتے تھے اور منطق و لغات میں
مصروف ہو جاتے تھے - " نیائے دوار تارک شاستر "
(ناگارجن کی تصنیف کردہ منطق کی تمہید) کے مطالعہ سے
انہیں صحیح استدلال اور " جاتک مالا " کے مطالعہ سے
ادراک اِکی قوت پیدا ہوتی تھی - اتنا پڑھہ چکنے کے بعد
طلبا کو بحث و مناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی - لیکن
ویاکرن کا مطالعہ جاری رہتا تھا - اس کے بعد مہا بھاشیہ
پڑھایا جاتا تھا - بالغ طالب علم اسے تین سال میں
ختم کر لیتا تھا، بعد ازاں بھرت هری کی تصنیف کردہ
مہا بھاشیہ کی تفسیر " اور " واکیہ پردیپ " پڑھائی جاتی
تھی - بھرت هری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں
لکھی - اُس کی تفسیر دھرمپال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں
کی تھی - اس کے پڑھہ لینے کے بعد طالب علم ویاکرن
میں منتہی ہو جاتا تھا - هیونسانگ نے بھی نصاب تعلیم
کا ذکر کیا ہے - ویاکرن کے فاضل ہونے کے بعد منتر ودیا
منطق اور جیوتش کا مطالعہ کرایا جاتا تھا - اس کے بعد
علم شفا کی تعلیم ہوتی تھی - ما بعد نیائے اور آخر میں
ادھیاتم ودیا (مابعدالطبیعات) - اِتسنگ لکھتا ہے نہ آچاریہ

"جن' کے بعد دھرم کیرتی نے منطق میں اصلاح کی اور گن پربھہ نے "ونے پٹک' کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا" (۱) - یہہ نصاب اُن لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاھتے تھے - معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے تھے - وہ اپنا مطلوبہ مضمون پڑھہ کر دنیا کے کار و بار میں مصروف ھو جاتے تھے - مذھبی تعلیم خاص طور پر دی جاتی تھی - یہہ حیرت کا مقام ھے کہ بودھہ جامعوں میں بودھہ مذھبی تعلیم کے ساتھہ ھندو دھرم کی کتابوں کی پوری تعلیم دی جاتی تھی - اس سے معلوم ھوتا ھے کہ وہ لوگ کتنے روشن خیال اوو مذھبی معاملات میں آزاد خیال تھے -

طرز تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ ماھر اتالیق طلبا کے دماغ میں زبردستی معلومات کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذھنی نشو و نما کی طرف زیادہ توجہ کرتے ھیں - وہ جلس طلبا کی دل‌شکنی نہیں کرتے اور سست لڑکوں کو تیز بنانے کی کوشش کرتے ھیں (۲) -

علما میں علمی مناظرے بھی اکثر ھوتے رھتے تھے -

---

(۱) تاکا کسو - بدھسٹ پریکٹسز اِن اِنڈیا - صفحہ ۱۶۵ - ۸۱ اور واٹرس آن یوون‌چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۳۵ - ۵۵ -

(۲) واٹرس آن یون چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۶۰ -

اس سے عوام کو بھی بہت فائدہ پہونچتا تھا - انہیں علمی اصولوں سے واقفیت ہو جاتی تھی -

یہہ طرز تعلیم ہمارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رہا - فروعی تغیرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تھا - یہاں یہہ نہ بھولنا چاہئے کہ دیگر مذہبی اور فلسفیانہ فرقوں میں یہہ طرز تعلیم رائج نہ تھا - ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذہبی یا علمی کتابوں کی کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا فی زمانتا کاشی میں ہوتا ہے -

---

تیسری تقریر

نظام سلطنت ، صنعت و حرفت

نظام سلطانی

قدیم ھندوستان میں سیاسیات اور آئین سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتیں تھیں جنھیں "گن راج" بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ھوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھ من مانے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سیاست بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - ھمارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتیں نظر آتی ھیں - ھرش کے عہد فرمانروائی میں تامرلیپھکوں ، ھیونسانگ کے سفر نامے اور ھرش چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھ پتہ چلتا ہے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ ھوتا تھا ، جس کے ھاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات ھوتے تھے - راج وردھن کا وزیر اعظم بھنڈی تھا - راج وردھن کے مارے جانے پر بھنڈی نے تینوں سیاسی جماعتوں کو طلب کیا اور انھیں حالات حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی ھرش فرض شناس ، ھر دل عزیز ، اور رحم‌دل ہے - رعایا اس سے خوش ھوگی - میں تجویز کرتا ھوں کہ اُسے راجہ بنایا جائے - ھر ایک

دکن اس پر اپنی اپنی راے کا اظہار کرے ' - وزرا نے اس پر متفق هو کر هرش سے راجہ بننے کی استدعا کی - اس سے واضح هوتا هے کہ مجلس شوریٰ کے هاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - هر ایک شعبہ کے الگ الگ وزرا کا بھی ذِکر ملتا هے مثلاً امور خارجیہ ' شعبہ حربیہ ' شعبہ عدالت ' شعبہ مالیات وغیرہ خاص هیں - راجہ کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وہ همیشہ مجلس شوریٰ سے مشورہ لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے بچانا یہہ اُس کا خاص فرض تھا - هیونسانگ نے لکھا هے راجہ کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نہ کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصہ سے بر سر حکومت رهتی آئی هے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاہ خلق هے (۱) -

راجہ کے فرائض

انفرادی حکومت هونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور هوتا تھا - اُس زمانہ میں براهمنوں اور دهرم گروؤں کا اثر راجہ پر بہت زیادہ هوتا تھا - وہ سلطنت کے هر ایک شعبے اور کل تحریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وہ محض رعایا کی مالی اور سیاسی امور کی هی طرف دهیان نہ دیتا تھا بلکہ ان کی اخلاقی مذهبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذهبی اصلاح و

(۱) واٹرس آن هیونسانگ ' جلد اول - صفحہ ۱۶۸ -

ترقی میں نمایاں حصہ لیا، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کی - ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی - جب کوئی عالم کوئی معرکہ کی تصنیف کرتا تو راجہ اُسے سننے کے لئے دیگر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرتا تھا - کشمیر کے راجہ جے سنگھ کے زمانہ میں ملکھہ کی لکھی ہوئی "شری کنٹھہ چرت" سننے کے لئے قنوج کے راجہ گووند چندر کے دربار سے سہل، اور شمالی کوکن کے راجہ اپرادتیہ کے دربار سے تیج کنٹھہ وغیرہ علما مدعو ہوئے تھے - تقریباً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کماحقہ خاطر و تعظیم ہوتی تھی - راجہ انہیں نئی نئی تصانیف لکھنے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا -

نظام دیہی

انتظامی سہولیتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - خاص خاص حصے "بھکتی" (صوبہ) "وشے" (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے - دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا - دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - گاؤں کا انتظام پنچائتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا - مرکزی حکومت کا پنچائتوں ہی سے تعلق رہتا تھا - یہہ دیہی نظام ایک چھوٹے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے - اُن میں رعایا کے خاص حقوق تھے - مرکزی

حکومت سے منسلک ہونے پر بھی یہہ نظام تقریباً آزاد تھا -

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سیاست پر بہت روشنی پڑتی ہے ' مگر ہم یہاں طوالت کے خوف سے اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ہیں - انتظام سلطنت میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجلسیں ہوتی تھی - اِن کے علاوہ ضلعوں میں تین سبھائیں ہوتی تھیں - براہمن سبھا میں سب براہمن شریک ہوتے تھے - بیوپاریوں کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی - چول راجہ راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰ مواضعات میں دیہی سبھاؤں کے ہونے کا پتہ چلتا ہے - ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے بڑے بڑے مکان ہوتے تھے - جیسے تنجور وغیرہ میں اب تک قائم ہیں - عام مواضعات میں بڑے بڑے درختوں کے نیچے سبھائیں ہوتی تھیں - دیہی سبھاؤں کے دو حصے ہوتے تھے - مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے - زراعت و فلاحت ' آبپاشی ' تجارت ' مندر ' عطیات وغیرہ کے لئے مختلف جماعتیں ہوتی تھیں - کسی موقع پر تالاب میں پانی کی کثرت سے سیلاب آ جانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے تالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود مندر سبھا کو دیا جاوے - اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک محاصل زمین نہ ادا کرتا تھا تو زمین اس سے چھین لی جاتی تھی - یہہ زمین

نیلام کر دی جاتی تھی - زمین کی خرید فروخت ہونے پر گانوں سبھا اس کی ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے قبضہ میں رکھہ لیتی تھی - سارا حساب کتاب تاڑ کے پتوں پر لکھا جاتا تھا - آب‌رسانی کی طرف خاص توجہ کی جاتی تھی - پانی کا کوئی بھی مخرج بیکار نہ ہونے پاتا تھا - نہروں تالابوں اور کنوؤں کی مرمت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی - آمد و خرچ کے حساب کی جانچ کے لئے راج کی طرف سے محتسب رکھے جاتے تھے (۱) -

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی نظاموں کی ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ہے - اُس میں دیہی جماعتوں کی اراکین کی قابلیت یا نا قابلیت سبھاؤں کے انعقاد ' اراکین کے عام انتخاب ' شاخ سبھاؤں کی تنظیم ' آمد و خرچ کے محتسبوں کے تقرر ' وغیرہ کے اصول و قواعد سے بحث کی گئی ہے - انتخاب عام ہوتا تھا - اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ ٹھیکروں پر امیدوار کا نام رکھہ کر گھڑوں میں ڈال دیتے تھے - سب کے روبرو وہ گھڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار ہوتا تھا - کثرت راے سے انتخاب عمل میں آتا تھا - (۲) اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنس اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۵۳ - ۵۶ -

(۲) آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ سنہ ۵-۱۹۰۴ صفحہ ۴۵-۱۴۲

جانب سے لا پرواہ هو گئی - سلطنت میں چاهے کتنے هی بڑے انقلابات هو جائیں ' لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ هوتا تھا اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رهتی تھیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ هوتی تھی - عوام کو غلامی کا تلخ تجربہ نہ هونے پاتا تھا - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہہ غیر ممکن تھا کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - هندوستان میں اتنے تغیرات هوے مگر کسی فرمانروا نے پنچائتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبھائیں بھی هوتی تھیں جو شہروں کی صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی تھیں (۱) -

تعزیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تھے - جلا وطنی ' جرمانہ ' قید ' اعضاء جسم کا انقطاع وغیرہ سزائیں رائج تھیں - هرش کی پیدائش کے موقع پر قیدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بان نے کیا ھے - یاگیہ ولکیہ نے کئی سخت اور بیرحمانہ سزاؤں کا حوالہ دیا ھے - براھمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں - صیغہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن هوتا تھا - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اهلکار هوتے تھے -

---

(۱) وائرس آن هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۲ -

یاگیہ ولکیہ نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ہے ' جن سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور باقاعدہ تھا - استغاثوں میں تحریری اور زبانی شہادتوں کی جانچ کی جاتی تھی - حیرت کا مقام ہے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ہونے کے باوجود غیبی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱) - لیکن اس کا استعمال بہت کم ہوتا تھا -

عورتوں کی سیاسی حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اہمیت تسلیم کی جاتی تھی - قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ہونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا - لڑکا نہ ہونے پر بھی لڑکی ہی باپ کی جائداد کی وارث ہوتی تھی - اپنے میکہ سے ملی ہوئی جائداد پر لڑکی کا کامل حق ہوتا تھا - منو نے اس کا ذکر کیا ہے - (۲)

سلطنت کی طرف سے بیوپار اور حرفت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا - کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ہوئے تھے - اگر کوئی بیوپاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا باٹ اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی -

---

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ہندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۶۰ -

(۲) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۲۷-۳۰ -

انصرام سیاست

اس زمانہ کے سیاسی نظام کا کچھہ اندازہ عہدہ‌داروں کے ناموں سے ہو سکتا ہے - راجہ یا سمراٹ کے ماتحت بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ ہوتے تھے جنہیں مہاراجہ ' مہا سامنت وغیرہ لقب دئے جاتے تھے - یہہ راجے سمراٹ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے ' جیسا کہ بان نے بیان کیا ہے - کبھی کبھی جاگیردار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبہ کے حاکم کو " اُپرک مہاراج " کہتے تھے - کئی کتبوں میں صوبجاتی فرمانرواؤں کے گوپتا ' بھوگک ' بھوگ پتی ' راج استھانی ' وغیرہ نام ملتے ہیں - صوبہ کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی ' یا " آیکتک " کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام میں جسے ادھشٹھان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبجاتی حکام کے پاس راجہ کے تحریری احکام صادر ہوتے تھے - ایک تامب پتر سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ احکام اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مہر ہو ' صوبہ کے حاکم کی تصدیق ہو ' راجہ کے دستخط ہوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل ہوئی ہو - (۱)

---

(۱) मुद्रा शुद्धं क्रिया शुद्धं भुक्ति शुद्धं सचिह्नकम् ।
राज्ञः स्व हस्त शुद्धं च शुद्धिमाप्नोति शासनम् ॥
شلارا بلشی راجہ رتّھہ راج کا ہبہ نامہ شک سمبت ۹۳۰ (وکرمی سمبت ۱۰۶۵)
ایپی گرافیکا انڈیکا جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -

مقامی سرکاروں کے مختلف اھلکاروں کے نام بھی کتبوں میں ملتے ھیں - جیسے مہتر (دیہی سبھا کے رکن) - گرامک (گانوں کا خاص حاکم) ' شولکک (محاصل وصول کرنے والا اھلکار) ' گولمک (قلعوں کا منتظم) ' دھروادھی کرن (زمین کے محاصل کا افسر) ' بھانڈاگار ادھی کرت (خزانچی) ' تل‌واتک (گانوں کا حساب رکھنے والا) بعض چھوٹے اھل‌کاروں کے ناموں کا ذکر بھی ملتا ھے - موجود کلارک کو اُس زمانہ میں 'دِوِر' یا 'لیکھک' کہتے تھے - کرنک حال کے رجسترار کا کام کرتا تھا - ان عہدہ‌داروں کے علاوہ دیگر کارکن بھی ھوتے تھے - 'دنڈپاشک' چوروددھرنک' وغیرہ پولیس کے عمال کے نام تھے (۱) -

سلطنت کی آمدنی کی کئی ذرائع تھے - سب سے زیادہ آمدنی زمین کے لگان سے ھوتی تھی - لگان پیداوار کا چھٹا حصہ ھوتا تھا -

آمد و خرچ

مزارعوں پر بھی ایک آدھہ محصول اور لگتا تھا - یہہ محاصل غلہ کی صورت میں لئے جاتے تھے - 'منڈپکا' (چنگی کا محصول) بھی کئی جنسوں پر لیا جاتا تھا - بندرگاھوں پر آنے والے مال ' یا دوسری سلطنت سے آنے‌والی چیزوں پر بھی محصول درامد لیا جاتا تھا -

---

(۱) چنتامنی ونائک وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد اول - صفحہ ۱۲۸-۱۳۱ اور رادھا کمد مکرجی - هرش - صفحہ ۱۰۳-۱۰۲ -

قمار خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک اور دوسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) - لیکن بہت زیادہ نہیں، جیسا هیونسانگ نے لکھا هے - اس نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا ذکر کیا هے - ایک حصہ انصرام و سیاسی امور میں صرف کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلق کے کاموں میں صرف هوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے اور چوتھا حصہ مختلف مذھبی جماعتوں کی اعانت کے لئے وقف هوتا تھا - (۲)

زراعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رهتی تھی - زمین کی پیمائش هوتی تھی - کئی کتابوں میں اِن پیمانوں کا ذکر کیا گیا هے جیسے ' مان دنڈ ' ' نِورتن ' ' پداورت ' وغیرہ - راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا - انسانی هاتھ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے حدود معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا - دیہات میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی تھی - جاگیروں انعام میں ملے هوے گانوں پر محصول نہ لیا جاتا تھا - راج کی طرف سے تول کے باٹوں کی بھی نگرانی هوتی تھی - (۳)

---

(۱) رادھا کمد مکرجی - هرش - ۱۱۲-۱۳ -

(۲) واٹرس هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ -

(۳) سی وی وید هسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ - جلد ۲ - صفحہ ۲۴۰ -

رفاہ عام

طاقتیں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں - شہروں میں دھرم شالے اور کوئیں بنوائے جاتے تھے - غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے - سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں ' کنووں اور سرایوں کا انتظام کیا جاتا تھا - تعلیمگاہوں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی -

فوجی انتظام

هندوستان کی فوجی تنظیم بھی قابل تعریف تھی - فوجی صیغہ انتظامی سے بالکل علحدہ تھا صوبجاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ہوتا تھا - اُس کے کارکن بالکل الگ ہوتے تھے - ہمیشہ جنگ ہو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ہوتی تھیں - هرش کی فوج میں ساٹھہ ہزار ہاتھی اور ایک لاکھہ گھوڑے تھے - هیونسانگ نے لکھا ہے کہ هرش کی فوج کے چار حصے تھے - ہاتھی ' گھوڑے ' رتھہ اور پیدل (۱) - گھوڑے مختلف ملکوں سے منگوائے جاتے تھے - بان نے کامبوجج ' بنایج ' سندھج '

---

(۱) واٹرس هیونسانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۰-۷۱ -

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دئے ھیں - زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ رتھوں کا رواج کم ہوتا گیا -

ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بحری فوج بھی نہایت منتظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقتوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا ہوتے تھے وہ بحری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بحری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - ھیونسانگ نے اپنے سفر نامہ میں جہازوں کا بھی ذکر کیا ہے - ملایا ، جاوا ، بالی وغیرہ جزیروں میں ھندؤوں کا راج تھا - اس سے بھی بحری طاقت کے منتظم ہونے کا پتہ چلتا ہے - چول راجہ بہت طاقتور بحری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو غرق کر کے لنکا کو اپنے محروسیات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ نکوبار اور انڈمن تک جا پہونچا تھا - استریبو نے ھندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا ہے - بحری فوج کے موجود ہونے کا پتہ بہت قدیم زمانہ سے چلتا ہے - میگاستھنیز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے ہوئے بحری فوج کا ذکر بھی کیا ہے - ہر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر ہوتے تھے - کل فوج کا افسر " مہا سینا پتی ' " مہا بل ادھیکش ' یا " مہابل ادھی‌کرت ' کہلاتا تھا - پیدل اور گھوڑوں کے افسر کو " بھتاشو سیناپتی ' کہتے تھے - سواروں کے افسر کو " برھدشوار ' اور فوجی صیغہ کے خزانچی کو " رن بھنڈا گار ادھی کرن ' کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک "مہا سادھنک" نام کے افسر کا پتہ چلتا ہے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاہیوں کو تنخواہ نقد دی جاتی تھی لیکن انتظامی عمال کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر غیر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھی اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکی حالت اور سیاسی نظام میں تغیر

مندرجہ بالا ملکی انتظامات ہمارے زمانہ مخصوص میں ہمیشہ نہ رہے - اس میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں - ہم اُن تبدیلیوں کا کچھہ ذکر اختصار کے ساتھہ کریں -

اس زمانہ کے آخری حصہ میں ہندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوٹے چھوٹے راج بنتے جاتے تھے - ہرش اور پل‌کیشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم ہو گئیں - سولنکی، پال، سین، پرتیہار، جادو، گوہل، راتھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے ہندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھی - صدھا ریاستوں میں

---

(۱) سی وی وید ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۴۲-۵۵ -
(۲) رادھا کمد مکرجی - ہرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

بٹ جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری ہوئی تھی۔ قومیت کا احساس بہت قوی نہ تھا - ان راجوں میں برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں - اور سیاسی کیفیت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی - ملک کی سیاسیات اور دیگر انتظامی شعبہ‌جات پر ان حالات کا اثر پڑنا لازم تھا - سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان ہوتی گئیں - راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رہا - رعایا کی رائے پیروں سے ٹھکرائی جانے لگی - راجاؤں کو آپس کی لڑائیوں سے اتنی فرصت ہی نہ تھی کہ رعایا کی آسائش کا خیال کریں - ہاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی ضرورت ہوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا - راجہ خود ہی اپنے وزرا مقرر کرتا تھا - کوئی انتخاب کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزرات نہ تھی - اس وقت تک وہی پرانے منصبدار چلے آتے تھے - گیارھویں اور بارھویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتیہ (وزیر)، پروہت مہا دھرم ادھیکش (مذہبی معاملات کا افسر اعلیٰ)، مہا ساندھی وگرہک (لڑائی اور صلح کرنے والا افسر اعلیٰ)، مہا سیناپتی (سپہ‌سالار)، مہا مدرا ادھیکرت (جس کے قبضہ میں شاہی مہر رہتی تھی)، مہاکش پٹلک (افسر بندوبست)، وغیرہ عہدہ‌داروں کے نام ملتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آئین سیاست میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی تھی - ان عہدوں کے نام کے ساتھ «مہا» کے استعمال سے واضع ہوتا ہے کہ اُن کے ماتحت اور بھی

اہلکار رکھتے تھے (۱) - رانی اور ولی عہد بھی حکومت میں شریک ہوتے تھے - کچھ ریاستوں میں محض محاصل میں اضافہ کر دیا گیا - پچھلے راجاؤں کے زمانہ میں کتنے نئے محصولوں کا ذکر ملتا ہے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تھا - چھیتر پال اور پرانت پال وغیرہ کئی منصبداروں کے نام ملتے ہیں - آمد و خرچ کا محکمہ بھی سابق دستور تھا - عدالتوں کا انتظام بھی پہلے ہی کا سا تھا - راجہ کی عدم موجودگی میں " پراڈ وواک " (افسر عدالت) ہی کام کرتا تھا - البیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکھا ہے "کوی استغاثہ دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تھا - اگر کوئی تحریری شہادت نہ ہوتی تھی تو چار گواہ ضروری ہوتے تھے - انہیں جرح کرنے کا مجاز نہ تھا - براہمنوں اور چھتریوں کو خون کے جرم میں بھی قتل کی سزا نہ دی جاتی تھی - اُن کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تھا - چوری کے جرم میں براہمن کو اندھا کر کے اس کا بایاں ہاتھ اور داہنا پیر کاٹ لیا جاتا تھا - چھتری اندھا نہیں کیا جاتا تھا" - اس سے تحقیق ہوتا ہے کہ اس زمانہ تک بھی سخت اور ظالمانہ سزائیں دینے کا رواج موجود تھا - (۲)

(۱) چنتامنی ونائک وید - ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۳ - صفحہ ۳۴۳-۵۴ -
(۲) البیرونی انڈیا جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸-۶۲ -

فوجی انتظام میں کچھہ تبدیلی پیدا ہو رہی تھی - مستقل فوج رکھنے کا رواج کم ہوتا جاتا تھا - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لینے کا رواج بڑھتا جاتا تھا - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تھے - پچھلے زمانہ کے تامبے پتروں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی سینا پتی ' ہاتھی ' گھوڑوں ' اونٹوں اور بحری فوج کے افسر وغیرہ رہتے تھے - (۱)

باہمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں روز بروز ضعف آتا جاتا تھا - سندھہ تو آٹھویں صدی ہی میں مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا - اور گیارھویں صدی تک پنجاب بھی لاہور تک اُن کے ہاتھہ میں جا چکا تھا - بارھویں صدی کے آخر تک دلی ' اجمیر ' قنوج وغیرہ ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری ہو گئی اور کچھہ عرصہ بعد ممالک متحدہ ' بنگال ' دکن ' وغیرہ صوبوں پر بھی اسلامی اقتدار قائم ہو گیا - اور رفتہ رفتہ بیشتر ہندو ریاستیں تباہ ہو گئیں -

مالی حالت

ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہندوستان نے محض روحانیت میں درجہ کمال نہ حاصل کیا تھا ' دنیاوی

---

(۱) سی وی ریڈ - ہسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۳ - صفحہ ۴۷۰ -

معاملات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی - یہاں ہم اس زمانہ کي مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا چاھتے ھیں -

زراعت اور آبپاشي کا انتظام

هندوستان کا خاص پیشہ زراعت تھا - اس زمانہ میں تقریباً سبھي قسم کی جنسیں اور پھل پیدا ھوتے تھے - کاشتکاروں کے لئے ھر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشی کا انتظام قابل تعریف تھا - نہروں ' تالابوں اور کنووں کے ذریعہ سے سنچائی ھوتي تھی - نہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترنگنی میں انجینیر کا ذکر آیا ھے جس کا نام ' سُویہ ' تھا - جب کشمیر میں سیلاب آ گیا تو وھاں کے راجہ اونتی ورما نے اُس سے اس کا انسداد کرنے کے لئے کہا - سُویہ نے جھیلم کے کنارے بڑے بڑے باندھہ بندھواکر اُس سے نہریں نکلوائیں - اتنا ھی نہیں ' اُس نے ھر ایک گانوں کی زمین کا اس اعتبار سے کیمیائی معائنہ کیا کہ کس قسم کی زمین کے لئے کتنے پانی کی ضرورت ھے - اِسی معائنہ کے مطابق ھر ایک گانوں کو مناسب مقدار میں پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا ھے کہ سُویہ نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپیرا سانپ کو نچاتا ھے - اُس کے اِس حسن انتظام کا یہہ نتیجہ ھوا کہ مزروعہ میں بہت اضافہ ھو گیا اور ایک کھاری

(ایک خاص وزن) چاول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک هو گئی - صوبہ تامل میں ندیوں کو مهانے کے پاس روک کر پانی جمع کرنے کا انتظام کیا جاتا تها - همارے زمانه سے قبل چول کے راجه کریکال نے کاویری ندی پر سو میل کا ایک باندهه بنوایا تها - راجندر (۳۵-۱۸-۱۰ء) نے اپنے نئے دارالخلافه کے پاس ایک وسیع تالاب بنوایا تها - همارے زمانه سے قبل بڑے بڑے تالاب بنوانے کا رواج بهی کافی تها - چندرگپت موریا کے زمانه میں گِرنار کے نیچے ایک وسیع تال بنوایا تها جس میں سے بعد کو اشوک نے نهریں نکلوائیں - وقتاً فوقتاً ان کی مرمت بهی هوتی رهتی تهی (۱) - بهتیرے راجے جگه جگه اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بنواتے تهے جن سے سنچائی بہت اچهی طرح هو سکتی تهی - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی هے - پرمار راجه بهوج نے بهوجپور کے پاس ایک عظیم‌الشان تالاب بنوایا تها جو دنیا کی مصنوعی جهیلوں میں سب سے بڑا تها - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، بهلا وغیرہ تالاب بهی سابق کے راجاؤں هی نے بنوائے تهے - کنووں سے مختلف طریقوں پر سنچائی هوتی تهی جو آج بهی رائج هے - آریوں کے ساتهه یهه رواج لنکا

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹیٹیوشنز اینڈ تهیوریز آف دی هندوز صفحه: ۱۰۳-۴ -

میں بھی داخل ہوا - پراکرم باھو (۱۱۵۰ع) نے لنکا میں ۱۴۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نہریں بنوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نہروں کی مرمت کروائی - اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کی ترقی کے لئے نہروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتی شہر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ھندوستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانہ قدیم سے ھندوستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پانڈیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سر بفلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملابار کے ساحل پر ونچی تجارتی اعتبار سے بہت اہم مقام تھا - کارومنڈل ساحل پر پکر اعلی درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھانی باناپی (ضلع بیجاپور میں) بین الاقوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتی مقام تھا - جہاں سے تجار مشرقی چین کی طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ھند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اجین بھی کم رونق دار نہ تھا - اُجین شمالی ھند اور بھڑوچ کے بندرگاہ

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ھندوز صفحہ ۱۰۳-۱۰۴ -

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھڑوچ سے فارس، مصر، وغیرہ ملکوں میں هندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا - پاٹلی پتر یا پٹنہ تو زمانہ قدیم سے مشہور تھا جس کا ذکر میگاستھنیز نے تفصیل کے ساتھہ کیا هے - اس کے بیان کے مطابق پٹنہ میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ دروازے تھے اور شہر کا رقبہ ساڑھے اکیس میل تھا - آرےلین کے زمانہ میں روم شہر کی وسعت غالباً اس کی نصف تھی - علی هذا اور بھی کتنے هی بڑے بڑے شہر هندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحری راستے

هندوستانی تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے هوتی تھی - بڑے بڑے بیڑے باربرداری کے لئے بنائے گئے تھے - عرب، فنیشیا، فارس، مصر، یونان، روم، چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھہ هندوستان کے تجارتی تعلقات تھے - بحری سفر کی ممانعت زمانہ ما بعد کی بات هے - هرش نے هیونسانگ کو بحری راستہ سے چین واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا کی روائتوں سے پانچ هزار هندوستانیوں کے کئی جہازوں پر جاوا جانے کا پتہ چلتا هے - اِتسنگ واپسی کے وقت سمندری راستہ هی سے چین گیا تھا - جہاز سازی کے فن

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی هندوز صفحہ ۶۰-۶۵ -

میں اہل ہند مشاق تھے - اور زمانہ قدیم سے اِسے جانتے تھے - پروفیسر میکس ڈنکر کے بیان کے مطابق ہندوستان کے لوگ عیسیٰ سے دو ہزار برس قبل بھی جہاز رانی سے واقف تھے - (۱)

تجارت کے خشکی راستے

خشکی راستہ سے بھی تجارت بہت زیادہ ہوتی تھی - تجارتی آسانی کے خیال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی جاتی تھیں - جنگی نقطہ نگاہ سے بھی یہہ سڑکیں کچھہ کم اہم نہ تھیں - کارومنڈل ساحل پر ایک بہت بڑی سڑک کوئی ۱۶۰۰ میل کی تھی - یہہ راس کماری تک جاتی تھی جسے چوڑدیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ء) بنوایا تھا - فوجی اعتبار سے بھی اس کی خاص اہمیت تھی - ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت پہلے موریہ راجاؤں کے زمانہ میں پاٹلی‌پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل لمبی سڑک بن چکی تھی - معمولی سڑکیں تو ہر چہار طرف تھیں - (۲) خشکی راستہ سے صرف اندرونی تجارت نہ ہوتی تھی ' خارجی تجارت بھی ہوتی تھی - رائز ڈیوڈز نے لکھا ہے اندرونی اور بیرونی ' دونوں قسم کی تجارت دونوں راستہ سے ہوتی تھی - ۵۰۰ بیل گاڑیوں کے قافلہ کا ذکر پایا جاتا ہے - خشکی راستہ سے چین ' بابل ' عرب ' فارس وغیرہ ملکوں

---

(۱) ہر بلاس سارڈا - ہندو سپیریارٹی صفحہ ۳۶۴ -

(۲) ونے کمار سرکار کی کتاب متذکرہ بالا - صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتهہ هندوستان کی تجارت هوتی تهی - (۱) اِنسائکلو پیڈیا برٹنیکا میں لکها هے کہ یوروپ کے ساتهہ هندوستان کا بیوپار مندرجہ ذیل راستوں سے هوتا تها -

۱ — هندوستان سے پل مائرا نام کے شہر سے روم هوتا هوا شام کی طرف -

۲ — همالیہ کو پار کر کے آکسس هوتے هوے بحر کاسپین اور وهاں سے وسط یوروپ - (۲)

هندوستانی تجارت

هندوستان سے زیادہ‌تر ریشم ' چهینٹ ' ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے ' اور هیرا ' موتی ' مسالے ' مور کا پر ' هاتهی دانت وغیرہ بہت بڑی مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کئے جاتے تهے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے هندوستانی ململ نکلی هے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث هندوستان اتنا فارغ‌البال هو گیا تها - پلینی نے لکها هے کہ روم سے سالانہ نو لاکهہ پونڈ (ایک کروڑ روپئے) هندوستان میں آتے تهے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکهہ روپیہ هندوستان میں کهنچے چلے جاتے تهے - (۴)

---

(۱) دی جرنل آف دی رائل ایشیا ٹک سوسائٹی سنہ ۱۹۰۱ ع -

(۲) انسائکلو پیڈیا برٹینکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۴۵۹ -

(۳) پلینی - نیچرل هسٹری -

(۴) انسائکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۱ - صفحہ ۴۶۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف میلوں اور تیرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تیرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاہک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید فروخت ہوتی تھی - آج بھی هردوار ' کاشی ' اور پشکر وغیرہ تیرتھوں میں جو میلے لگتے ھیں اُن کی تجارتي وقعت کچھہ کم نہیں ھے -

صنعت و حرفت

في زمانذا هندوستان صرف زراعتی ملک ھے ' لیکن پہلے یہہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقي کی تھی - سب سے بیش قیمت دستکاری کپڑے بننا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہین سے مہین ململ ' چھینت ' شال ' دوشالے ' وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ سازی کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نباتات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہہ ایجاد بھی هندوستان هی کی ھے - نیل کي کاشت تو رنگ هی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اٹھارهویں صدی تک قائم تھی - یہانتک کہ ایسٹ انڈیا کمپني نے اُسے بالکل غارت کر دیا -

لوھا اور دیگر معدنیات

لوھے اور فولاد کی صنعت میں هندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی تھي - کچے لوھے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقه اهل هند کو زمانه قدیم سے معلوم تھا - زراعت کے سبھی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحے قدیم سے بنتے چلے آتے تھے - لوهے کی صنعت تو اتنے فروغ پر تھی که مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بھی فینیشیا بھیجا جاتا تھا - ڈاکٹر رائے نے لکھا ہے ” دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی ہے ' لیکن فارس نے هندوستانیوں سے هی یہه فن سیکھا تھا اور فارس سے عربوں نے اُسے حاصل کیا “ - (۱)

هندوستان کے کمال آهنگری کی مثال قطب مینار کے قریب کا آهنی ستون ہے - اتنا بڑا ستون آج بھی یوروپ یا امریکه کا بڑے سے بڑا کارخانه نہیں بنا سکتا - اِس ستون کو بنے ڈیڑهه هزار سال گزر گئے هیں ' پر وہ موسمی تغیرات کا دلیرانه مقابله کر رہا ہے ' یہاں تک که اُس پر زنگ کا کہیں نام نہیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نہیں رکھتی - دهار کا ”جے استمبهه ' (یعنی ستون فتح) بھی ایک قابل دید چیز ہے - مسلمانوں نے اسے مسمار کیا - اُس کا ایک کھنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا ہے - اس کا ایک چھوٹا سا تیسرا کھنڈ بھی مانڈو سے ملا هوا ہے - اس زمانه کے راجه اپنی فتوحات کی یادگار میں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تھے - لوهے کی صنعت کا ذکر کرتے هوے مسز میننگ نے لکھا ہے که آج

---

(۱) هر بلاس ساردا - هندو سوپیریارٹی صفحه ۳۵۵ -

بھی گلاسگو اور شیفیلڈ میں کچھہ سے بہتر فولاد نہیں بنتا - (۱) لوہے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت اچھا ہوتا تھا - سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور اور ظروف بنتے تھے - ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا استعمال ہوتا تھا - بھانت بھانت کے جواہرات کاٹکر سونے میں جڑے جاتے تھے - بودھہ زمانہ کے کچھہ ایسے سونے کے پتر ملے ہیں جن پر بودھہ جاتکیں (روائتیں) منقوش ہیں - اُن میں کئی ورق پلے اور ہیرے کے بنے ہوے ہیں اور پچی‌کاری کے طریقہ سے لگے ہوے ہیں - جواہرات اور قیمتی پتھر کی بنی ہوئی مورتیں دیکھنے میں آئی ہیں - اور ایسی ایک بلوریں مورتی تو اندازاً ایک فٹ اونچی پائی گئی ہے - پپراوا کے استوپ (مینار) میں سے بلور کا بنا ہوا ایک چھوٹے منھہ کا گول خوبصورت برتن نکلا ہے جس کے ڈھکن پر بلور کی خوبصورت مچھلی بنی ہوئی ہے - سونے کی بنی ہوئی کئی مورتیں اب تک موجود ہیں - پیتل یا ہشت دھات کی طرح طرح کی قابل دید اور جسیم مورتیں اب تک کتنی ہی مندروں میں موجود ہیں - اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ هندوستان میں کہاں سے دھات نکالنے اور انہیں صاف کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی -

---

(۱) اینشنٹ اینڈ میڈیول انڈیا - جلد ۲ - صفحہ ۳۶۵ -

کانچ وغیرہ کی صنعت

دھاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بھی یہاں بہت اچھا ہوتا تھا - پلینی نے ہندوستانی شیشہ کو سب سے اچھا کہا ہے - کھڑکیوں اور دروازوں میں بھی کانچ لگتا تھا اور آئینے بھی بنائے جاتے تھے - ہاتھی دانت اور سنکھ کی چوڑیاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تھیں - اُن پر طرح طرح کی کاریگری بھی ہوتی تھی - ان کاموں کے لئے بہت مہین اوزار بنائے جاتے تھے - اسٹیورنس نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے دستکار اتنے چھوٹے اور باریک اوزاروں سے کام کرتے ہیں کہ اہل یوروپ ان کی چابکدستی اور صفائی پر متحیر ہو جاتے ہیں - (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تھا - اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تھا - ایک پیشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تھے - جماعت کے ہر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی - یہی پنچائت ہی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تھی - گاؤں یا ضلعوں کی سبھاؤں میں اِن کے قائم مقام بھی رہتے تھے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دھیان رکھتے تھے - اُنہیں بھی ان جماعتوں

(۱) اسٹیورنس کا سفر نامہ - صفحہ ۲۱۲ -

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اہل حرفہ یا دستکاروں هي کي نه هوتی تھیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بھی بنی هوئي تھیں - گوتم ' منو اور برهسپتی (سنه ۲۵۰ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پنچائت کا ذکر موجود هے - گڈیریوں کی پنچائتوں کا حواله کتبوں میں پایا جاتا هے - راجندر چول (گیارهویں صدی) کے زمانه میں جنوبی هند کے ایک گانوں کی گڈیریوں کي پنچائت کو ۹۰ بھیڑیں اس غرض سے دی گئی تھیں که وہ ایک مندر کے چراغ کے لئے روزانه گھی دیا کرے - ایک کتبه سے معلوم هوتا هے که وکرم چول کے زمانه میں ۵۰۰ تاجروں کی ایک جماعت تھي - پنچائتوں کا یہہ طریقه زمانه قدیم سے چلا آتا تھا - بودھه تذکروں میں بڑي بڑی پنچائتوں کے حوالے ملتے هیں - گپت زمانه میں اهل حرفه کی بہت سی پنچائتیں موجود تھیں - ۴۶۵ ع میں تیلیوں کی ایک پنچائت کو مندر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تھا - اسی طرح کول ' گندھی ' دھانک وغیرہ پیشەوروں کی پنچائتیں بھی قائم تھیں - یہہ پنچائتیں بینکوں کا کام بھی کرتی تھیں - هندوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انہیں پنچائتوں کے ذریعه هوتی تھی - (۱)

---

(۱) دي پولیٹیکل انسٹي ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي هندوز - صفحه ۴۰-۵۰ -

سکے

سکوں کا کچھہ مختصر تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا - پہلے هندوستان میں تبادلہ کا رواج عام تھا - دوکاندار بھی تبادلہ هی سے خرید فروخت کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے اکثر اهلکاروں کو مشاهرہ بھی غلہ هی کی صورت میں دیا جاتا تھا - سرکار بھی لگان غلہ هی کی صورت میں لیتی تھی - اس انتظام کے باعث هندوستان میں سکے بہت کم بنتے تھے - سکوں کی زیادہ ضرورت بھی نہ تھی - هر ایک راجہ اپنے اپنے نام کا سکہ بنواتا تھا - سکے بیشتر سونے ' چاندی یا تانبے کے هوتے تھے - زمانہ قدیم میں بھی سکوں کا چلن تھا - لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجہ کا نام منقوش نہ هوتا تھا - صرف ان کا وزن معین هوتا تھا - هاں ' ان پر آدمی ' جانور ' پرند ' سورج ' چاند ' دهنش ' تیر ' مینار ' بودهی درخت ' منگل ' بجر ' ندی ' پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے نشانات بنے هوتے تھے - یہہ تحقیق نہیں هے کہ یہہ سکے سرکار کی طرف سے بنتے تھے یا تاجروں یا پنچایتوں کی طرف سے -

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے هیں جو مالو قوم کے هیں - ان کے بعد یونان ' شک ' کشن اور چھتریوں کے سکے ملتے هیں - یہہ سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالنقوش هیں - ان کے سکے سونے ' چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گپت خاندان کے راجاؤں نے سکہ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ہے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ہیں - سونے کے سکے گول اور منقوش ملتے ہیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ہے - چاندی کے سکوں میں گپتوں نے بھی بے احتیاطی سے چھترپون کی نقل کی - ایک طرف چھترپون ہی جیسا سر اور دوسری طرف عبارت ہوتی تھی - گپتوں کے بعد چھٹویں صدی میں ہنوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وہاں سے ساسانیوں کے چاندی کے سکے ہندوستان لائے - وہی سکے راجپوتانہ، گجرات، کاٹھیاوار، مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ہو گئے اور پیچھے سے انہیں کی بھدی نقلیں یہاں بھی بننے لگیں - ان کی ہیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑی کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معلوم ہونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - ساتویں صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی - جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ ہرش، گوہل بنسی، پرہار بنسی، تور بنسی، ناگ بنسی، (نرور کے) گاہڑوالوں، راشٹر کوٹوں، (دکن کے) سولنکیوں، جادووں، چوہانوں (اجمیر اور سانبھر کے)، اُدبھانڈپور (اوہند)، وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتنے ہی سکے ملتے ہیں - لیکن ہر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کی غفلت اور بے توجہی ثابت ہوتی ہے - یہی سبب ہے کہ سونے

وغیرہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ہے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ہے - بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی - اجمیر کے چوہان راجہ اجے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چلائے تھے - مسلمانوں نے اجمیر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج ہندو سکوں کی نقل کی لیکن بعدہٗ انہوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا -

ہندوستان کی مالی حالت

ہندوستان اپنی زراعت ، تجارت ، حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا - اُس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی - شہری زندگی ، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں ، سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے - تجارت برامد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھی - یہاں ہیرے ، نیلم ، موتی اور پنا کی کھانیں تھیں - مشہور کوہ‌نور ہیرا بھی اس زمانہ میں ہندوستان میں تھا - پلینی نے ہندوستان کو ہیرے ، موتی اور دیگر جواہرات کا مخزن کہا ہے - واقعہ یہی ہے کہ ہندوستان ہیرے ، موتی ، مونگے ، لال ، اور متعدد قسم کے دیگر جواہرات کے لئے مشہور تھا - سونا بھی یہاں

به افراط هوتا تها - لوها ' تانبا اور سیسه به کثرت نکلتا تها - چاندي زیاده تر دوسرے ملکوں سے آتی تهی اس لئے مهنگی هوتی تهي - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آٹھ گنی هوتی تهي جو همارے زمانه کے آخر تک سوله گنی هو گئی تهي -

ملک کی یهه خوشحالی همارے زمانه کے آخری حصه تک قائم رهی - سومناتهه کے مندر میں سونے اور چاندی کی کتنی هي جواهر نگار مورتیں تهیں - قریب هی ۲۰۰ من سونے کی زنجیر تهی جس کے ساتهه گهنٹے بندهے هوتے تهے - محمود غزنی اسي مندر سے ایک کرور سے زیاده کی دولت لوٹ لے گیا - اِسی طرح قنوج اور متهرا وغیره مقامات سے بهی وه بے تعداد دولت لے گیا - اگر هندوستان کی معاصرانه خوشحالی کا اندازه مقصود هو تو اس زمانه کے بنے هوے سیکڑوں عالي شان مندروں کو دیکهنا چاهئے جن کے کلس ' مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواهر نگار هیں -

صنعت اور دستکاری

فن سنگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے هیں - غار ' مندر ' ستون ' مورتی - همارے یهاں سنگتراشی کے فن کا نشو و نما مذهبی جذبات کے زیر اثر هوا هے - بودهه مینار ' چیت اور بهار وغیره اس فن کے سب سے قدیم محفوظ

کارنامے هیں - مہاتما بدهه کے نروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مینار بنوانے شروع کئے - بودهوں میں ان میناروں کا بہت احترام ہونے لگا - رفتہ رفتہ کئی مینار تعمیر ہوے جن کی صناعی قابل دید ہے - مینار بھی مندر کی طرح پاک سمجھا جاتا تھا اور اُس کی چاروں طرف گلکاریوں سے آراستہ عالی شان دروازے ' اور بیرونی محراب وغیرہ بنائے جاتے تھے ' اور اُن کے چاروں طرف اُتنے ہی خوشنما جنگلے لگائے جاتے تھے - ایسے میناروں میں سانچی اور بھرهت کے مینار خاص هیں جو عیسیٰ کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر ہوئے هیں - اب تک اُن پر بودهہ دهرم کے قابل پرستش نشانات ' دهرم چکر ' بودهی درخت (شجر معرفت) ' هاتهی وغیرہ ' اور بدهہ کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صفائی سے منقوش هیں -

غار

همارے یہاں پہاڑوں کو کاٹ کر دو طرح کی گپھائیں بنائی جاتی تھیں - چیت اور بہار - چیت کے اندر ایک مینار ہوتا تھا اور ایک وسیع دیوان جہاں عوام جمع ہو سکیں - ایسی گپھاؤں میں کارلی کا ذکر کیا جا سکتا ہے - بہار بودهہ سادهوؤں اور بھکشوؤں کا مٹھہ ہوتا تھا جس میں ہر ایک بھکشو کے لئے الگ الگ کمرے بنے

ہوتے تھے - ایسے غار خاص طور پر دکن میں ہیں جن میں اجنتا ' الورا ' کارلی ' بھاجا ' بھڑسا وغیرہ خاص ہیں - دکن کے علاوہ کاٹھیاواڑ میں جوناگڑھ کے قریب ' راجپوتانہ میں ' جھالاوار راج میں ' کولوی اور ممالک متوسط میں دھمنار ' باگھہ وغیرہ ایسے مقامات ہیں - اِن میں سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور نفیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے - زیادہ‌تر گپھائیں بودھوں کی ہیں - جین اور ویدک دھرم سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں - اکثر گپھائیں ہمارے زمانہ مخصوص سے قبل کی ہیں لیکن اجنتا کی بعض گپھائیں ' اور کولوی ' دھمنار اور باگھہ وغیرہ ہمارے زمانہ کے ابتدائی حصہ کی ہیں - یہہ سب گپھائیں ہندوستانی سنگ‌تراشی کے بہترین نمونے ہیں اور بڑے بڑے نقادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارھویں صدی تک سیکڑوں جینیوں ' اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی برہمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں موجود ہیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے ہیں ' اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - جینوں اور برہمنوں

کے مندروں میں بہت کچھہ یکسانیت پائی جاتی هے، فرق صرف اتنا هے کہ جین مندروں میں، ستونوں، دیواروں اور چھتوں میں جین دهرم سے متعلق مورتیاں اور روائتیں منقوش هیں - برهمنوں کے مندروں میں اُن کے دهرم سے متعلق اکثر جینیوں کے خاص مندروں کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی هوتی هیں جن میں مختلف تیرتھنکروں کی مورتیں نصب کی جاتی هیں - برهمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر چار چھوٹے چھوٹے مندر هوتے هیں - ایسے مندروں کو پنچائتی مندر کہتے هیں - برهمنوں کے مندروں میں خاص گربھہ گرہ هوتا هے جہاں مورتی نصب کی جاتی هے - اُس کے آگے منڈپ هوتا هے - جین مندروں میں کہیں کہیں دو منڈپ اور ایک لمبی چوڑی بیدی بھی هوتی هے - دونوں طرز کے مندروں میں گربھہ گرہ کے اوپر کنگرہ اور اُس کے سب سے اونچے حصہ پر ایک بڑا پہیہ هوتا هے جسے آملک کہتے هیں - آملک کے اوپر کلس رهتا هے - کلس هی میں جھنڈی هوتی هے جسے دهوج دنڈ کہتے هیں -

• دراوڑ طرز کے کچھہ مندروں میں اس حصہ کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب هوتی هے کئی منزلوں کا ایک چوکور منڈپ هوتا هے جسے بمان کہتے هیں - اس کی شکل بتدریج مخروطی هوتی جاتی هے یہاں تک کہ سب سے بالائی حصہ بہت چھوٹا رہ جاتا هے - دراصل اس بمان
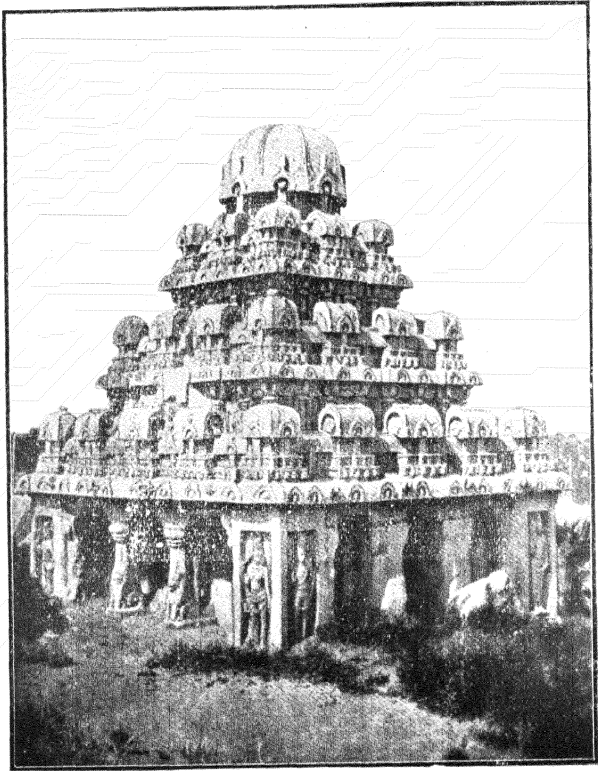
(۱۹) دراوڑ نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھہ

[ماموِل پورم]
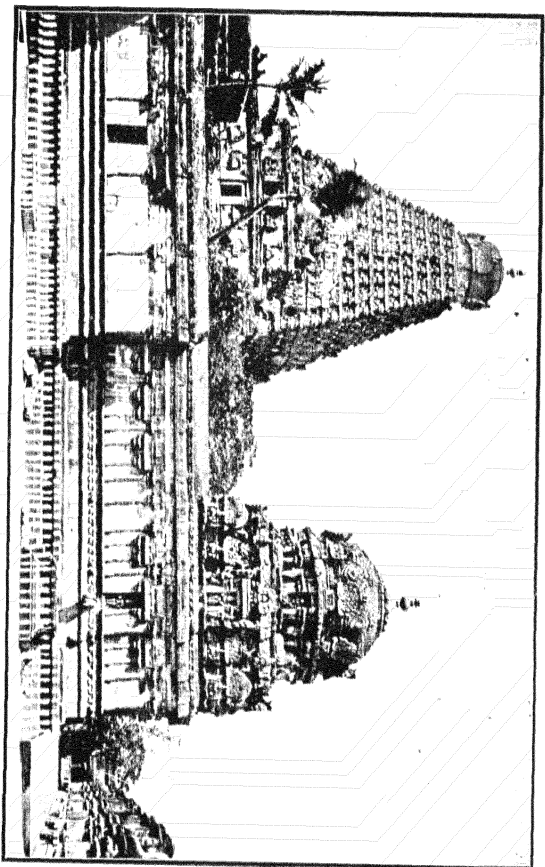
صفحہ ۲۱۴

(۲۰) دراوڑ نمونہ کا ہندو مندر

[تانجور]

صفحہ ۲۱۵

کا اوپری حصہ چوکور مخروطی شکل کا ہوتا ہے - ان بمانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کنگرے کا قائم مقام سمجھنا چاہئے - گربھہ گرہ کے آگے منڈپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ہوتی ہے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا "گوپُرم" (گوپور صدر دروازہ) ہوتا ہے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں - شمالی ہندوستان میں "پشکر" بندرابن وغیرہ تیرتھہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ہیں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولنکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھی زیادہ تر دراوڑ طرز کے ہیں - کچھہ خفیف سی نامشابہت ضرور پائی جاتی ہے - اسی بنا پر علما نے اُن مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ہے - معلوم ہوتا ہے مغربی ہند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ہو گیا ہے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کناڑی صوبہ سے نظام اور میسور راج تک ' جہاں چالوکیوں کی بادشاہت رہی ' کئی جگہ ملتے ہیں - نیپال کے کے شیو اور ویشنو مندر شمالی ہندوستان کے طرز کے ہیں - کچھہ مندر چینی طرز کے چرچےدار اور کئی منزلوں کے بھی ہیں -

ہمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سیکڑوں خوبصورت

مندر موجود هیں جن میں سے بعضوں کا حوالہ ذیل میں دیا جاتا هے -

آریہ طرز کے برهمنوں کے مندر ، بهونیشور ، (اُڑیسہ میں) ، ناگدا اور باڈولی (اُدے پور راج میں) ، چتوڑ گڑهہ ، گوالیر ، چندراوتی (ریاست جهالاواڑ میں) ، اوسیاں (ریاست جودهپور میں) ، چندراوتی ، برمان (سروهی راج میں) ، کهجراهو (وسط هند میں) ، کنارک ، لنگ راج (اڑیسہ میں) ، وغیرہ مقامات میں هیں - اِسی طرح آبو ، کهجراهو ، ناگدا ، مکت گری ، اور پالی تانا ، وغیرہ مقامات کے جین مندر بهارتی فن تعمیر کے اعلیٰ نمونے هیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور (چنگلی پٹ ضلع میں) ، کانجی ورم (کانچی) ، اِلورا ، تنجور ، بیلور (میسور ریاست میں) ، بادامی (بیجا پور ضلع میں) ، سری رنگم (ترچناپلی میں) ، اور سرون بیل گولا (حسن ضلع میں) ، وغیرہ مقامات میں هیں - فن تعمیر کے اعتبار سے یهہ مندر کتنے اعلیٰ پایہ کے هیں یهہ علما کے ذیل کے اقتباسات سے ظاهر هوگا -

باڈولی کے مندر کی سنگتراشی کی تعریف کرتے هوے کرنل ٹاڈ نے لکها هے : ”اُس کی حیرت انگیز اور بے مثال کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باهر هے ، گویا کمال کا خزانہ لٹا دیا گیا هے - اُس کے ستون ، چهت اور کنگرہ کا ایک ایک پتهر چهوتے سے مندر کا نظارہ دکهاتا هے - هر ایک ستون پر نقاشی کا کام اتنا باریک
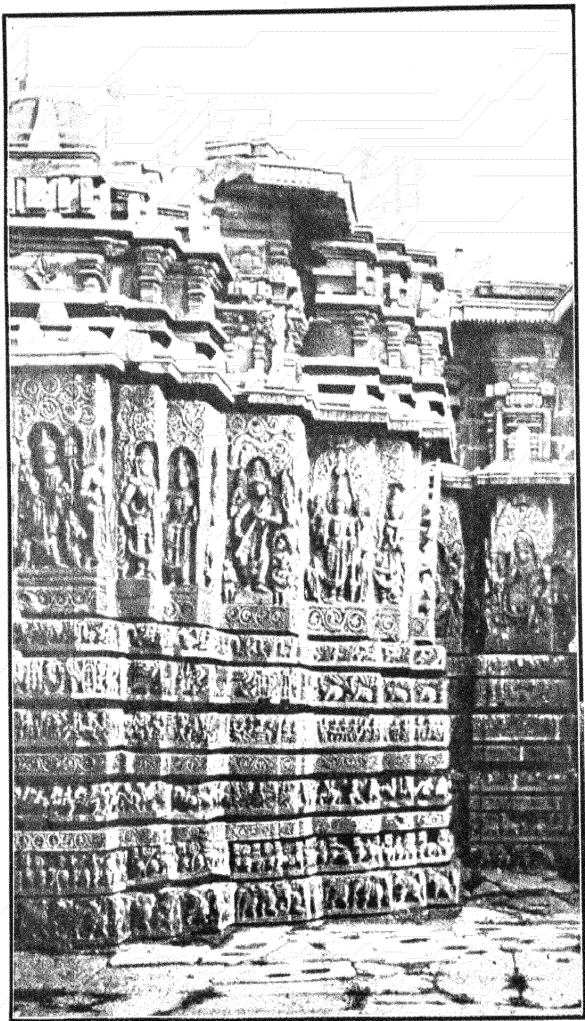
(۲۱) هویس لیشور کے مندر کا باہری حصہ

[هلیبڈ]

(۲۲) آریہ نمونہ کا ہندو مندر

[کھجراٹو]

صفحہ ۲۱۷
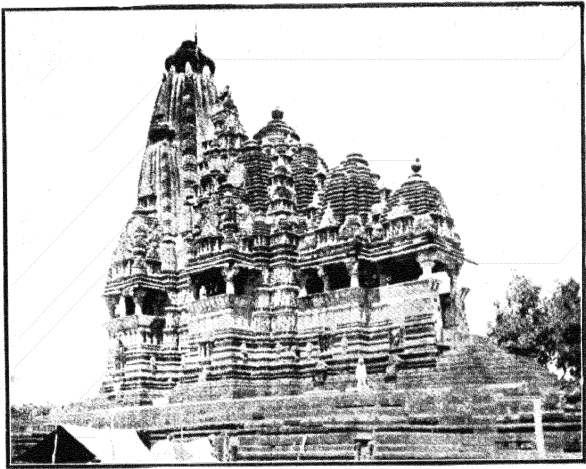
هے کہ اس کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا " (۱) - ہندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماہر مسٹر فرگوسن کہتے ہیں : " آبو کے مندروں میں ' جو سنگ مرمر کے ہیں ' ہندوؤں کی چھینی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسي باریک صورتیں نقش کی ہیں کہ ہر چند محنت اور کوشش کرنے پر بھی میں کاغذ پر اُن کی نقل نہ کر سکا " - (۲)

ہیلےبڈ کے مندر کی بابت ونسنٹ اسمتھ صاحب کہتے ہیں : " یہہ مندر انسانی اعتقاد اور مذہبی جوش کا حیرت انگیز نمونہ ہے - اس کی گلکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیری نہیں ہوتی " (۳) - اسی مندر کے متعلق پروفسر اے اے میکڈانل کا بیان ہے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ہوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ہو - نیچے کی مربع ہاتھیوں کي قطار میں دو ہزار ہاتھی بنائے گئے ہیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتي - (۴)

متھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ہو چکے ہیں محمود غزنوي نے غزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں بے شمار مندروں کے علاوہ ایک ہزار مندر مسلمانوں کے

---

(۱) ٹاڈ راجستھان - جلد ۳ - صفحہ ۱۷۵۲-۵۳ -

(۲) پکچرسک اِلسٹریشنس آف اینشنٹ آرکي ٹکچر ان هندوستان -

(۳) هسٹري آف فائن آرٹ اِن انڈیا - صفحہ ۴۲ -

(۴) انڈیاز پاسٹ - صفحہ ۸۳ -

ایمان کی طرح مستحکم هیں - اُن میں سے کئی تو سنگ مرمر کے بنے ہوئے هیں جن کی تعمیر میں کروڑوں دینار خرچ ہوئے ہونگے - ایسی عمارتیں ۲۰۰ سال میں بھی تیار نہیں ہو سکتیں - (۱)

ستون

دهلی ' پریاگ ' سارناتھ وغیرہ کے اشوک کے بنوائے ہوے ستون هندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم هیں - یہہ کوہ پیکر ستون ایک هی پتھر سے کاٹے گئے هیں اور اُن پر جلا اتنی خوبصورت ہے کہ اس کا بیشتر حصہ آج تک قائم هے - فی زمانا پتھر پر اتنی مضبوط پالش کرنا غیر ممکن سا معلوم ہوتا هے - ان ستونوں کے بالائی حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کلغیاں تھیں - چوٹی پر کہیں ایک اور کہیں چار شیر بنے ہوے تھے - ایسے دو تین ٹکڑے اب تک موجود هیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رہے هیں - اشوک کے بعد بوس نگر کا مشہور ستون ' مہرولی (دهلی سے ۱۲ میل) کا مشہور آهنی ستون اور دیگر تعمیرات هیں جو همارے دور منحصرص سے قبل کی هیں - همارے دور کے ستون میں دو عظیم‌الشان ستون مندسور کے قریب سوندنی موضع میں هیں - انہیں راجہ یشودهرمن نے اپنے فتوحات کی

---

(۱) برگ - فرشتہ - جلد ۱ - صفحہ ۵۸-۵۹ -

یادگار میں بنوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک ھی پتھر سے نہیں بنائے گئے ھیں ' بلکہ کئی تکڑے ایک دوسرے پر جما دئے گئے ھیں - آج کل وہ کھڑے نہیں ' بلکہ زمین دوز ھو رھے ھیں - یشودھرمن کے ستونوں کے علاوہ مختلف مقامات پر ھزاروں ستون یا تورن موجود ھیں ' جن میں کچھہ مندروں کے سامنے نصب ھیں ' اور کچھہ مندروں ھی میں لگے ھوے ھیں - اُن کی صناعی کا اندازہ دیکھنے ھی سے ھو سکتا ھے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بننے کی سب سے قدیم شہادت کوتلیہ (چانکیہ) کے ارتھہ شاستر (اقتصادیات) میں ملتی ھے - لیکن دست برد روزگار سے بچی ھوی مورتوں میں سب سے قدیم یوسف زئي ' یا قندھار سے نکلی ھوئی مختلف قامتوں کی بدھہ کی مورتیاں ھیں - متھرا کے کنکالی تیلے والی جین مورتیں اور راجہ کنشک کی بنوائی مورتیں بھی بہت قدیم ھیں - یہہ سب عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے قریب کی ھیں - ھندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشنو مندر قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات بیس نگر (بدشا) اور نگری (چتوڑ سے سات میل شمال میں) کے کتبوں سے واضح ھے - بیس نگر کے متذکرہ بالا عظیم‌الشان ستون کے کتبے سے پایا جاتا ھے کہ " راجہ اینتی آکلیڈس کے زمانہ میں پنجاب کے رھنے والے دیہہ (Dion) کے بیٹے

هیلیوڈور (Heliodoros) نے جو بھاگوت (ویشنو) تھا دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (وشنو) کا یہہ "گروڑ دھوج" بنوایا - اشومیدھہ یگیہ کرنے والے پاراشری کے بیٹے سرب‌تات نے نارائن‌بٹ نامی مقام پر بھگوان سنکرشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتھر کا "مندر" بنوایا - بودھوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقہ کے ساتھہ عیسی کی پہلی صدی میں شروع ہوا، لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالیں عیسیٰ سے قبل کی ہیں - اِسی طرح عیسوی سنہ کی چھٹویں صدی تک کی سیکڑوں مورتیاں ملی ہیں جن کا ہمارے مخصوص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - ہمارے دور کی بھی ہزاروں ہندو اور جین دیو مورتیاں ملتی ہیں اور کلکتہ، لکھنؤ، پیشاور، اجمیر، مدراس، بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں، نیز مندروں میں موجود ہیں - یوں ہی کئی راجاؤں اور دھرم آچاریوں کی مورتیں بھی ملتی ہیں - ان مورتوں کے کمال صناعی کا بڑے بڑے نقادوں نے اعتراف کیا ہے - لیکن یہہ یقینی امر ہے کہ عیسوی سنہ کی بارھویں صدی کے نصف ثانی سے سنگتراشی کے فن کا انحطاط شروع ہوا اور جتنی خوبصورت مورتیں پہلے بنتی تھیں اُتنی پیچھے نہ بن سکیں -

هندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس بے موقع نہ ہوگا -

مسٹر ہیول نے لکھا ہے: "کسی قوم کے کمال فن کا

صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کیا لیا ہے، بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ اِس نے دوسرے قوم والوں کو کیا سکھلایا ہے - اس اعتبار سے دیکھا جاے تو ہندوستانی فن تعمیر کا درجہ یوروپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ہے - قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ فن تعمیر کا کوئی بھی طرز نہ تو کامل طور پر وطنی ہے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ہو - یونان اور اٹلی کا فن تعمیر بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہے - ہندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ہے اُس کا صد چند غیر ملک والوں کو سکھلایا ہے" (۱) -

مسٹر گریفتھہ کا قول ہے: "غاروں کو غائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمہ بھر بھی زیادہ کاٹا ہو" (۲)

پروفیسر هیرن لکھتے ہیں: "مربع ستونوں کی نقاشی، اور نسوانی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں ہندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھہ چڑھکر ہے (۳) - هیول صاحب فرماتے ہیں: "ہندوستانی طرز کی مورتوں میں جو عمق، جو

---

(۱) هیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۶۹ -

(۲) دي پینٹنگس اِن دي بدھسٹ کیو ٹمپاس آف اجنتا -

(۳) هر بلاس شاردا - هندو سوپیریارٹي - صفحہ ۳۴۳ -

معنویت اور جو قوت اظہار ہے وہ یونان کے مجسموں میں نہیں نظر آتی - (۱)

نظریات کی ترقی

ہمارے دور زیر بحث میں نظریات میں بہت ترقی ہو چکی تھی - اس صنف کی کئی کتابیں آج بھی موجود ہیں - ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا راجہ بھوج کی تصنیف کردہ "سمرانگن سوتردھار" ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیف شائع ہوئی ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں حیرت انگیز نظری ترقیاں ہو چکی تھیں - اس کتاب میں شہر، قلعہ، وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام و محل، اس کی چاروں طرف خندق کھودنے، راجاؤں کے خاص خاص قسم کے محلات، باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے کے مفصل اور مشرح اصول و قواعد درج کئے گئے ہیں - مگر یہاں ہم خوف طوالت سے انہیں نظر انداز کرتے ہیں -

نظریاتی ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت اہم تذکرہ ہے - اُس میں مختلف قسم کے صدھا اوزاروں اور آلات کا بیان کیا گیا ہے - ان میں سے بعض کا ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں : -

---

(۱) هیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۴۴ -

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور ستاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصنوعی انسان آلات کے ذریعہ باہم لڑتے ' چلتے پھرتے اور بنسی بجاتے تھے - چڑیوں کی سی آواز نکالنے والے لکڑی کے پرندے کنگن اور کنڈل وغیرہ بنانے کا بھی اس میں حوالہ ہے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو ڈوری کے ذریعہ ناچتے ' لڑتے اور اور چوروں کو پھینکتے تھے - مختلف طرز کے خوشنما فوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سینہ ' ناف ' آنکھہ اور ناخن سے فوارے نکلتے تھے - قلعوں کی حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصنوعی آبشاریں بھی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے "لفٹ" (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اُس میں ہے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل پر پہونچ جاتے تھے - ایک ایسی پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ہوجانے پر اُس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود تال سے ناچتی تھی - ایک ایسی مصنوعی ہاتھی کا ذکر ہے جو پانی پیتا جاے پر یہہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں جاتا ہے - اس قسم کے کتنے ہی عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ہے - لیکن سب سے زیادہ محیرالعقل اور مہتم بالشان امر جس کا ذکر آیا ہے وہ فضا میں چلنے والے بمان یا ہوائی تخت ہیں - بمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مہا بھلنگ نام کی لکڑی کا بنایا جاے ' اُس میں پارے کا آلہ

رکھا جائے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آتشدان ہو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں اُڑتا ہے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی میں اِن آلات کا بنانا لوگوں کو معلوم تھا ' یہاں عام طور پر اس کا رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ ہمیں اور بھی کتنے ہی آلات کے بنانے کا علم ہے ' لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے اِمعاصرانہ فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اسی صنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر ہم ادبیات کے ضمن میں کر چکے ہیں -

فن تصویر

هندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر کھنچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں - اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ ع سے قبل کی تصویریں نہیں ملتیں - کتنی ہی کتابوں میں مضموں کے متعلق تصاویر ہیں لیکن وہ سب ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت بعد کی ہیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وہی ہیں جو گپھاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ہیں - وہی ہمارے اس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی یادگار ہیں - اب تک چار گپھاؤں کا پتہ ملا ہے - اس اعتبار سے اجنتا کی گپھا کو سب پر فوقیت ہے - یہہ گپھائیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ‌آباد کے ایک اجنتا نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں - ان میں ۲۴ بہار (مٹھہ) اور ۵ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں مینار ہوتے ہیں) بنے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں ' اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں منقوش ہیں - تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاستر لگاکر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں - یہہ سب گپھائیں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں - قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا - تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے - کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں ' لیکن زیادہ‌تر تصویریں ہمارے دور کے آغاز یا اُس سے کچھہ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں - ان تصاویر سے اس زمانہ کی ہندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - ان تصویروں میں گوتم بدھہ کے واقعات زندگی اور ماتری پوشک جاتک ' وشوانتر جاتک ' شڈ دانت جاتک رو رو جاتک ' اور مہا ھلس جاتک ' وغیرہ بارہ جاتکوں میں بیان کی ہوئی روایتیں جو بدھہ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں - ان کے علاوہ مذھبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے ' تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھائے گئے ہیں ' باغچوں ' جنگلوں ' رتھوں ' راج درباروں ' ھاتھی '

گھوڑے ' ہرن ' وغیرہ جانوروں ' ہنس وغیرہ پرندوں ' اور کمل وغیرہ پھولوں کی بے شمار تصویریں بنی ہوئی ہیں - ان کو دیکھنے سے ناظر کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسے ڈراما کا منظر پیش ہو جاتا ہے جس میں جنگلوں ' شہروں ' باغیچوں ' اور محلسراؤں میں ' راجہ ' سورما ' تپسوی ' ہر ایک درجہ و حال کے مرد ' عورت ' آسمانی فرشتے ' گندھرب ' اپسرا ' کِنر ' اپنے اپنے پارٹ کھیل رہے ہیں - ایسی صدہا تصاویر میں سے ہم ایک تصریر کا ذکر اس خیال سے کرتے ہیں کہ ان میں سے محض تصاویر کا زمانہ معین کرنے میں مدد ملے - مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ شاہ خسرو ثانی کے سنہ جلوس ۳۲ (مطابق سنہ ۶۲۶ ع) میں اُس کا سفیر راجہ پُل‌کیسی کے پاس خط اور تحفے تحائف لیکر گیا اور پل‌کیسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر خسرو کے پاس پہونچا تھا - اُس وقت کے دربار کا منظر گپھا کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا ہے - راجہ پل‌کیسی گدی سے آراستہ سنگھاسن پر بھفاوی تکئے کے سہارے بیٹھا ہوا ہے ' گرد پیش چنور اور پنکھا جھلنے والی کنیزیں اور دیگر خدام بیٹھے یا کھڑے ہیں - راجہ کے مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں کے زیورات پہنے بیٹھے ہوے ہیں - قیاساً یہہ لوگ ولی عہد ' یا راجہ کے بھائی اور مشیران خاص ہونگے - راجہ اپنا داہنا ہاتھہ اٹھا کر ایرانی سفیر سے کچھہ کہہ رہا ہے - راجہ کے سر پر مکٹ (تاج) ' گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور ہیروں کی ایک لڑی کلنٹھی اور اس کے نیچے
خوبصورت جڑاؤ کلنٹھا ہے - دونوں ہاتھوں میں بازو بند
اور کڑے ہیں ' انار کی جگہ پنچ لڑی موتیوں کی مالا ہے
جس میں گرہ کی پانچ بڑے بڑے موتی ہیں - کمر میں
جواہرنگار کمربند ہے - پوشاک میں نصف ران تک
کچھنی ہے ' باقی سارا جسم برہنہ ہے - دکھنی لوگ
جیسے ڈوپٹے کو سمیٹ کر گلے میں ڈال لیتے ہیں اسی طرح
ایک ڈوپٹہ کندھے سے ہٹ کر پیچھے کے تکیہ پر پڑا ہوا ہے '
اور اس کے دونوں سمٹے ہوئے کنارے گدی کے آگے پڑے ہوئے
نظر آتے ہیں - اس کا جسم قوی ' اعضا متناسب اور
رنگ گورا ہے - (چہرہ کا چونا اکھڑ گیا ہے ' اس سے وہ
نظر نہیں آتا -) دربار میں جتنے ہندوستانی مرد ہیں
ان کے جسم پر وہی آدھی ران تک کچھنی کے سوا اور
کوئی لباس نہیں نظر آتا ' اور نہ کسی کے ڈاڑھی یا مونچھ
ہے - کمر سے لگاکر آدھی ران یا اس سے کچھ نیچے تک
عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے ' اور بعض کے سینے
پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی ہے - باقی سارا جسم
کھلا ہوا ہے - یہاں کی قدیم تصاویر میں عورتوں کے سینے
اکثر کھلے ہوئے نظر آتے ہیں ' یا اس پر ایک پٹی بندھی
ہوتی ہے - یہہ پرانا رواج ہے - شری مد بھاگوت میں
بھی اس کا ذکر آیا ہے (۱) - ایرانی سفیر راجہ کے مقابل

---

(1) तदंग संग प्रमुदा कुलेंद्रियाः केशादुकूलं कुचपट्टिकां वा ।
नांजः प्रतिव्यो ढुमलं व्रजस्त्रियो विस्रस्त मालाभरणाः कुरुद्वह ॥

کھڑا اس کی طرف تکٹکی لگائے موتیوں کی کئي لڑیں یا کئی لڑیوں کی مالا هاتهہ میں لئے اُسے نذر کر رها هے - راجہ اس سے کچھہ کہہ رها هے - سفیر کے پیچھے دوسرا ایرانی بوتل سی کوئی چیز لئے کھڑا هے ' جس کے پیچھے ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بھری هوئی کشتی لئے هوئے هے - اُس کے پیچھے چوتھا ایرانی پیٹھہ پھیر کر ایک دوسرے ایرانی کی طرف دیکھہ رها هے جو باهر سے کوئی چیز هاتهہ میں لئے دروازے میں آ رها هے - اس کے پاس ایک ایرانی سپاهی کمر میں تلوار لگائے کھڑا هے ' اور دروازے کے باهر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گھوڑے کھڑے هیں - ایرانیوں اور هندوستانیوں کي پوشاک میں زمین اور آسمان کا فرق هے ' هندوستانیوں کا قریب قریب سارا جسم برهنہ هے - ایرانیوں کا سارا جسم ڈھکا هوا هے - ان کے سر پر اونچی ایرانی ٹوپی هے ' کمر تک انگرکھا ' چست پاجامہ ' اور کئی ایک کے پیروں میں موزے بھی هیں - ڈاڑھی موچھہ سب کے تھے - ایراني ایلچی کے گلے میں بڑے بڑے موتیوں کی ایک لڑی ' پاندار کلنگھی ' کانوں میں موتیوں کے آویزے ' اور کمر میں مرصع کمربند هے - دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں هے - دربار میں فرش پر پھول بکھرے هوئے هیں - راجہ کے سنگھاسن کے آگے اُگالدان پڑا هوا هے اور چوکیوں پر پاندان وغیرہ ظروف سرپوشوں سے ڈھکے رکھے هوئے هیں (۱) - قیاساً یہہ

---

(۱) دی پینٹنگس آف اجنتا - جان گریفتھہ - پلیٹ نمبر ٥ -

تصویر سنہ ۶۲۶ ع کے بعد ہی بنی ہوگی -

اجنتا کی تصویریں کامل‌الفن استادوں کی بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہیں - ان میں اعضا کا تناسب ' خط و خال ' انداز و ادا ' وضع و قطع ' زلف و کاکل ' رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ہے - علی هذا چرند و پرند ' گل و برگ وغیرہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ہیں - کئی تصویریں جذبہ‌نگاری میں بے مثل ہیں - چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ہوتی ہے - مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں مصور نے کمال کیا ہے - تصاویر سے عمیق مشاہدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ہے - ان صفات کے بغیر کوئی انسان ویسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا - انہیں اوصاف سے متاثر ہو کر زمانہ حال کے مبصرین نے بھی ان تصاویر کی کھلے دل سے داد دی ہے - مسٹر گریفتھہ نے بستر مرگ پر پڑی ہوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ہوے لکھا ہے " رقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیائے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی - فلورنس کے اساتذہ چاہے خاکہ اچھا کھینچ سکیں ' وینس کے مصور چاہے رنگ اچھا بھر سکیں ' لیکن جذبہ‌نگاری میں اُن میں سے ایک بھی اِس کا ہمسر نہیں - تصویر کی کیفیت یوں ہے :—

رانی کا سر جھکا ہوا ہے ' آنکھیں نیم باز ہیں ' اور جسم

خستہ ہو رہا ہے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بیٹھی ہوئی ہے اُس کی ایک کنیز ہلکے ہاتھوں سے اُسے سنبھالے ہوئے کھڑی ہے ' اور ایک دوسری متفکر چہرہ بنائے اُس کا ہاتھ یوں پکڑے ہوئے ہے گویا نبض دیکھ رہی ہو - اس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رہا ہے گویا اُسے معلوم ہے کہ مہری رانی کی روح قفس عنصری سے جلد پرواز کرنے والی ہے - ایک دوسری لونڈی پنکھا لئے ہوے کھڑی ہے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں - ان کے چہرے بھی اُداس ہیں - نیچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے ہوے ہیں جو اس کی زندگی سے مایوس ہو کر غم میں ڈوبے ہوے ہیں - ایک عورت ہاتھ سے اپنا منہ ڈھانپے زار و قطار رو رہی ہے -

اِن تصاویر کے کمال سے فن تصویر کے کئی ماہروں پر اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تنقید کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تنقیدیں شائع ہو چکی ہیں -

اجنتا کی گپھاؤں میں جو بودھ روایتیں منقوش ہیں اُن کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اِن کے بنانے والوں نے امراوتی ' سانچی ' بھرہت وغیرہ کے میناروں کی دیواروں پر بنی ہوئی روایتوں اور گندھاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ دونوں میں بڑی یکسانیت ہے -

اسی طرح گوالیر راج کے امجھیرا ضلع میں موضع باگھ کے قریب کی کپھاؤں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ہیں جو قیاساً عیسوی کی چھٹویں یا ساتویں صدی میں بنی ہوں گی - اجنتا کی تصاویر کی طرح یہہ تصویریں بھی بہمہ صفت موصوف ہیں - ان تصاویر کی بھی نقلیں ہو گئی ہیں' اور ان پر ایک کتاب شائع ہو چکی ہے - لندن ٹائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوے لکھا ہے کہ یوروپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہونچ سکیں - ڈیلی ٹیلیگراف کا بیان ہے کہ کمال فن کے اعتبار سے یہہ تصاویر اتنے اعلیٰ پایہ کی ہیں کہ ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی - اِس کا رنگ بھی بہت اچھا ہے' مناظر حیات کے پیش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار کے اعتبار سے یہہ تصویریں لاثانی ہیں اور حسن تہذیب کا اونچا معیار پیش کرتی ہیں - محض اتنا ہی نہیں' اُن میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ہوئی ہے -

کچھہ عرصہ ہوا سِتّن نواسل میں جو کرشنا ندی کے جنوبی کنارے پر پدو کوٹا سے نو میل شمال مغرب کی جانب ہے ایک مندر کا پتہ لگا ہے جو ایک پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا ہے - اس میں بھی کچھہ ایسی ہی تصویریں ہیں - ان تصاویر کو سب سے پہلے تی اے'

گوپی ناتهه راؤ نے دیکها - قیاس کیا جاتا هے که یهه تصویریں پلّو فرمانروا مهندر ورما اول کے زمانه میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی هوں‌گی - اس مندر کی اندرونی چهتوں ' ستونوں اور دیواروں پر یهه تصویریں بنی هوئی هیں - یہاں کی خاص تصویر تقریباً برامدے کی ساری چهت کو گهیرے هوئے هے - اس تصویر میں ایک تالاب ' خوشنما کنولوں سے پر نظر آتا هے - پهولوں کے بیچ میں مچهلیاں ' هنس ' بهینسے ' هاتهی اور تین سادهو هاتهه میں کنول لئے دکهائی دیتے هیں - اُن سادهوؤں کے جسم کا تناسب ' اُن کا رنگ اور حسن دیکهه کر منهه سے بے اختیار داد نکل جاتی هے - ستونوں پر ناچتی هوئی عورتوں کی تصویریں بهی هیں - اس مندر میں اردهه ناریشور ' گندهربوں اور اپسراؤں کی تصویریں بهی هیں - اردهه ناریشور جٹا ' مکٹ اور کنڈل پہنے هوئے هیں - ان کی آنکهوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رهی هیں - ان تصویروں میں بعض کا رنگ پهیکا پڑ گیا هے تاهم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نهیں آنے پایا - ان میں سے بعض تصاویر شائع بهی هو چکی هیں - ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گڑهه پہاڑی پر ایک گپها هے - اُسے جوگی مارا کہتے هیں - اس کی چهت میں بهی چند تصویریں بنی هوئی هیں جو همارے دور کے آغاز کے قریب کی هیں -

اِن چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی هیں وهی همارے دور یا اس سے کچهه قبل کے فن تصویر کے

بچے کھچے نمونے ھیں - تعجب تو یہہ ھے کہ ایسے گرم
ملک میں بھی یہہ تصویریں بارہ تیرہ صدیوں تک زمانہ
کے ھاتھوں سے محفوظ رھیں اور بگڑتے بگڑتے بھی کم و بیش
اچھی حالت میں موجود ھیں - انھیں سے ھمارے فن
تصویر کی ترقی کا کچھہ اندازہ کیا جا سکتا ھے -

هندوستاني فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر

اس زمانہ کے بعد چھہ صدیوں تک هندوستانی تصویر
کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا ھوا ھے - اِس زمانہ کی
کوئی تصویر دستیاب نہیں - مگر چینی ترکستان کے
صوبہ ختن، دن‌دن‌یولک اور میرن نامی مقامات میں
دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں
ملی ھیں ان پر هندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا
ھے - وہ چوتھی صدی سے گیارھویں صدی تک کی قیاس
کی جا سکتی ھیں - جیسے لنکا میں هندوستانی تہذیب
پھیلی ھوئی تھي اُسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا
اس سے اور آگے تک هندوستاني تہذیب کا اقتدار تھا -
اور هندوستان کے مختلف علوم و فنون کی وھاں اشاعت
ھو گئی تھی -

هندوستاني فن تصویر کي خصوصیت

هندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا
ھیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن ھے: هندوستانی
فن تصویر کا محسوسات باطن - ھمارے اهل کمال حسن

ظاہر کے نازبردار نہیں - وہ اُس کی باطنی کیفیات
کا اظہار کرنا ہی اپنے فن کا معراج سمجھتے ہیں - ظاہر
میں جو حقیقت مستور ہے اس کو عیاں کر دینا ؛
اُس کا پردہ کھول دینا ہمارے مصوروں کا اصلی نصب العین
ہے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ
تھی - وہ اپنی تمامتر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی
خوبیوں پر صرف کرتے تھے - مسٹر ای ' بی ' ہیول نے
لکھا ہے " یوروپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم ہوتی
ہیں ' کیونکہ اہل یوروپ صرف حسن مادی کے شیدا
تھے - ہندوستانی فن تصریر حقیقی کیفیات اور ملکوتی
جذبات کی ترجماں ہے " (۱) - بنگال کا جدید رنگ اجنتا
کے قدیم طرز کی طرف جھکا ہوا ہے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم ہندوستان ہر قسم کے علوم و فنون میں
بام رفعت پر پہونچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو
اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے
موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے ہیں وہ سب ویدک زمانہ
میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی
بینا ' جھانجھہ ' بنسی ' مردنگ ' وغیرہ باجے مستعمل ہوتے

---

(۱) انڈین اسکلپچرس اینڈ پینٹنگس - صفحہ ۸۸ -

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بینا کے نام
ملتے ھیں، جیسے بینا، کانڈ بینا، (۱) اور کرکری (۲)،
وغیرہ - جھانجھہ کو آگھاتی (۳) یا آگھات (۴) کہتے تھے -
اور اس باجے کا استعمال ناچ کے وقت ھوتا تھا - مردنگ
وغیرہ چمڑے سے مڑھے ھوے باجے آڈمبر (۵)، دندبھی (۶)،
بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء
حال نے تحقیق کیا ھے کہ ھندوستانی مردنگ وغیرہ باجے
تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علما
کا قول ھے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ھونا
ممکن ھے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا
ھو - تار والے باجوں میں بینا سب سے اچھی مانی
گئی ھے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال
یہی ظاھر کرتا ھے کہ اس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی
حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں
تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہونچی تھیں -

---

(۱) کاٹھک سنگھتا ۳۴-۵ -

(۲) رگوید ۲-۴۳-۳ - اتھرو وید ۴-۳۷-۴ -

(۳) ایضاً ۱۰-۱۴۶-۲

(۴) اتھرو وید ۴-۳۷-۴

(۵) باجسنیئی سنگھتا ۳۰-۱۹

(۶) رگوید ۱-۲۸-۵ -

(۷) تیتریہ سنگھتا ۵-۹-۳-۷ -

زمانه قدیم میں هندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کی تعلیم دلواتے تھے - پانڈووں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد جب ایک سال تک چھپ کر رہنے کی شرط پوری کی تو ارجن نے بریہن نلا کے بھیس میں راجه ورات کی لڑکی اُترا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لی تھی - پانڈو خاندان کے راجه جنمیجے کا لڑکا اُدین جس کو بتسراج بھی کہتے تھے یوگندھر راین وغیرہ وزرا پر سلطنت کا بار ڈال‌کر خود بینا بجانے اور شکار و سیر میں محو رہتا تھا - وہ اپنی بینا کی خوش‌الحانی سے هاتھیوں کو قابو میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکڑ لاتا تھا - ایک بار وہ اجین کے راجه چنڈ مہا سین (پردیوت) کے هاتھ میں پھنس گیا جو اُس کا جانی دشمن تھا - چونکه وہ فن نغمه میں ماهر تھا راجه چنڈ مہاسین نے اُسے اپنی لڑکی باسودتا کو گانا سکھانے پر مامور کیا - ان دو مثالوں سے یہہ ظاهر هے که اس زمانه کے راجے گانے کے شائق هوتے تھے اور اِس فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھه کر ان کی قدر کرتے تھے - راجه کنشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش فن موسیقی کا بڑی ماهر تھا - گپت خاندان کا راجه سمدر گپت پریاگ کے ستون پر جو عبارت منقوش کرائی هے اُس میں اپنے کو فن نغمه میں تمبرو اور نارد سے بڑھه کر رکھا هے یہاں تک که اس کے ایک قسم کے سکوں پر جو تصویر منقوش هے اُس میں وہ ایک باجا

بجا رہا ہے - وکرم سمبت کی پانچویں صدی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستان سے بارہ ہزار کلاونتوں کو ایران بھیجنا ' جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود ہے ہندوستانیوں کے نغمہ‌دانی کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے - رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا - عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی - ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راج‌شری کو ناچنا سکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے ناٹک رتناولی میں رانی نے ' پریہ درشکا ' کو نغمہ کے تینوں ارکان کے سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں رقص‌گاہوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے - راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے دربار میں مردنگ بجانے والوں ' ناچنے والوں ' حمد کی گیت گانے والوں کا ذکر آیا ہے - بھکتی مارگ کے ساتھہ فن موسیقی کی بھی خاص ترقی ہوئی - فن موسیقی کی کتابوں اور اُس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے - کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے مشابہ ہے - اس پر رائے زنی کرتے ہوئے سر ولیم ہنٹر نے لکھا ہے " نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں " پھر عرب

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ - جلد ۱ - صفحہ ۲۹-۳۰-

میں اور وہاں سے گائڈو دی اریزو (Guido d ، Arezzo) نے عیسیٰ کی گیارھویں صدی میں یوروپ میں اسے رائج کیا (۱) - پروفیسر ویبر کی بھی یہی رائے ہے - ایلی ولسن لکھتی ہیں "هندوؤں کو اس امر کا غرور ہونا چاہئے کہ ان کے نشانات نغمہ سب سے قدیم ہیں" - (۲)

---

(۱) ولیم هنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا - صفحہ ۲۲۳-

(۲) Short Account of the Hiudu Systems of Musio, p. 5.

انڈکس

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ